نوائے افغان جہاد

شوال ۱۴۳۹ھ
جون ۲۰۱۸ء

فليس العيد لمن لبس الجديد

ولكن العيد لمن صدع بالتوحيد





فقیہ الامت سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے نصائح

”سب سے سچی بات اللہ کی کتاب اور سب سے مضبوط حلقہ تقویٰ کا کلمہ ہے اور سب سے بہترین ملت حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ملت ہے اور سب سے عمدہ طریقہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ ہے اور سب سے بہترین سیرت انبیاء علیہم السلام والی سیرت ہے اور سب سے اعلیٰ بات اللہ کا ذکر ہے اور بہترین قصے قرآن میں ہیں اور بہترین کام وہ ہیں جن کا انجام بہترین ہو اور سب سے بُرے کام وہ ہیں جو نئے گھڑے جائیں اور جو مال کم ہو لیکن انسان کی ضروریات کے لیے کافی ہو وہ اس مال سے بہتر ہے جو زیادہ ہو اور انسان کو اللہ سے اور آخرت سے غافل کر دے۔ تم کسی جان کو (بُرے کاموں اور ظلم سے) بچا لو یہ تمہارے لیے اس امارت سے بہتر ہے جس میں تم عدل وانصاف سے کام نہ لے سکو اور موت کے وقت کی ملامت سب سے بُری ملامت ہے اور قیامت کے دن کی شرمندگی سب سے بُری شرمندگی ہے اور ہدایت ملنے کے بعد گمراہ ہو جانا سب سے بُری گمراہی ہے اور دل کا غنا سب سے بہترین غنا ہے۔ اور سب سے بہترین توشہ تقویٰ ہے اور اللہ تعالیٰ دل میں جتنی باتیں ڈالتے ہیں ان میں سب سے بہترین بات یقین ہے اور شک کرنا کفر میں شامل ہے اور دل کا اندھا پن سب سے بُرا اندھا پن ہے اور شراب تمام گناہوں کا مجموعہ ہے اور عورتیں شیطان کا جال ہیں اور جوانی پاگل پن کی ایک قسم ہے اور میت پر نوحہ کرنا جاہلیت کے کاموں میں سے ہے اور بعض لوگ جمعہ میں سب سے آخر میں آتے ہیں اور صرف زبان سے اللہ کا ذکر کرتے ہیں دل بالکل متوجہ نہیں ہوتا اور سب سے بڑی خطا جھوٹ بولنا ہے اور مسلمان کو گالی دینا فسق ہے اور اس سے جنگ کرنا کفر ہے اور اس کے مال کا احترام کرنا اسی طرح ضروری ہے جس طرح اس کے خون کا احترام کرنا۔ جو لوگوں کو معاف کرے گا اللہ اسے معاف کرے گا، جو غصہ پی جائے اللہ اسے اجر دے گا اور جو دوسروں سے درگزر کرے گا اللہ تعالیٰ اس سے درگزر کرے گا اور جو مصیبت پر صبر کرے گا اللہ تعالیٰ اسے بہت عمدہ بدلہ دیں گے اور سب سے بُری کمائی سود کی کمائی ہے اور سب سے بُرا کھانا یتیم کا مال کھانا ہے اور خوش قسمت وہ ہے جو دوسروں سے نصیحت حاصل کرے اور بدقسمت وہ ہے جو ماں کے پیٹ میں ازل سے بدبخت ہو گا اور تم میں سے ہر ایک کو اتنا کافی ہے جس سے اس کے دل میں قناعت پیدا ہو جائے۔ تم میں سے ہر ایک کو بالآخر چار ہاتھ جگہ یعنی قبر میں جانا ہے اور اصل معاملہ آخرت کا ہے اور عمل کا دارومدار اس کے انجام پر ہے اور سب سے بُری روایتیں جھوٹی روایتیں ہیں اور سب سے اعلیٰ موت شہادت والی موت ہے اور جو اللہ کی آزمائش کو پہچانتا ہے وہ اس پر صبر کرتا ہے اور جو نہیں پہچانتا وہ اس کا انکار کرتا ہے اور جو بڑا بنتا ہے اللہ اسے نیچا کرتے ہیں۔ جو دنیا سے دوستی کرتا ہے دنیا اس کے قابو میں نہیں آتی۔ جو شیطان کی بات مانے گا وہ اللہ کی نافرمانی کرے گا، جو اللہ کی نافرمانی کرے گا اللہ اسے عذاب دیں گے“۔

[ابو نعیم فی الحلیۃ: ج ۱، ص ۱۳۸]



حضرت فضالہ بن عبید رضی اللہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"ہر مرنے والے کے عمل پر مہر لگادی جاتی ہے۔ مرنے کے بعد اس کے عمل میں کوئی زیادتی نہیں ہو سکتی، بجز مرابط فی سبیل اللہ، کہ وہ اسی حالت میں مر گیا تو اس کا عمل قیامت تک اس کے اعمال نامے میں بڑھایا جاتا رہے گا اور قبر کے سوال و جواب سے بھی آزاد رہے گا"۔

(ترمذی، ابوداؤد، دارمی)





جلد نمبر ۱۱، شمارہ نمبر ۵

شوال ۱۴۳۹ھ جون ۲۰۱۸ء



اس شمارے میں

تجاویز، تبصروں اور تحریروں کے لیے اس برقی پتے (E-mail) پر رابطہ کیجیے۔

nawai.afghan@tutanota.com

انٹرنیٹ پر استفادہ کے لیے:

Nawai-afghan.blogspot.com

Nawaiafghan.blogspot.com

قیمت فی شمارہ: ۲۵ روپے

قارئین کرام!

عصرِ حاضر کی سب سے بڑی صلیبی جنگ جاری ہے۔ اس میں ابلاغ کی تمام سہولیات اور اپنی بات دوسروں تک پہنچانے کے تمام ذرائع نظامِ کفر اور اس کے پیروؤں کے زیرِ تسلط ہیں۔ ان کے تجزیوں اور تبصروں سے اکثر اوقات مخلص مسلمانوں میں مایوسی اور ابہام پھیلتا ہے، اس کا سدِ باب کرنے کی ایک کوشش کا نام 'نوائے افغان جہاد' ہے۔

نوائے افغان جہاد

- اعلائے کلمۃ اللہ کے لیے کفر سے معرکہ آرا مجاہدین فی سبیل اللہ کا مؤقف مخلصین اور محبین مجاہدین تک پہنچاتا ہے۔
- افغان جہاد کی تفصیلات، خبریں اور محاذوں کی صورت حال آپ تک پہنچانے کی کوشش ہے۔
- امریکہ اور اس کے حواریوں کے منصوبوں کو طشت از بام کرنے، اُن کی شکست کے احوال بیان کرنے اور اُن کی سازشوں کو بے نقاب کرنے کی ایک سعی ہے۔

اس لیے ....

اِسے بہتر سے بہترین بنانے اور دوسروں تک پہنچانے میں ہمارا ساتھ دیجیے

اِسلام کی فضامیں... ہر یوم، یومِ عید ہے!

عید الفطر ۱۴۳۹ھ کے موقعے پر، امیر جماعۃ قاعدۃ الجہاد بر صغیر 'مولانا عاصم عمر حفظہ اللہ کا امتِ مسلمہ کے نام پیغام

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمدللہ وحدہ والصلوٰۃ والسلام علیٰ من لانبی بعدہ اما بعد!

عن ابی ہریرۃ قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول : أظلتکم فتن کقطع اللیل المظلم أنجی الناس منہا صاحب شاھقۃ یأکل من رَسَلِ غنمہ أو رجل من وراء الدروب آخذ بعنان فرسہ یأکل من فیئ سیفہ۔[1]

اللہ سے دن رات یہ دعائیں ہیں کہ اللہ اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے ہر دن کو عید کا دن بنائے، اسے ہر قسم کے فتنے اور دکھ درد سے محفوظ فرمائے۔ اللہ تعالیٰ تمام مسلمانوں کو یہ عید مبارک کرے... مشرقی ترکستان اور برما و بھارت میں ہونے والے مظالم پر غموں سے بوجھل دل کے ساتھ اس امت کو عید کی خوشیاں مبارک ہوں... شام و فلسطین میں مسلمانوں کی دربدری و زبوں حالی کے باوجود سب کو یہ عید مبارک ہو... اللہ تعالیٰ 'امارتِ اسلامیہ کے فرزندوں کو بھی عید کی خوشیاں مبارک کرے جو اس دورِ فتن میں بھی سیسہ پلائی دیوار کی طرح عالمی قوتوں کے سامنے سینہ سپر ہیں... اللہ تمام امت کی جانب سے انہیں بہترین بدلہ عطا فرمائے جہاں سے آنے والی خبریں اس دُکھیاری امت کے سینوں کو ٹھنڈا کر رہی ہیں۔

تقبل اللّٰہ مِنا و مِنکم

میرے مسلمان بھائیو!

امتِ مسلمہ ایک ایسے دور سے گزر رہی ہے جہاں فتنے موسلا دھار بارش کی طرح برس رہے ہیں۔ ہر آنے والا فتنہ پہلے سے زیادہ تاریک و خطرناک ہے۔ اب تو نوبت یہاں تک پہنچ چکی کہ مسلمان سے اس کا دین و ایمان تک چھیننے کی کوشش کی جارہی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فتنوں کے بارے میں جو احادیث بیان فرمائیں ان کی روشنی میں فتنے، ان کی شدت اور ان سے بچاؤ کے طریقے اختیار کیے جاسکتے ہیں۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دجال کی آمد سے پہلے فتنۃ الدہیماء کا ذکر فرمایا ہے۔ یہ ایسا فتنہ ہو گا جس کے تھپیڑے ہر ایک پر پڑیں گے۔ فرمایا:

ثُمَّ فِتْنَةُ الدُّهَيْمَاءِ، لَا تَدَعُ أَحَدًا مِنْ هَذِهِ الْأُمَّةِ إِلَّا لَطَمَتْهُ لَطْمَةً، پھر تاریکی کا فتنہ ہو گا جس کے تھپیڑے ہر ایک پر پڑیں گے۔ فَإِذَا قِيلَ:انْقَضَتْ، تَمَادَتْ جب بھی یہ کہا جائے گا کہ یہ فتنے ختم ہو گیا تو یہ اپنی انتہا کو پہنچ جائے گا یا اور لمبا ہو جائے گا۔ يُصْبِحُ الرَّجُلُ فِيهَا مُؤْمِنًا، وَيُمْسِي كَافِراً، اس فتنے میں ایک شخص صبح مسلمان ہو گا اور شام کو کافر ہو جائے گا۔ حَتَّى يَصِيرَ النَّاسُ إِلَى فُسْطَاطَيْنِ، یہ تقسیم جاری رہے گی یہاں تک لوگ دو خیموں میں تقسیم ہو جائیں گے۔ فُسْطَاطِ إِيمَانٍ لَا نِفَاقَ فِيهِ وَفُسْطَاطِ نِفَاقٍ لَا إِيمَانَ فِيهِ، ایک خالص اہلِ ایمان کا خیمہ جن میں بالکل نفاق نہیں ہو گا اور دوسرا منافقین کا خیمہ جن میں بالکل ایمان نہ ہو گا۔ فَإِذَا كَانَ ذَاكُمْ فَانْتَظِرُوا الدَّجَّالَ، مِنْ يَوْمِهِ، أَوْ مِنْ غَدِهِ، سو جب صورتِ حال اس طرح ہو جائے تو بس دجال کا انتظار کرنا کہ آج آیا یا کل آیا۔

اپنے اس دور کو مزید سمجھنے کے لیے اور اس حدیث مبارکہ کی تائید کے لیے ایک اور صحیح حدیث ملاحظہ فرمایئے تاکہ صورتِ حال کو سمجھنا آسان ہو جائے، فرمایا:

---

[1] (رواہ الحاکم)

إِنَّ أَمَامَ الدَّجَّالِ سِنِينَ خَدَّاعَةً، دجال سے پہلے چند سال دھوکے کے ہوں گے۔ يُكَذَّبُ فِيهَا الصَّادِقُ، وَيُصَدَّقُ فِيهَا الْكَاذِبُ، سچے کو جھوٹا اور جھوٹے کو سچا بنادیا جائے گا۔ وَيُخَوَّنُ فِيهَا الْأَمِينُ، وَيُؤْتَمَنُ فِيهَا الْخَائِنُ، امانت دار کو خائن اور خائن کو امانت دار بنادیا جائے گا اور لوگوں کے اہم معاملات میں فاسق و فاجر اور خسیس لوگ گفتگو کیا کریں گے۔ وَيَتَكَلَّمُ فِيهَا الرُّوَيْبِضَةُ». قِيلَ: وَمَا الرُّوَيْبِضَةُ؟ قَالَ: «الْفُوَيْسِقُ يَتَكَلَّمُ فِي أَمْرِ الْعَامَّةِ»[2]

قَالَ: "الرَّجُلُ التَّافِهُ فِي أَمْرِ الْعَامَّةِ"۔[3]

میرے مسلمان بھائیو!

تاریخ نے ایسا تاریک اور دجل و فریب کا دور کہاں دیکھا ہوگا جہاں حق و باطل کے معیارات ہی الٹ دیے گئے ہوں... اللہ کے دین سے محبت کرنے والے انتہا پسند کہلانے لگیں، اللہ کی زمین پر اللہ کی شریعت کا مطالبہ کرنے والے واجب القتل قرار پائیں، رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی حرمت پر جان قربان کر جانے والے باغی بنا کر پھانسی کے تختے پر چڑھائے جانے لگیں... شریعت کے لیے قتال فی سبیل اللہ حرام اور سودی نظام کی حفاظت کے لیے جنگ جہاد قرار پائے... کفریہ سودی نظام کی حفاظت کی خاطر جان دینے والے شہادت کے رتبے پر فائز ہونے لگیں... اور جو شریعت کے نفاذ کے لیے اسلحہ اٹھائے وہ مستحقِ جہنم قرار پائے... ظلم یہیں پر نہیں رُکا بلکہ نوبت یہاں تک آپہنچی کہ مسلمان سے اُس کا دین و ایمان چھیننے کی کوشش کی جارہی ہے۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے لائے دین کے مقابلے دین کا ''متبادل بیانیہ'' تیار کر کے مسلمانوں کو مجبور کیا جارہے ہے کہ وہ بھی اس متبادل دین پر ایمان لانے کا اعلان کریں۔

کیسا تاریک دور ہے کہ جہاں دجل و فریب، سائنس اور جھوٹ ایک صنعت بنادی گئی ہے۔ میڈیا' جھوٹ کی ایسی صنعت جہاں صرف منہ سے نکلا، ہوا کا ایک بلبلہ کروڑوں روپے قیمت وصول کرتا ہے۔

المیہ یہ نہیں کہ لوگ اس کی حقیقت نہیں جانتے، حیرت تو اس پر ہے کہ اس جھوٹ کی صنعت کی حقیقت جانتے ہوئے بھی لوگ اسی پر ایمان رکھتے ہیں۔ اسی کے بیان کردہ حقائق کی بنیاد پر حق و باطل اور محبت و نفرت کے معیار بن رہے ہیں... دعائیں کس کے لیے کرنی ہیں اور بد دعاؤں کا مستحق کون ہوگا۔ قادیانی و ہندو بھی اگر ریاست کے لیے لڑتا مارا جائے تو شہید جب کہ ایک مجاہد 'ناموسِ رسالت پر قربان ہو کر بھی قابلِ سزا ٹھہرتا ہے۔ اس دورِ دجل میں یہ سارے معیارات' دجل کی سائنس اور جھوٹ کی یہی صنعت طے کر رہی ہے۔

عوام کا کیا کہنا اب تو اہل علم و دانش حتیٰ کہ فقیہانِ شہر کے فتاویٰ بھی اِسی جھوٹ کی منڈی میں تیار ہو کر فتنے کی بھٹی کو مزید ایندھن فراہم کر رہے ہیں۔

'فتنہ' اسی کو کہتے ہیں جہاں کل اور آج مکمل پلٹ جاتے ہیں۔ پھر ان فتنوں کی تیز رفتاری دیکھیے کہ جو قلم ابھی کل تک قادیانی و غامدی بیانیے کو گمراہی قرار دیتے تھے اب وہی بیانیہ ان کی جانب منسوب ہو کر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے لائے دین کا متبادل بنادیا گیا ہے۔ جو قلم کل تک امر بالمعروف و نہی عن المنکر کو افضل جہاد ثابت کیا کرتے تھے، اس پر جان قربان کرنے کو افضل شہادت کہا کرتے تھے آج وہی قلم 'کفر کے مراکز اور حرام کاری کے اڈوں کی حفاظت کی اہمیت کو ثابت کر رہے ہیں۔

دین کا یہ ''متبادل بیانیہ'' محض اولیٰ و غیر اولیٰ سے متعلق نہیں ہے جنھیں معمولی سمجھ کر نظر انداز کر دیا جائے... بلکہ جھوٹ کی صنعت میں ڈھلے یہ فتاویٰ کفریہ نظام، سودی مراکز اور زناکاری کے اڈوں کی حفاظت کو جہاد ثابت کر رہے ہیں۔ جب کہ ان اللہ والوں کی جان و مال کو مباح بتا رہے ہیں جو اِس دجل کے دور میں شریعت کی شمع اٹھائے پوری انسانیت کو تاریکی سے نکالنے کے لیے نکلے ہیں۔

یہ ہے فتنة الدہیما... سنوات خداعات... تاریکی و دھوکے کا دور... جس سے یہ امت گزر رہی ہے!

حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ نے فتنے میں پڑنے کی پہچان بیان فرمائی، فرمایا:

---

[2] (حم) ١٣٢٩٨

[3] مسند أحمد - الرسالة (٢٩١/١٣)

إذا أحب أحدكم أن يعلم أصابته الفتنة أم لا فلينظر فإن كان رأى حلالا كان يراه حراما فقد أصابته الفتنة و إن كان يرى حراما كان يراه حلالا فقد أصابته۔[4]

”جو کوئی یہ جاننا چاہتا ہے کہ کہیں وہ فتنے میں تو نہیں پڑ گیا وہ یہ دیکھ لے کہ پہلے جس چیز کو حرام سمجھتا تھا اب اسے حلال سمجھنے لگا ہے تو ایسا شخص فتنے میں پڑ گیا۔“

اے میرے مسلمان بھائیو! فتنہ اور کسے کہتے ہیں... ؟ اس سے بڑا فتنہ اور کیا ہو سکتا ہے کہ اب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے لائے دین کی تعبیر و تشریح علمائے حق کے بجائے نبی کے دشمن قادیانی کے شاگرد قادیانی و غامدی کیا کریں گے اور بندوق کی نوک پر علما کو مجبور کیا جائے گا کہ وہ بھی اسی بیانیے اور اسی تعبیر کی تصدیق کریں۔

فتنوں کے وقت میں ایسا ہی ہوا کرتا ہے!

حَدَّثَنَا بَقِيَّةُ بْنُ الْوَلِيدِ، وَأَبُو الْيَمَانِ، جَمِيعًا عَنْ حَرِيزِ بْنِ عُثْمَانَ، عَنْ أَبِي الزَّاهِرِيَّةِ، قَالَ: «إِذَا قُذِفَ قَوْمٌ بِفِتْنَةٍ فَلَوْ كَانَ فِيهِمْ أَنْبِيَاءُ لَافْتَتَنُوا، يُنْزَعُ مِنْ كُلِّ ذِي عَقْلٍ عَقْلُهُ، وَمِنْ كُلِّ ذِي رَأْيٍ رَأْيُهُ، وَمِنْ كُلِّ ذِي فَهْمٍ فَهْمُهُ، فَيَمْكُثُونَ مَا شَاءَ اللَّهُ، فَإِذَا بَدَا لِلَّهِ رَدَّ عَلَيْهِمْ عُقُولَهُمْ وَرَأْيَهُمْ وَفَهْمَهُمْ، فَيَتَلَهَّفُوا عَلَى مَا فَاتَهُمْ» وَقَالَ بَقِيَّةُ: «عَلَى مَا كَانَ مِنْهُمْ۔

حضرت ابو الزاہریہؒ فرماتے ہیں جب قومیں فتنے میں مبتلا ہوتی ہیں تو عقل مند کی عقل چھین لی جاتی ہے يُنْزَعُ مِنْ كُلِّ ذِي عَقْلٍ عَقْلُهُ، وَمِنْ كُلِّ ذِي رَأْيٍ رَأْيُهُ، وَمِنْ كُلِّ ذِي فَهْمٍ فَهْمُهُ[5]، صاحب الرائے کی رائے اور شعور والوں کا شعور ختم ہو جاتا ہے۔

میرے مسلمان بھائیو!

یہ ایسا وقت آپہنچا کہ اب صرف جہاد کا مسئلہ نہیں ہے بلکہ اسلام کے دشمن آپ سے آپ کا ایمان بھی چھین لینا چاہتے ہیں۔ تمہارے نبی کے دین کے مقابلے دین کا متبادل بیانیہ پیش کیا گیا ہے، جس میں کفریہ نظام کے خلاف جہاد نہیں ہو گا... الاسلام یعلو ولا یعلیٰ کا تصور نہیں ہو گا... محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی لائی شریعت کے غلبے کی بات نہیں ہو گی... مسلمان ہندوؤں کے ساتھ ہولی کھیل کر بھی مسلمان باقی رہے گا، جس میں کفریہ شعائر کی تعظیم و احترام کو دین کا حصہ بنا دیا جائے گا، مرتد و مسلمان برابر سمجھے جائیں گے... اقوامِ متحدہ کے کفریہ چارٹر کو دین کا حصہ قرار دیا جائے گا۔ قرآن کی محکم آیات و احکامات کو قرآن سے خارج کر دیا جائے گا۔

یہ اسلام کا وہ متبادل بیانیہ ہے جس پر یہودی مبارک بادیں دے رہے ہیں، مغرب کے نصاریٰ بھی راضی اور بھارت کا برہمن بھی اس پر خوش ہے۔ نہ اسلام میں جہاد ہو گا نہ عالمی کفریہ نظام کو کوئی خطرہ ہو گا۔

مغل بادشاہ اکبر نے بھی دینِ الٰہی کے نام سے دین کا متبادل بیانیہ تیار کیا تھا اور ریاستی طاقت کے ذریعہ اسے مسلمانوں پر تھوپنے کی کوشش کی تھی، اس نے بھی اپنی قوت کے زور پر وقت کے بڑے بڑے علما کو مجبور کر کے اپنے ساتھ کھڑا کیا تھا۔ لیکن کیا ہوا؟ دینِ اکبری بچا یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا لایا دین باقی رہا؟ چنانچہ اس ریاستی بیانیے کا انجام بھی وہی ہو گا جو دینِ اکبری کا ہوا۔

اے مدارس کی فضاؤں کو قال اللہ و قال رسول اللہ سے معطر کرنے والو! اے دین کی تعبیر کی حفاظت کی خاطر بے دینِ اکبر کے سامنے ڈٹ جانے والو! تمہارے مدارس کا کیا بنے گا جب تمہارا دین تبدیل کر دیا جائے گا... تمہارا طرزِ استدلال اور طرزِ تدریس بدل دیا جائے گا!

---

[4] هذا حديث صحيح على شرط الشيخين ولم يخرجاه۔تعليق الحافظ الذهبي في التلخيص : على شرط البخاري ومسلم۔المستدرك على الصحيحين للحاكم مع تعليقات الذهبي في التلخيص (۵۱۴/۴)

5 الفتن لنعيم بن حماد (٦٤/١)

قرآن کی تفسیر امام طبریؒ و نیشاپوریؒ، قرطبیؒ و آلوسیؒ نہیں سمجھائیں گے بلکہ رینڈ کارپوریشن[6] جیسے اداروں کے تربیت یافتہ قرآن کے معانی و مفاہیم متعین کریں گے، سنت کا مقام، اس کی حیثیت اور اس کی تشریح اب سلف صالحین اور فقہائے امت نہیں کریں گے بلکہ رینڈ کارپوریشن کے تربیت یافتہ متجددین کریں گے۔ جو دینِ جدید پر آجائے گا وہ پکا ٹھکا مسلمان کہلائے گا جس کے ایمان کو کوئی بھی کفر نقصان نہ پہنچا سکے گا۔ خواہ وہ کفر کرے، اسلامی شعائر کا مذاق اڑائے، ہندوؤں کے ساتھ ہولی کھیلے، سودی نظام کی حفاظت کی خاطر مردار ہو، اور اللہ کی شریعت سے ساری عمر جنگ کرتا رہے... کہ اب فرد کے کفر و اسلام کا فیصلہ علمائے حق نہیں بلکہ کفریہ عدالتوں کے جج کیا کریں گے!

اور اگر اس کے مقابلے کسی نے چودہ سو سال پہلے ابو بکرؓ و عمرؓ کے دین پر اصرار کیا، دین کو سلف صالحین سے سمجھنے پر بضد رہا... دہشت گردی کے نام پر مار کر تمہارے گلی کوچوں میں پھینک دیا جائے گا۔ بلکہ دین سے ہی خارج کر دیا جائے گا!

محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کی لاج رکھنے والے مدارس اب 'ماڈرن دین' پڑھانے پر مجبور کیے جائیں گے! شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ کے وارثوں کے مدارس میں اب علمِ دین کی مروجہ سند نہیں چلے گی بلکہ انہیں دورِ حاضر کے قادیانی و غامدی کی تشریح پڑھانے پر مجبور کیا جائے گا!

اے کتاب و سنت کی تعبیر کی حفاظت کرنے والو! اپنے ایمان کو بچانے کی خاطر بیدار ہو جایئے... اپنے مدارس کی حفاظت کی خاطر اٹھ جایئے... شریعت کے دشمنوں کے ظلم و جور اور دھونس دھمکیوں سے نہ گھبرایئے! باطل حق کو مٹا نہ سکے گا! باطل کو حق ثابت نہ کیا جا سکے گا! محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے لائے دین کو رینڈ کارپوریشن کے دین سے بدلا نہ جا سکے گا!... ہاں مسئلہ اپنے اپنے ایمان کا ہے! مسئلہ اپنی اپنی آخرت کا ہے! وہاں زبانوں پر تالے ڈال دیے جائیں گے سرکاری تاویلات اور متبادل بیانیہ تیار کرانے والے ساتھ چھوڑ جائیں گے!... اس دن کی فکر کیجیے جب دلوں کے بھید ظاہر کر دیے جائیں گے!

رہا اللہ کا دین تو اس کے لیے اللہ نے ہر دور میں دیوانے پیدا کیے ہیں... جنھوں نے اپنے خونِ جگر سے اس دین کے ہر شعبے کی حفاظت کی ہے... یہ اللہ کے کلمے کی سربلندی کے لیے قتال کرتے رہیں گے... اسی طرح کتاب اللہ و سنتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریح کی حفاظت کے لیے بھی قتال کریں گے۔

لا تزال طائفة من أمتي يقاتلون على الحق ظاهرين على من ناوأهم حتى يقاتل آخرهم المسيح الدجال۔[7]

"میری امت کی جماعت حق کی خاطر قتال کرتی رہے گی اپنے مخالفین پر غالب رہے"۔

دوسری روایت میں ہے:

لا يضرہم من خالفهم

"ان کی مخالفت کرنے والے انہیں نقصان نہ پہنچا سکیں گے"۔

دینِ مبین میں تحریف کی یہ کوششیں کامیاب نہ ہو سکیں گی۔ نہ جہاد کو دین سے خارج کیا جا سکے گا، نہ کفریہ نظام کو اسلام ثابت کیا جا سکے گا!

آقائے مدنی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَا يَزَالُ الْجِهَادُ حُلْوًا أَخْضَرَ مَا قَطَرَ الْقَطْرُ مِنَ السَّمَاءِ، جہاد تر و تازہ رہے گا۔ وَسَيَأْتِي عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ يَقُولُ فِيهِ قُرَّاءٌ مِنْهُمْ: لَيْسَ هَذَا زَمَانَ جِهَادٍ، اور لوگوں پر ایک ایسا زمانہ آئے گا جب پڑھے لکھے لوگ بھی یہ کہیں گے کہ اب جہاد کا دور نہیں ہے۔ فَمَنْ أَدْرَكَ ذَلِكَ الزَّمَانَ فَنِعْمَ زَمَانُ الْجِهَادِ، سو جو کوئی اس زمانے کو پائے وہی جہاد کا بہترین زمانہ ہو گا۔ صحابہ نے دریافت کیا: يَا رَسُولَ اللَّهِ , وَاحِدٌ يَقُولُ ذَلِكَ؟ کوئی مسلمان ایسی بات بھی کہہ سکتا ہے؟ زبانِ نبوت نے فرمایا: نَعَمْ، مَنْ عَلَيْهِ لَعْنَةُ اللَّهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ۔ جی ہاں! ایسی بات وہ کہے گا جس پر اللہ کی لعنت اور فرشتوں اور تمام انسانوں کی لعنت ہو گی۔[8]

---

[6] Rand Corporation

[7] مستدرک حاکم

[8] السنن الواردة في الفتن للداني (۷۵۱/۳)

لا يزال الجهاد حلوا خضرا ما أمطرت السماء وأنبتت الأرض وسينشأ نشؤ من قبل المشرق يقولون لا جهاد ولا رباط أولئك هم وقود النار بل رباط يوم في سبيل الله خير من عتق ألف رقبة ومن صدقة أهل الأرض جميعا۔[9]

جب کہ ابن عساکر کی روایت میں ان الفاظ کا اضافہ ہے کہ:

جہاد تروتازہ رہے گا،وسينشأ نشؤ من قبل المشرق اور مشرق کی جانب سے کچھ لوگ اٹھیں گے يقولون لا جهاد ولا رباط جو یہ کہیں گے کہ اب کوئی جہاد و رباط نہیں ہے۔أولئك هم وقود النار یہ لوگ ہی جہنم کا ایندھن بنیں گے۔ بلکہ اللہ کے راستے میں ایک دن کی پہرے داری ہزار غلاموں کو آزاد کرنے اور تمام اہلِ دنیا کے صدقے سے افضل ہے۔

جہاد کو دین سے خارج کرنے کی ماضی میں بھی کوششیں ہوتی رہیں۔ امام لالکائیؒ اور ابو بکر خلالؒ نے فرمایا کہ:

''یہود کہتے تھے کہ دجال کے آنے تک جہاد ختم ہو گیا اور روافض کہتے ہیں کہ ان کے امام غائب کے آنے تک کوئی جہاد نہیں ہے''۔

ملعون قادیانی نے اسے ختم کرنے کی خوب محنت کی نتیجہ کیا نکلا؟

سو جہاد کے خلاف جتنی بھی سازشیں کر لی جائیں، جہاد کو بدنام کرنے کے لیے داعش جیسے خوارج کھڑے کر دیے جائیں ،یا جہاد کو ریاستی اداروں کا محتاج بنا کر جہاد کو ناکام ثابت کیا جائے، جہاد تروتازہ رہے گا۔ سرکاری و درباری بیانیوں کے ذریعہ امتِ مسلمہ کو اب جہاد سے روکا نہیں جا سکے گا!

ہاں !البتہ فتنوں کے اس دور میں ہر مسلمان کو اپنا ایمان بچانے کی فکر کرنی چاہیے۔ آقائے مدنی صلی اللہ علیہ وسلم ان سے بچنے کا طریقہ بتا گئے ہیں۔ اپنے ایمان کا مسئلہ ہے صرف جہاد کا مسئلہ نہیں، آپ سے آپ کا ایمان چھیننے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ آپ کو ایک متبادل دین دینے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ اور اس پر ایمان لانے کے لیے آپ کو مجبور کیا جا رہا ہے۔ اور سارے ملک سے اس پر دستخط کرا لیے گئے۔ آقائے مدنی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

أظلتكم فتن كقطع الليل المظلم تمہیں فتنے ڈھانپنے والے ہیں،ایسے فتنے جیسے اندھیری رات کے ٹکڑے ہوتے ہیں۔أنجى الناس منها صاحب شاهقة يأكل من رَسَلِ غنمه،ان فتنوں میں لوگوں میں زیادہ نجات پانے والا وہ شخص ہو گا جو اپنے ریوڑ کے ساتھ پہاڑوں کی چوٹیوں پر چلا جائے اور اسی ریوڑ سے رزق حاصل کرے،أو رجل من وراء الدروب آخذ بعنان فرسه يأكل من فيئ سيفه،یا وہ شخص جو راہِ جہاد میں اپنے گھوڑے کی لگام تھامے ہو اور مالِ غنیمت سے رزق حاصل کرتا ہو۔[10]

اللہ تعالیٰ، ان کو ان فتنوں سے محفوظ فرمائیں گے۔ اللہ تعالیٰ تمام مسلمانوں کے ایمان کی حفاظت فرمائے اور ایمان کی حالت میں اس دنیا سے اٹھائے۔

وآخر دعوانا ان الحمد لله ربّ العالمين۔

☆☆☆☆☆

مولانا فضل اللہ رحمہ اللہ کی شہادت:

مولانا فضل اللہ رحمہ اللہ کی شخصیت' ایمان، اخلاص، للّٰہیت، تقویٰ، خوفِ الٰہی، صدق ووفا، صبر ومصابرت، استقامت واستقلال، قربانی وایثار، ہمدردی و غمگساری، غیرتِ دینی، حمیتِ اسلامی اور صالحیت کا مرقع تھی... آپ نے سوات اور مالاکنڈ ڈویژن میں شریعت کے عملی نفاذ کے لیے اٹھائی جانے والی تحریک سے اپنی جہادی زندگی کا آغاز کیا اور اس پر صعوبت اور آزمائشوں بھری راہ سے پھر ایک لمحہ کو بھی ہٹنے یا پیچھے مُڑ کر دیکھنے کو گوارہ نہ کیا...اس راستے میں آپ کو ذاتی اور تحریکی دونوں حوالوں سے ایسے ایسے زخم لگے کہ جنہیں سہنا اور برداشت کرنا کسی عام انسان کے بس کی بات نہیں تھی، لیکن اللہ تعالیٰ کی توفیق اور خاص کرم سے آپ کے ساتھ یہ معاملہ ہوا کہ ہر زخم آپ کو اس سچے راستے پر مضبوطی فراہم کرتا چلا گیا اور ہر گھاؤ آپ کو جہاد فی سبیل اور اللہ کے دین پر اپنا سب کچھ لُٹا

---

[9] (ابن عساكر وضعفه عن أنس)أخرجه ابن عساكر (٣٤٢/٤٣) . جمع الجوامع أو الجامع الكبير للسيوطي (ص: ١٩٣٩٦)

[10] هذا حديث صحيح الإسناد و لم يخرجاه۔ قال الذهبي: صحيح (المستدرك للحاكم مع تعليقات الذهبي)

دینے پر مزید ابھار تا رہا...ڈمہ ڈولا میں مدرسہ پر ہونے والی بم باری میں آپ کے چھوٹے بھائی شہید ہوئے، آپ کی ۸۰ سالہ ضعیف والدہ پر پاکستانی فوج نے قید خانوں میں تشدد وتعذیب کے پہاڑ توڑے اور وہ اِنہی اعدائے اسلام کی قید میں ہی شہید ہو گئیں، آپ کے ایک فرزند نے فدائی حملہ کیا جب کہ دوسرا جگر گوشہ امریکی ڈرون حملہ میں شہید ہوا...پاکستانی فوج نے آپ کے خلاف جس قدر مسموم اور منفی پروپیگنڈہ کیا، اُس کی مثال کہیں اور نہیں ملتی... آپ اِن مجرمین اور خائنین کی آنکھوں میں چبھنے والا کانٹا اور دلوں میں اُتر جانے والا تیر تھے... کیونکہ آپ نے اِن کی خدائی ماننے کی بجائے رب کی خدائی کو منوانے اور اُسی کے خدائی احکامات کو زمین پر نافذ کرنے کی لازوال جدوجہد کی... سانحہ لال مسجد کے بعد آپ نے شہدائے لال مسجد کے مشن ''نفاذِ شریعت'' کو تھاما اور سوات وما لاکنڈ کی وادیوں کو اس مشن کی تکمیل میں سب سے بڑی رکاوٹ بننے والی پاکستانی فوج کے لیے ڈراؤنے خواب میں تبدیل کر دیا...اسی لیے مفسد اور طاغوتی نظام پاکستان نے آپ کے خلاف اپنی پوری قوت جھونک دی اور سوات وما لاکنڈ کے مسلمانوں کے ساتھ پر ظلم وجور کے ایسے پہاڑ توڑے کہ معاصر تاریخ میں اُن مظالم سے بڑھ کر شاید ہی کوئی اور ظلم وسربریت روا رکھی گئی ہو! لیکن ہر ظلم اور ہر جبر ' آپ اور آپ کے ساتھیوں کو استقامت وعزیمت کی مضبوط چٹان بناتا چلا گیا...اپنوں بیگانوں کے تمام تر وار سہہ کر بھی آپ نے اس راستے کو چھوڑنا نہ ہی اللہ کے باغیوں کے سامنے تسلیم ہو جانے کی سوچ کو اپنے قریب پھٹکنے دیا...

بڑے لوگوں کی غلطیاں بھی بعض اوقات بڑی ہوتی ہیں اور اُن غلطیوں کے نتائج بھی عام غلطیوں اور لغزشوں سے کہیں زیادہ بھیانک نکلتے ہیں...اے پی ایس سانحہ کی صورت میں ایسی ہی بھیانک اور اندوہ ناک غلطی آپ رحمہ اللہ اور آپ کے ساتھیوں سے ہوئی... قیادتِ جہاد کی جانب سے کسی اگر مگر کے بغیر اسے خطا کہا گیا اور اس کی بھرپور مذمت بھی کی گئی... لیکن ساتھ ہی یہ بھی یاد رکھنے کی بات ہے کہ جو لوگ آپ رحمہ اللہ کی اس بھیانک غلطی کو بنیاد بنا کر غصے سے لال بھبھوکا ہوتے ہیں، اُن میں سے کوئی ایک بھی ایسا منصف مزاج نہیں ہے جو آپ، آپ کے ساتھیوں اور آپ کی پوری تحریک پر ڈھائی جانے والی لرزہ خیز ظلم وجبر کی کارروائیوں کے خلاف منہ سے دو لفظ بھی نکالتا ہو... یہ تمام عناصر صلیبی جنگ میں امریکہ اور اُس کے فرنٹ لائن اتحادیوں کے دستر خوان سے مستفید ہونے والے اور کفر واہل کفر ہی کے گُن گانے والے ہیں... پھر یہ امر بھی اب پایۂ ثبوت تک پہنچ چکا ہے کہ اے پی ایس میں معصوم بچوں کا قتلِ عام فوجیوں نے کیا تھا تاکہ اس اپنے لیے ''جنگی اور میڈیائی ہتھیار'' کے طور پر استعمال کر سکیں...اگرچہ ۱۶ دسمبر ۲۰۱۴ء کو پیش آنے والے اس سانحہ کو میڈیا کے ذریعے جہاد اور تحریکِ جہاد کے خلاف خوب استعمال کیا گیا لیکن اِن معصوم بچوں کے اصل قاتل اور مجرم چونکہ فوجی اور جرنیل ہی ہیں اس لیے اِن بچوں کے لواحقین گزشتہ ساڑھے تین سال سے مسلسل مطالبہ کر رہے ہیں کہ اس سانحہ پر ہائی کورٹ کے ججوں پر مشتمل تحقیقاتی کمیشن بنایا جائے لیکن اُن کی کہیں شنوائی نہیں ہو رہی اور اپنے اس مطالبہ کو منوانے کے لیے کیے جانے والے مظاہروں پر پاکستانی سیکورٹی اداروں کی سختیاں اور پکڑ دھکڑ بھی یہ لواحقین سہہ رہے ہیں!

امریکہ اور اُس کے (افغان وپاکستانی) اتحادی ایک عرصہ سے آپ کے تعاقب میں تھے اور اگر کہا جائے کہ قائدین جہاد میں سب سے زیادہ ڈرون حملے آپ کو شہید کرنے کے لیے کیے گئے تو بے جا نہ ہوگا... مشرف، کیانی، راحیل، باجوہ، زرداری، گیلانی اور نواز سمیت پاکستان کے تمام فوجی وسیاسی حکمرانوں کے حواس پر آپ کا خوف اور دبدبہ ہمیشہ سوار رہا، اسی لیے اُنہوں نے آپ پر امریکی سی آئی اے، بھارتی را اور افغانی این ڈی ایس کے لیے کام کرنے کے الزامات لگائے اور تواتر سے لگائے، لیکن آپ رحمہ اللہ نے کنڑ اور نورستان جیسے دشوار گزار صوبوں میں امریکی اور افغانی افواج کا جینا حرام کیے رکھا اور ان صوبوں سے امریکی و افغانی افواج کو بھگانے اور نکالنے میں آپ اور آپ کے ساتھیوں کا بنیادی کردار رہا...۲۹ رمضان ۱۴۳۹ھ کو افطار کے فوراً بعد افغانستان کے صوبہ کنڑ میں صلیبی امریکی ڈرون حملے میں آپ کو نشانہ بنایا گیا...یوں اس مہاجر، مجاہد و مرابط فی سبیل اللہ کا بارہ تیرہ سال پر محیط آزمائشوں بھرا کٹھن اور دشوار سفر اختتام کو پہنچا اور وہ صعوبتوں بھرے اس سفر کی منزلِ حقیقی کو پا گئے اور اپنے رب کی میزبانی سے لطف اندوز ہونے کے لیے جَنّٰاتِ النَّعِیمِ کی طرف پرواز کر گئے۔نحسبہ کذالک واللہ حسیبہ

اللھم اغفرلہ وارحمہ وعافہ واعف عنہ واکرم نزلہ ووسع مدخلہ واغسلہ بالماءوالثلج والبرد ونقہ من الخطایاکما نقیت الثوب الابیض واجعلہ فی زمرۃ الشہداء وادخلہ الجنۃ الفردوس وارفع درجتہ فی العلیین

☆☆☆☆☆☆

زندگی کا گوشوارہ

فقیہ العصر حضرت مفتی رشید احمد صاحب لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ

ایک اور عجیب دعا:

ایک اور دعا یاد آگئی، یہ ہمارے حالات کے عین مطابق ہے:

اَللّٰهُمَّ عَامِلْنَا بِمَا اَنْتَ اَهْلُهُ وَلَا تُعَامِلْنَا بِمَا نَحْنُ اَهْلُهُ

"اے اللہ! ہمارے ساتھ وہ معاملہ فرما جو تیری شان کے لائق ہو، ہمارے ساتھ وہ معاملہ نہ فرما جس کے ہم مستحق ہیں"۔

ہماری نالائقی سے درگزر فرما اور ہم پر رحم و کرم فرما۔ اپنی عاجزی کو اللہ تعالیٰ سے سامنے پیش کر کے ان کی رحمت طلب کرنی چاہیے، اور دینی کام جتنا مشکل نظر آتا ہو اتنی ہی ہمت بلند کرنی چاہیے۔

سالگرہ یا سال گرا:

لوگ کہتے ہیں کہ بچہ ایک سال کا ہو گیا سالگرہ ہو گی، سالگرہ نہیں "سال گرا" کہنا چاہیے۔ اس لیے کہ اگر بچہ اپنی عمر ۶۰ سال لے کر آیا ہے تو اس میں سے ایک سال گر گیا، عمر ۵۹ رہ گئی۔ لوگ خوشیاں مناتے ہیں، ہمارا بیٹا ایک سال کا ہو گیا، دو سال کا ہو گیا۔ ادھر ملک الموت دیکھ رہا ہے کہ اس کی روح قبض کرنے میں ۶۰ کی بجائے ۵۸ سال رہ گئے ہیں۔ آپ اپنے گھر سے لاہور کی طرف چلے، ایک میل طے ہوا، دو میل طے ہوئے تو آپ کا سفر بڑھ رہا ہے یا کم ہو رہا ہے؟ اللہ تعالیٰ نے ہم سب کو مسافر خانہ یعنی دنیا میں سفر پر بھیج دیا ہے، اور سفر کے دن مقرر کر دیے ہیں، کسی کے لمحے ہیں، کسی کے سیکنڈ ہیں، کسی کے منٹ، کسی کے دن، کسی کے ہفتے، کسی کے مہینے اور کسی کے سال ہیں۔ اب ان میں سے ایک ایک لمحہ جو گزر رہا ہے اس سے سفر کی مدت بڑھ نہیں رہی بلکہ گھٹ رہی ہے، مگر بعض لوگ کہتے ہیں کہ بچے کی عمر بڑھ رہی ہے۔ درحقیقت وہ اپنی قبر کی طرف جا رہا ہے۔

؎ قدم سوئے مرقد نظر سوئے دنیا
کہاں جا رہا ہے؟ کدھر دیکھتا ہے؟

عاقبت نااندیشی:

جب انسان جا رہا ہو ایک طرف اور دیکھے دوسری طرف تو لازماً خطرہ میں پڑ جائے گا، تباہ و برباد ہو جائے گا، کسی چیز سے ٹکرائے گا، کسی کھڈے میں گرے گا۔ جا رہے ہیں عاقبت کی طرف اور نظر ہے دنیا کی طرف۔ عمر کی مدت سال بسال بلکہ دم بدم گزرتی جا رہی ہے۔ سوچنا چاہیے کہ ایک سال کی مدت میں کیا کیا؟ اپنی عاقبت کو بنایا یا بگاڑا؟ موت کو یاد کر کے عبرت حاصل کیجیے۔

؎ کل ہوس اس طرح سے ترغیب دیتی تھی مجھے
خوب ملکِ روس اور کیا سرزمینِ طوس ہے
گر میسر ہو تو کیا عشرت سے کیجیے زندگی
اس طرف آوازِ طبل اودھر صدائے کوس ہے
صبح سے تا شام ہوئے گل گوں کا دور
شب ہوئی تو ماہرویوں سے کنار و بوس ہے۔
سنتے ہی عبرت یہ بولی اک تماشا میں تجھے
چل دکھاؤں تو جو قید آز کا محبوس ہے
لے گئی یکبار گی گورِ غریباں کی طرف
جس جگہ جانِ تمنا ہر طرف مایوس ہے
مرقدیں دو تین دکھلا کر لگی کہنے مجھے
یہ سکندر ہے، یہ دارا ہے، یہ کیکاؤس ہے
پوچھ اِن سے جاہ و حشمتِ دنیا سے آج
کچھ بھی ان کے پاس غیر از حسرت و افسوس ہے

بروزِ قیامت سوال ہو گا:

اس زندگی کے بارے میں بروز قیامت سوال ہونے والا ہے:

اَوَلَمْ نُعَمِّرْكُمْ مَّا يَتَذَكَّرُ فِيْهِ مَنْ تَذَكَّرَ وَجَاءَكُمُ النَّذِيْرُ

"کیا ہم نے تمہیں اتنی عمر نہ دی تھی کہ اس میں نصیحت حاصل کرنے والا نصیحت حاصل کر لیتا (اور مزید یہ کہ) تمہارے پاس ڈرانے والا بھی آیا تھا"۔

یہ ڈرانے والا کون تھا؟ اور اس لمبی عمر سے کیا مراد ہے؟ اس کی مختلف تفسیریں کی گئی ہیں۔

نذیر کی پانچ تفسیریں:

پہلی تفسیر:

نذیر (ڈرانے والا) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور عمر سے مراد ہے جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دعوائے رسالت کا علم ہو جائے۔

دوسری تفسیر:

ڈرانے والا قرآن ہے اور عمر یہ کہ قرآن کا کلام اللہ ہونے کا دعویٰ معلوم ہو جائے۔

تیسری تفسیر:

عمر سے مراد ہے ۶۰ سال کی عمر اور ڈرانے والا کیا؟ بال سفید ہو جانا، آج کے مسلمانوں نے کیا کیا کہ ڈاڑھی تو ویسے ہی منڈوادو تا کہ سفیدی نظر ہی نہ آئے اور سر کے بالوں پر خضاب لگالو۔ ارے سفیدی چھپانے کے لیے ڈاڑھی منڈانے کی کیا ضرورت ہے؟ جیسے سر پر خضاب لگاتے ہیں ڈاڑھی پر بھی رنگ کر لیں مگر سر یا ڈاڑھی بالکل سیاہ نہ کریں، بالکل سیاہ کرنا حرام ہے، ڈرانے والا آچکا، بالوں میں سفیدی آگئی۔

بالوں سے سفیدی باعثِ رحمت ہے، نہ کہ زحمت:

بالوں کی سفیدی باعثِ رحمت ہے، سفیدی سے ڈرنے والو سن لو! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

"اللہ تعالیٰ سفید بالوں والے مسلمان سے حیا کرتے ہیں"

رحمت حق بہانہ می جوید

ان کی رحمت کو بہانہ چاہیے، کم سے کم اللہ والوں کی نقل ہی بنالیں، ہو سکتا ہے اللہ تعالیٰ اس نقل کو اصل بنادیں۔

ترے محبوب کی یارب شباہت لے کے آیا ہوں

حقیقت اس کو تو کردے میں صورت لے کر آیا ہوں

نہ جانے کس چیز پر رحمت متوجہ ہو جائے

نہ گوری سے مطلب نہ کالی سے مطلب

پیا جس کو چاہے سہاگن وہی ہے

جس کی عمر ۶۰ سال ہو گئی اس سے یہ پوچھا جائے گا کہ کیا تیرے پاس ڈرانے والا نہیں آیا تھا؟ یعنی ترے بال سفید نہیں ہو گئے تھے؟ یہ جھنڈی ہے موت کی کہ بس موت آیا ہی چاہتی ہے۔

چوتھی تفسیر:

"نذیر" سے اولاد کی اولاد مراد ہے۔

اولاد کی اولاد موت کی جھنڈی ہے:

سفید بال آئیں یا نہ آئیں، اولاد کی اولاد ہو جائے تو اشادہ ہے کہ اب پلیٹ فارم خالی کریں اس پلیٹ فارم پر کب تک بیٹھے رہیں گے؟ اب مسافروں کی دوسری کھیپ آگئی ہے۔ للہ! اب جاؤ، اولاد کی اولاد، پوتے، نواسے، یہ "نذیر" ہیں۔ موت کا پیغام ہیں، خوش ہو جانا چاہیے کہ وطن پہنچنے کا سامان بن رہا ہے، اور اس مسافر خانہ سے جانے کے اسباب پیدا ہو رہے ہیں۔ سبحان اللہ! کیا کہنا ہے۔ یا اللہ! سب کو شوقِ وطن عطا فرما۔ کسی شاعر نے خوب کہا ہے

اذاالرجال ولدت اولادھا

وجعلت اسقامھاترتادھا

تلک زروع قددناحصادھا

"جب اولاد کی اولاد پیدا ہو جائے اور امراض ایک دوسرے کے پیچھے بار بار آنے لگیں تو سمجھ لو کہ کھیتی پک چکی ہے، درانتی پڑنے کی دیر ہے"

یہ تو بوڑھوں کی کیفیت ہے، ذرا نوجوان سوچیں کہ ان سے کم عمر والے کتنے پہنچ گئے قبروں میں، اور ایسے بچوں کی کمی نہیں جو مرتے پہلے ہیں اور پیدا بعد میں ہوتے ہیں، ماں کے پیٹ ہی میں مر گئے اور پیدا بعد میں ہوتے ہیں۔ آپ کو ہزاروں ایسے ملیں گے کہ دادا پوتے یا پڑپوتے کو قبر میں اتار رہا ہے۔ اس لیے نوجوانوں کو بڑھاپے کی موت پر نظر نہیں رکھنی چاہیے، وہ یہ سوچیں کہ ان کے ہم عمر اور کم عمر والے کتنے قبروں میں جا رہے ہیں۔

پانچویں تفسیر:

عمر سے مراد ہے بالغ ہونے کی عمر، اور ڈرانے والے سے عقل مراد ہے۔

حقیقت بالغ کون ہوتا ہے؟

درحقیقت بالغ وہ ہوتا ہے جس کو اپنے مالک کو پہچاننے کی عقل آجائے، بلوغ تو عقل سے ہوتا ہے نہ کہ عمر سے۔ جس کی عقل نے مسافر خانہ اور وطن کا فرق معلوم کر لیا وہ بالغ ہے۔ جس کی عقل نے حال اور مستقبل کی نوعیت کو جان لیا کہ جس زمانہ میں گزر رہے ہیں وہ حال ہے، مستقبل آگے ہے، آگے کی زندگی یعنی آخرت کا ذخیرہ کیا ہے؟ اسے جس کی عقل نے پہچان لیا وہ ہے بالغ۔ لڑکی بالغ ہو جاتی ہے ۱۲، ۱۱ سال میں۔ اور لڑکا ۱۳، ۱۴ سال میں۔ اب دنیا کا بلوغ تو تیتر بٹیروں کی طرح جلدی جلدی ہو رہا ہے، اصل بلوغ آخرت کا بلوغ ہے۔ یا اللہ! تو سب کو آخرت کا بالغ بنادے، آخرت کے بالغ کون ہوتے ہیں؟ پوچھیے اللہ تعالیٰ سے، وہ فرماتے ہیں:

رِجَالٌ لَّا تُلْهِيهِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ

"رجال (بالغ مرد) وہ ہیں کہ دنیا کی بڑی سے بڑی تجارت اور منافع ان کو مالک سے غافل نہیں کرتے"۔

یہ ہیں آخرت کے بالغ!

اس تفسیر کے مطابق اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

کیا ہم نے اتنی عمر نہیں دی تھی جو نصیحت حاصل کرنے کے لیے کافی ہو جاتی؟ کون سی عمر مراد ہے؟ بالغ ہو جانے کی عمر، وہ جو بھی ہو، بہر حال جب بالغ ہو گیا تو اتنی عمر دے دی کہ اس میں نصیحت حاصل کر سکتا تھا۔ اور فرمایا "تمہارے پاس ڈرانے والا بھی بھیجا"۔ ڈرانے والا کون؟ عقل! ہم نے عقل بھی عطا کی تھی کہ جس کے ذریعہ پہچان سکتے تھے کہ کوئی مالک حقیقی ہے، محسن ہے، یہ دنیا گزر گاہ ہے، مسافر خانہ ہے، منزل آگے ہے، آگے جانا ہے، وطن پہنچنا ہے، اتنی عقل دے دی تھی۔ مگر پھر بھی تمہیں سمجھ نہ آئی، کچھ حاصل نہ کیا، کیوں؟ یہ سوال ہو گا آخرت میں!

اللہ تعالیٰ سب کے قلوب میں اس کی فکر پیدا کریں اور سب کو یہ وقت آنے سے پہلے سب گناہوں سے توبہ کرنے کی توفیق عطا فرمائیں، اور پوری زندگی اپنی مرضی کے مطابق بنا لیں۔

(جاری ہے)

☆☆☆☆☆

شہید عالم ربّانی استاد احمد فاروق رحمہ اللہ

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی سید الانبیاء والمرسلین محمد وعلی آلہ وصحبہ وذریتہ اجمعین، امابعد:

ہم نے گذشتہ دونشستوں میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک فرمان پڑھا:

من وحداللہ تعالیٰ وکفر بما یعبد من دونہ حرم مالہ ودمہ وحسابہ علی اللہ عزوجل

"جس نے اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کا اقرار کیا اور اللہ تعالیٰ کے علاوہ جس جس کو پوجا جاتا ہے اُس کا انکار کیا۔ اُس کے جان ومال حرام ہو گئے۔ یعنی دوسرے مسلمانوں کے لیے اُس پر ہاتھ ڈالنا بے جا حرام ہو گیا نا حق ہو گیا۔ اُس کا حساب اللہ عزوجل کے ذمہ ہے"۔

تو آج اس حدیث کی روشنی میں ایک اور حدیث دیکھ لیتے ہیں۔ حدیث کے اعتبار سے جو اسی مفہوم کو ادا کرتی ہے اُس کی روشنی میں تھوڑی سی بات کریں گے۔ حدیث میں آتا ہے کہ حضرت ابوہریرہؓ اس کو روایت کرتے ہیں۔ بہت سی کتب حدیث میں اس روایت کو بیان کیا گیا ہے، آپؓ فرماتے ہیں کہ ایک دن صحابہؓ مجلس میں بیٹھے ہوئے تھے اور سول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بھی ہمارے درمیان تشریف فرما تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اُٹھ کر نکلے اور چلتے چلتے اتنا دور چلے گئے کہ نگاہوں سے اوجھل ہو گئے۔ اور اس کے بعد کافی دیر گزر گئی۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم واپس نہیں آئے تو ہم لوگ پریشان ہوئے اور ہمیں یہ خدشہ ہوا کہ کہیں کسی نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو گزند یا کوئی نقصان نہ پہنچا دیا ہو۔ حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تلاش میں اُٹھا پیچھے باقی صحابہ بھی آئے۔ کہتے ہیں کہ میں اس سمت میں چلتا گیا چلتا گیا جس سمت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم گئے تھے لیکن آپ نظر نہیں آئے میں چلتا گیا یہاں تک کہ میں ایک باغ کی دیوار تک پہنچ گیا۔ اور باغ کے اندر گھسنے کا راستہ تلاش کرتا رہا۔ مجھے اس میں کوئی دروازہ نہ ملا۔ بالآخر ایک جگہ دیوار کے اندر چھوٹا سا سوراخ ملا۔ آپؓ فرماتے ہیں کہ میں اس سوراخ کے اندر سے لومڑی کی طرح چھوٹا سا ہو کر، گھس گیا۔ تو وہاں دیکھا کہ ایک کونے میں غالباً کنویں کے پاس رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے آنے کی وجہ دریافت فرمائی۔ میں نے بتایا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے درمیان سے اُٹھ کر چلے گئے تو ہم سب پریشان ہوئے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کوئی نقصان نہ پہنچا ہو۔ اس کے بعد رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوہریرہؓ کو اپنی دونوں جوتیاں بطور نشانی عطا فرمائی اور کہا کہ باہر جاؤ اور اس دیوار کے پار جس جس کو ملو جو لا الہ الا اللہ کی گواہی دیتا ہو اس کو جنت کی بشارت دے دو۔ تو حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ میں باہر نکلا۔ وہ دونوں جوتے بغل میں دبا کر خوشی خوشی روانہ ہوا تو راستے میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ مل گئے۔ عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ کہاں جا رہے ہو۔ میں نے بتایا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس طرح فرمایا ہے کہ جس کو بھی لا الہ الا اللہ کی گواہی دیتا ہو اس کو جنت کی بشارت دے دو۔ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ سنا تو زور سے ان کے سینے کے وسط میں ہاتھ مارا جس سے وہ اپنی پشت کے بل پیچھے گر گئے۔ حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ میں اُٹھا اور اُٹھ کر اُلٹے پاؤں تیزی سے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف روانہ ہوا۔ فرماتے ہیں کہ وہاں پہنچا تو میں رونے کے قریب ہو چکا تھا۔ اور روہانسی آواز میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کہ میں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بات پوری کرنے گیا لیکن راستے میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ ملے اور انہوں نے میرے ساتھ یہ سلوک کیا اور اتنے زور سے مارا تو میں گر گیا۔ پیچھے سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی پہنچ گئے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے پوچھا کہ تم نے ایسا کیوں کیا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اس کو منع اس لیے کیا کہ لوگوں کو اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات کہی مجھے خدشہ ہے کہ لوگ اس پر تکیہ کر کے عمل کرنا چھوڑ بیٹھیں گے اور صرف لا الہ الا اللہ کی زبانی گواہی ہی کو کافی سمجھیں گے۔ روایت میں آتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی تصدیق کرتے ہوئے اور تائید کرتے ہوئے خاموشی فرمائی۔ اور بعض روایات میں آتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوہریرہؓ کو بول کر روک دیا کہ مت جاؤ حضرت عمر رضی اللہ عنہ صحیح فرما رہے ہیں۔

اس سے صحابہؓ کا آپس کا لطیف تعلق بھی معلوم ہوتا ہے۔ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی جلالی شخصیت کا نقشہ بھی سامنے آتا ہے۔ حتیٰ کہ صحابہؓ کے درمیان بھی ان کا ایک رعب تھا اور خود نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار میں جو ان کا مقام ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کی رائے کو جو مقام اور احترام دیتے ہیں وہ بھی اس سے معلوم ہوتا ہے۔ یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ آپؓ، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے مزاج اور اس دین کے مزاج کو کتنی عمدگی اور گہرائی سے سمجھتے تھے۔ اور کتنے مواقع پر ایسا ہوا کہ آپؓ کی رائے تصدیق یا اللہ تعالیٰ نے وحی فرما کر یا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے قول یا فعل سے فرمائی۔

تو صحابہؓ کے تعلق کے علاوہ جو بات اس سے معلوم ہوتی ہے وہ یہ کہ لا الہ الا اللہ وہ بنیادی پیغام ہے جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم لے کر آئے۔ متعدد روایات میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم

نے لا الہ الا اللہ پر قائم رہنے والے کو جنت کی بشارت دی۔ پچھلی حدیث کے اندر بھی ہم نے یہ بات پڑھی۔ لا الہ الا اللہ کا مفہوم بھی دیکھا اور یہ کہ اس کے دو پہلو ہیں۔ توحید کا اقرار اور غیر اللہ کا انکار۔

جس نقطے کے اوپر آج تھوڑی سی بات کرنا مطلوب ہے جس پر کل بات شروع ہوئی۔ کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اور تمام انبیاء کی دعوت کا بنیادی موضوع لا الہ الا اللہ تھا۔ توحید وہ بنیادی موضوع ہے جو انبیاء کی دعوت کے درمیان مشترک نقطہ ہے اور میں نے کل کچھ آیات بھی ذکر کیں، جس سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ سب انبیاء یہی دعوت لے کر آئے۔ سورۂ نوح میں حضرت نوح سے متعلق جس طرح آتا ہے کہ:

اِنَّآ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰى قَوْمِهٖٓ اَنْ اَنْذِرْ قَوْمَكَ مِنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ

ہم نے نوح کو ان کی قوم کی طرف بھیجا کہ پیش تر اس کے کہ ان پر درد دینے والا عذاب واقع ہو اپنی قوم کو ڈرا دو (خبر دار کر دو)

قَالَ يٰقَوْمِ اِنِّىْ لَكُمْ نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ اے میری قوم! میں تمہارے درمیان صاف صاف ڈرانے والا خبر دار کرنے والا ہوں (کیا پیغام لے کر آیا ہوں)۔ (اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَ اتَّقُوْهُ وَ اَطِيْعُوْنِ) اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو اور اس کا تقویٰ اختیار کرو اور میری اطاعت کرو۔

تو یہ وہ پیغام ہے جو انبیاء لے کر آتے تھے۔ اللہ تعالیٰ کی عبادت کا پیغام اور اللہ تعالیٰ کا خوف کرتے ہوئے باقیوں کا شرک چھوڑنے کا پیغام اور اللہ تعالیٰ کے احکامات جو انبیاء لے کر آ رہے ہیں ان احکامات کی اطاعت کرنے کا پیغام۔

آج بھی بنیادی موضوعِ دعوت ہر اس شخص کے لیے جو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے راستے کے اوپر ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت کو اس دنیا تک پہنچا رہا ہے۔ امتی ہونے کا دعوی کرتا ہے۔ اس کے لیے بنیادی موضوع دعوت یہی ہے کہ مولانا سرفراز خان صفدر صاحب کی تصنیف ہے ”گلدستۂ توحید“، اس کے اندر آپ نے اس موضوع پر بہت عمدہ گفتگو کی ہے اور قرآن مجید کے دلائل سے یہ بات دکھلائی ہے کہ انبیاء کی دعوت کا بنیادی نکتہ ’لا الہ الا اللہ‘ تھا۔ اسی طرح سید قطبؒ نے اپنی تفسیر ”فی ظلال القرآن“ کے اندر بھی بہت خوب صورتی سے عصری حالات سے مطابقت پید اکرتے ہوئے اس موضوع کو بیان کیا ہے کہ کیسے آج بھی ایک بندہ مومن کی اور ایک دینی تحریک کی دعوت کا بنیادی نقطہ یہی ہونا چاہیے۔ یہ وہ بنیادی موضوعِ دعوت ہے، جس سے چمٹے رہنے کی اور جس کو دانتوں سے تھامے رکھنے کی ضرورت ہے۔ جس طرح کہ عرض کیا کہ بہت وضاحت سے یہ بات واضح ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے امتیوں نے بھی یہی دعوت دینی ہے۔ جیسا کہ قرآن مجید میں آتا ہے کہ:۔

”قُلْ هٰذِهٖ سَبِيْلِىْٓ کہہ دیجیے اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم! یہ میرا رستہ ہے اَدْعُوْٓا اِلَى اللّٰهِ میں دعوت دیتا ہوں (کس طرف؟) اللہ کی طرف عَلٰى بَصِيْرَةٍ بصیرت کے ساتھ اَنَا وَمَنِ اتَّبَعَنِىْ (کون؟) میں بھی اللہ کی طرف دعوت دیتا ہوں بصیرت کے ساتھ اور جو جو میری اتباع کرتا ہے، میرا امتی ہے وہ بھی اللہ کی طرف دعوت دیتا ہے“

دعوت کا بنیادی نقطہ یہی ہے! اسی طرح قرآن مجید میں آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو کس حیثیت سے بھیجا؟

وَدَاعِيًا اِلَى اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ

”اللہ تعالیٰ کے اِذن، اللہ تعالیٰ کی اجازت سے، اللہ تعالیٰ کی طرف دعوت دینے والا بنا کر بھیجا“۔

تو یہ بنیادی دعوت ہے اللہ تعالیٰ کی طرف دعوت دینا، اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کی طرف دعوت دینا۔ یہ وہ پیغام ہے جو انبیاء لے کر آئے ہیں۔ یہ وہ پیغام ہے جو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کرنے والوں نے بھی دنیا تک قوت کے ساتھ پہنچانا ہے۔

آج افسوس کی بات یہ ہے کہ باوجود اس کے کہ دنیا میں سیکڑوں ہزاروں دینی تحریکات اور تنظیمات موجود ہیں۔ ہمارے اپنے خطے میں سیکڑوں نہیں تو دسیوں تحریکات اور تنظیمات موجود ہیں۔ بحیثیت مجموعی جس طرح شریعت نے باقی چیزوں کے آداب سکھائے ہیں۔ اور اس کا نہ صرف ہدف دیا بلکہ اس ہدف کو پورا کرنے کا طریقہ بھی بتلایا۔ اسی طرح دعوت کے حوالے سے بھی شریعت نے کچھ آداب سکھلائے۔ کچھ اُصول دیے، جن کو سامنے رکھ کر پھر دعوت دینی ہے۔ افسوس ہے کہ دینی تحریکات تو موجود ہیں لیکن دعوت کیسے دینی چاہیے؟ دعوت کا موضوع کیا ہونا چاہیے؟ دعوت کے شرعی آداب کیا ہیں؟ اس موضوع کے اوپر کوئی بہت زیادہ کام نہیں کیا گیا۔ اور یہ موضوع اُس طرح سے زندہ نہیں ہے۔ حتی کہ ہمارے دینی مدارس کے اندر بھی تین چار موضوع ایسے ہیں کہ جو ہماری اجتماعی زندگی، ہماری اجتماعی معاشرت اور دین کے احیا کے لیے ناگزیر موضوعات ہیں لیکن اس پر سے یا سرسری انداز میں گزرا جاتا ہے یا پھر سرے سے وہ موضوعات نصاب میں موجود نہیں ہیں۔ جہاد کے احکام ہیں وہ کم وقت میں نہایت تیزی سے اس کے اوپر سے گزر جاتے ہیں۔ اسی طرح امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی اہم

عبادت ہے جس پر اس وقت معاشرے کی اصلاح کا دارومدار ہے، اس کے بھی احکامات ہمارے ہاں مفقود ہیں، بہت نادر کوئی تحریر ملتی ہے جو اس موضوع پر بات کرتی ہو۔ اس طرح دعوت الی اللہ، دعوت و تبلیغ کے احکامات ہیں... دعوت و تبلیغ کا عمل تو جاری ہے، مختلف صورتوں میں لیکن اس کے احکامات کے اندر جو شرعی آداب 'شریعت نے بتلائے اس کے اوپر نہ تحریرات زیادہ ملتی ہیں، نہ زیادہ کام ملتا ہے، نہ ہمارے نصاب کے اندر وہ چیز موجود ہے۔ اس طرح سیاستِ شرعیہ کا باب ہے، پورا باب ہے جو باب زندہ ہوگا وہ کہیں مرتب ہوگا تو اس کے احکامات کو زندہ کرنے کے لیے کوششیں شروع کی جائیں گی۔ اس پر آہستہ آہستہ کچھ کام شروع ہوا ہے۔ ایک معتبر عالم کی کتاب اور ایسی کچھ دیگر کتابیں سامنے آئی ہیں۔ لیکن بحیثیت مجموعی یہ موضوع بھی ہمارے نصابوں میں سے غائب ہے اور علمی فضا سے بھی غائب ہے۔

تو دعوت کے حوالے سے بھی پیارے بھائیو! عرض یہی ہے کہ دعوت کے اصول و آداب کا جو موضوع ہے اس میں ایک اساسی چیز یہ ہے کہ دعوت کا موضوع کیا ہونا چاہیے؟ دعوت کا موضوع ہم نے خود طے نہیں کرنا ہے، دعوت کا موضوع اللہ تعالیٰ نے طے کر دیا ہے۔ جیسے کہ آیات آپ کے سامنے بیان کی۔ اس کے اندر دو بڑے انحراف آئے ہیں دعوت کا بنیادی موضوع توحید اور پھر توحید ہی سے پھوٹی ہوئی آگے دو شاخیں ہیں آخرت اور رسالت۔ یہ تین موضوعات ہیں توحید، آخرت اور رسالت کہ جو کسی بھی دینی تحریک کی بنیادی دعوت ہونی چاہیے۔ اگر وہ دعوت اسلامی معاشرے کے اندر مسلمانوں کے معاشرے کے دی جا رہی ہے تو وہاں بھی بنیادی دعوت ہوگی توحید ہی کی! اسی 'لا الہ الا اللہ' کی دعوت ہوگی۔ ہاں فرق یہ ہوگا کہ چونکہ یہ معاشرہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کو تسلیم کرتا ہے، اس لیے اُس کو اِس کے تقاضے پورے کرنے کی دعوت دی جائے گی۔ اور اِس کے تقاضوں کی یاددہانی کے لیے دعوت دی جائے گی، اس کا مفہوم اُس کے سامنے کھول کھول کر بیان کیا جائے گا۔ دعوت کا بنیادی محور یہی ہوگا! اور اس طرح عالم کفر کو دعوت دینے کے اعتبار سے بھی جہاں تک بات ہے تو اس کے ساتھ بھی ہماری بنیادی دعوت یہی ہوگی۔ اس کو انہی بنیادی محوروں کی طرف دعوت دی جائے گی۔ یہ توحید اور اس کی دونوں شاخیں رسالت اور آخرت۔

دو بنیادی انحراف محسوس ہوتے ہیں جو ہمارے ہاں آئے اور موضوع دعوت تبدیل ہوا۔ ایک انحراف ان جماعتوں کے اندر آیا کہ جو جمہوری سیاست میں اُتری اور اس کی وجہ سے سرمایہ دارانہ دعوت نظام کی دعوت 'اُن کی دعوت یوں گھل مل گئی کہ خود اُن کو بھی احساس نہیں ہوا اور دینی جماعتیں ہوتے ہوئے اُن کا پورا موضوعِ دعوت آہستہ آہستہ تبدیل ہوتے ہوئے کہیں اور نکل گیا۔ تو ایک انحراف ان کے اندر آیا۔ اور ایک انحراف ہماری عمومی دینی فضا کے اندر موجود ہے۔ وہ انحراف یہ ہے کہ ان اصولی باتوں کی طرف، دین کے بنیادی عقائد کی طرف دعوت دینے کے بجائے فروعی مسائل کے اوپر اور مسلکی مسائل کے اوپر دعوت دی جانے لگی اور اس کے گرد پورا منہج کھڑا کیا گیا۔

اگر اس نقطے سے آغاز کریں تو میں نے بہت عرصہ قبل مولانا سعید اللہ رحمہ اللہ سے یہ بات سنی تھی۔ آپ اس مسئلے کے اندر بہت وضاحت کے ساتھ یہ بات کہتے تھے۔ آپ جہاں پر ایک طرف تقلید کے داعی تھے اور اس کے اوپر مضبوطی سے کھڑے تھے، وہیں پر آپ اس پہ بھی بڑی مضبوطی کے ساتھ قائم تھے کہ اس چیز کو یعنی فقہی مذہب کو دعوت کا موضوع نہیں بنانا چاہیے۔ اور لوگوں کو اپنے مسلک کی طرف بلانے کے لیے دعوت دینا اور اس کے اوپر زندگیاں گزارنا اور کھپانا کہ زندگی کسی ایک مذہب کی، کسی دوسرے مذہب کے اوپر، کسی ایک فقہی مذہب کی کسی دوسرے فقہی مذہب پر برتری اور فوقیت ثابت کرنے میں گزر جائے 'اس کو آپ حرام تک کہتے تھے۔ اور ابھی چند دن قبل مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کی اس موضوع پر کتاب دیکھی۔ 'تقلید یا اجتہاد' کے حوالے سے ندوہ کے کسی عالم نے آپ رحمہ اللہ کے اقوال واقتباسات جمع کیے ہیں۔ تو اس کے اندر بھی آپ نے یہی بات لکھی ہے اور بڑی وضاحت کے ساتھ لکھی ہے جس سے دل کو مزید شرح صدر حاصل ہوا۔ آپ رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ

> ”دین کی اصل جس چیز کی طرف دعوت دینی چاہیے بالاصل مسلمان کو وہ دین کے متفق علیہ اصول ہیں۔ بنیادی عقائد واضح متفق علیہ، حلال و حرام کے، جس کے اوپر اس امت کا اتفاق ہے۔ اس کی دعوت دی جانی چاہیے۔ جہاں تک فقہی مسائل کا تعلق ہے فروعی و فقہی مسائل کا تعلق ہے جس پر ائمہ وعلما اختلاف کرتے رہے وہاں میں اس اکتفا کو کافی سمجھتا ہوں کہ اپنے متبعین اور اپنے شاگردوں کو اتنی بات دکھا دی جائے کہ کیا دلائل ہیں، ان کا مجمل تعارف۔ کہ اگر آئمہ نے فلاں رائے اختیار کی تو وہ کس دلیل کی بنیاد پر اختیار کی ہے۔ اس سے آگے جانے کو اور اپنے مسلک کو برتری دوسرے مسلک پر ثابت کرنے کے لیے کتابیں کی کتابیں لکھنے کو اور اس کے اوپر مناظرے اور مباحثے کرنے کو میں جائز نہیں سمجھتا۔ میں اس کو درست نہیں سمجھتا۔ اس لیے کہ اس سے دوسرے آئمہ کی بھی تنقیص

لازم آئی ہے اور اس سے دعوت کا موضوع بھی تبدیل ہونا شروع ہو جاتا ہے"۔

تو حضرت تھانوی رحمہ اللہ کو یہ ارشاد پڑھنے کے بعد مزید اطمینان ہوا ہے اس مسئلے کے اوپر کہ یہ ہماری دعوت کا موضوع نہیں ہونا چاہیے۔ ہماری دعوت جو ہے وہ ان موضوعات سے نکل آنی چاہیے۔ ویسے نہ بھی نکلے لیکن کم از کم مرحلے کی نزاکت کا احساس کر کے نکل آنی چاہیے۔ یہ ویسے بھی دعوت کے موضوعات نہیں ہیں لیکن کم از کم اس وقت یہ سوچیں کہ یہ وقت نہیں ہے کہ ہمارے اصحاب علم اپنی محنتیں اور قوتیں اس پر صرف کر رہے ہوں۔ اور ہمارے عام نوجوان بھی دین طرف سے رجوع کے بعد اپنا پورا زور انہی مسائل کے اوپر لگا رہے ہوں کہ تراویح آٹھ ہیں یا نہیں، رفع یدین ہونی چاہیے یا نہیں ہونی چاہیے، آمین اونچی آواز میں ہونی چاہیے یا آہستہ آواز میں ہونی چاہیے، نماز میں پاؤں جڑنے چاہیے یا نہیں جڑنے چاہیے۔ اس کے اوپر دس دس جلدوں کی تصنیفات سامنے آرہی ہوں، اس کے اوپر دنوں کے دن، مہینوں کے مہینے، سالوں کے سال گزر رہے ہوں۔ اس کے اوپر مناظرے اور ایک دوسرے کے نکاح باطل ہونے کے چیلنج کیے جا رہے ہوں۔ اگر کوئی اس کے اوپر اپنی زندگی صرف کر رہا ہے تو یقیناً پھر وہ دین کو نہیں سمجھ پایا۔

ایک بات ہے کہ علمی دائروں میں، اہل علم کے مابین، باوقار علمی دلائل کے ساتھ ان موضوعات پر بات ہو یہ بالکل علیحدہ چیز ہے۔ لیکن اس کے اوپر جتھے بندی ہو، اس کے اوپر تفرقے بازی ہو، اس کو موضوعِ دعوت بنایا جائے، ایک دینی نصاب ایسا ہو جس کے زیر اثر لوگ تیار ہو کر باہر آئیں، یا ایک ماحول ایسا ہو جس سے لوگ تیار ہو کے باہر آئیں اور وہ اس پر قائل ہوں کہ ان کی زندگی کا مقصد یہی ہے کہ انہوں نے اپنے مسلک کو دوسرے مسلک کے اوپر، اپنی فقہ کو دوسری فقہ کے اوپر برتر ثابت کرنا ہے، یہ رویہ کسی کی طرف سے بھی سامنے آئے، دونوں تینوں فریق جو ہمارے خطے میں موجود ہیں کسی بھی طرف سے بھی یہ رویہ سامنے تو یہ درست نہیں ہے۔ اس سے ہٹ کر دعوت کے اصل موضوعات کی طرف واپس آنا چاہیے جو انبیاء کے دعوت کے بنیادی موضوعات تھے جن کی اس وقت امت کو شدید ضرورت ہے۔ اس لیے کہ امت کے نوجوان کو سیکولرازم کا درس پڑھایا جا رہا ہے، اس کو لادینیت کا درس پڑھایا جا رہا ہے، اس کو جمہوریت کا کفریہ عقیدہ 'اسلامی بنا کر پیش کیا جا رہا ہے، سود کو اسلامی شکل میں اور اسلامی حیلوں کے ساتھ اس کے سامنے حلال کر کے پیش کیا جا رہا ہے۔ یعنی اسلام کے جو محکم فرائض ہیں، اُن سے اُسے ہٹانے کی کوشش ہے۔ جو محکم حرام ہے اُن میں مبتلا کرنے کی کوشش ہے۔ اور جو اساسی عقائد ہیں 'اُن کے اندر شک پیدا کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔

سوشل سائنسز کی شکل میں پورے کفریہ عقائد اور فلسفوں کی بھرمار اور طومار ہے جس سے آپ کے کتنے ہی نوجوان سالانہ گزر رہے ہیں یونیورسٹیوں میں۔ جو اُن کے پورے پورے عقیدے کو ہلا کر رکھ دیتی ہے۔ لیکن کوئی نہیں ہے جو اس کے اوپر کھڑا ہو کر ان موضوعات کو پڑھے، ان کا کفر اور دجل واضح کرے۔ اور اس امت کے نوجوانوں کو بتائے اور دلائل کے ساتھ سمجھائے، عقلی اور قلبی دلائل کے ساتھ، قرآنی اور شرعی دلائل کے ساتھ کہ ان میں کیا خرابی ہے۔ اس کے اندر کہاں کہاں تمہیں تمہارے دین سے ہٹایا گیا ہے۔ تو اس نسل کے اندر اتحاد بھرا جائے کہ وہ اپنے دین پہ فخر کر کے کھڑی ہوتی ہو، وہ کفر کی طوفانی آندھی جو آرہی ہے اس کا مقابلہ کرنے کی طاقت رکھتی ہو۔ وہ اُن دلائل سے مسلح اور لیس ہو، جس سے وہ سب کا سامنا کر سکے۔ اس پہ کام کرنے والے لوگ کہاں ہیں؟

رینڈ کارپوریشن پانچ پانچ سو صفحات کی رپورٹ نکالتی ہے۔ اسلام اور ڈیموکریٹک اسلام تقریباً پانچ سو صفحے کی رپورٹ ہے۔ ایک اور رپورٹ ہے جو ڈیڑھ سو صفحے کی ہے۔ جس کا صرف مقصد یہی ہے کہ کیسے "متبادل اسلام" پیدا کیا جائے۔ اسلام کا ایک نیا نسخہ تیار کیا جائے۔

ہماری طرف سے کتنے صفحے نکلے؟ اور مسلمانوں کی طرف سے کتنے لوگ نکلے جنہوں نے اس طوفان کے آگے بند باندھنے کی کوشش کی؟ جس نے سرمایہ داری نظام کی حقیقت کو کھول کے بیان کیا۔ اور جس نے اس امت کے بنیادی عقائد پہ جو حملے ہو رہے ہیں، اُن کو روکنے کے لیے کام کرنے کی کوشش کی۔ تو جو لوگ کر رہے ہیں اللہ تعالیٰ ان کو جزائے خیر دے۔ لیکن وہ لوگ آٹے میں نمک کے برابر ہیں۔ اللہ تعالیٰ جزائے خیر دے شیخ ایمن حفظہ اللہ کو جنہوں نے "فرسان تحت رآیۃ النبی" لکھ کر اس کے ایک بہت بڑے حصے کا حق ادا کیا۔ لیکن یہ تو اتنے بڑے موضوع ہیں کہ جس کے لیے امت کے علما کو بحیثیت مجموعی متوجہ ہونے کی ضرورت ہے۔ لیکن یہ کام تاحال باقی ہے۔

اس کا سبب کیا ہے؟ دعوت کا موضوع تبدیل ہو چکا ہے! آپس کے فروعی مسائل نے ایسا جکڑ لیا ہے اور متبعین کو اپنے پیچھے جلانے کی حرص نے ایسا جکڑ لیا ہے کہ اس چکر میں اُمت بطورِ اُمت بطور دین سے ہل جائے 'اس کی طرف کسی کی توجہ ہی نہیں ہے۔ ان اساسی کفریات پر جو ہمارے معاشروں میں پھیل رہی ہیں 'ان کی طرف توجہ ہی نہیں ہے۔ ان

جزوی اور فروعی مسائل میں حال یہ ہے کہ ایک ایک جز کے اوپر درجنوں بلکہ بعض اوقات جلدوں کی جلدیں لکھ دی جاتی ہیں۔ درجنوں دلائل نہیں بلکہ جلدوں کی جلدیں لکھ دی جاتی ہیں۔ اس کے اندر ایسی مہارت پیدا ہوتی ہے اور اس کے دنوں کے اعتبار سے دوران تدریس دروس دیے جاسکتے ہیں۔ کسی ایک فقہی فروعی مسئلے کے اوپر جس میں علما کا اختلاف ہے۔ اس کے برعکس کیفیت یہ ہے کہ وہ مسائل جہاں پہ اساسی عقائد ہل رہے ہیں، ہمارے معاشرے میں کتنے لوگ ہیں جو جانتے ہیں کہ سوشل سائنسز کے اندر کیا خرابی ہے؟ اس کے اندر کہاں پر کفر آپ عقیدے کے اندر شامل کیا جارہا ہے؟ فلاسفی کا پورا شعبہ آپ کی یونی ورسٹی کے اندر موجود ہوتا ہے، جو جڑ سے ہی ایمان کو ہلا دیتا ہے، جو انبیاء سے ایمان کو، وحی سے ایمان کو ہٹا دیتا ہے، کتنے لوگ ہیں جنہوں نے کبھی اس شعبے کو علمی طور پر ڈھانے کا کام کیا؟ دلائل سے ثابت کیا کہ اس کے اندر کیا دجل ہے؟ جنہوں نے اسلامی بنک کاری کے اندر موجود گندگیوں کو واضح کرنے کی کوشش کی ہو۔ اور واضح کیا ہو کہ یہ وہی سود ہے، نا صرف سود ہے بلکہ عملاً پورا عقیدہ اختیار اختیار کرتے ہوئے سود ہے، جو سرمایہ دارانہ نظام کا گندہ عقیدہ ہے۔

یہ سارے موضوع اس طرح خالی پڑے ہوئے ہیں اس پر کام کرنے کے لیے جس طرح توجہ ہونی چاہیے، جس طرح لوگوں کو وقف ہونا چاہیے وہ تاحال نہیں ہو سکا۔ یہ موضوعِ دعوت میں ایک بڑا انحراف ہے کہ جو ہمارے معاشروں کے اندر آیا ہے۔ جس کے تباہ کن نتائج ہم بطور اُمت سہہ رہے ہیں کہ اصل میدان چھوٹا ہوا ہے اور فروعی میدان کے اوپر کام کرنے کے لیے آپ کے پاس افواج موجود ہیں کہ جو کام کر رہی ہیں اور جو اُمت کو مزید توڑنے کا اور اُمت کو مزید حصوں میں تقسیم کرنے کا باعث بن رہی ہیں۔

پیارے بھائیو! یہاں پر آج کی بات کو روکتے ہیں، مقصود اس بنیادی نقطے کی طرف ہے۔ مقصود کسی کی تنقیص نہیں ہے۔ ہم خود ایک زوال پذیر اُمت کا جزو ہیں اور اس اُمت سے نہ اپنے آپ کو جدا سمجھتے ہیں، نہ سمجھ سکتے ہیں۔ جو کچھ ہیں اللہ تعالیٰ کی تائید کے اس امت کی محبتوں اور اس امت کی نصرتوں کی وجہ سے ہیں۔ لیکن اسی حرص اور محبت کی وجہ سے، جو امت کی خیر خواہی کی حرص ہے وہ مجبور کرتی ہے کہ انسان ان باتوں کو، ان موضوعات کو کھولے اور جو کمزوریاں ہماری صفوں میں ہیں' وہ ہماری ہی صفیں ہیں یہ بھی اُنہی کی صفیں ہیں اور اُمت کی وہ صفیں بھی ہماری ہی صفیں ہیں۔ ان کے اوپر کچھ بات کی جائے اور اصلاح کے جذبے سے بات کی جائے تاکہ ہم اپنی ان کمزوریوں پر مل بیٹھ کر دور کرنے کی کوشش کریں، ان کو حل کرنے کی کوشش کریں۔ تاکہ اُمت کے دوبارہ عروج کا جو سفر ہے اور اس دین کے احیا کا جو سفر ہے، اس میں انفرادی اور اجتماعی سطح پر ایک بہتر انداز سے آگے کے لیے ترتیب دے سکیں۔

موضوع ابھی جاری ہے۔ ہم نے ابھی ایک نقطے کی طرف اشارہ کیا۔ موضوعِ دعوت کی تبدیلی کے ذیل میں کہ ایک تبدیلی یہ ہے کہ دین کے اصولی اُمور کو چھوڑ کر دین کے فروعی اُمور کو موضوعِ دعوت بنالیا جائے اور عقائد کو چھوڑ کر ایمانیات کو چھوڑ کر فروعی و فقہی مسائل کو دعوت کا بنیادی اساس بنا دیا جائے۔ محور بنایا جائے اور آپس کی ولا اور براء کا پیمانہ بنالیا جائے۔ اور اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی اس غلطی کا ادراک کرنے اور اس سے باہر نکلنے کی توفیق دے۔ اور اس موضوع کا بقیہ حصہ اگلی نشست میں مکمل کرنے کی توفیق دے۔

سبحانك اللهم وبحمدك نشهد ان لا اله الا انت نستغفرك ونتوب اليك

وصلى الله على محمد و آله وصحبه اجمعين... برحمتك يا ارحم الراحمين

☆☆☆☆☆

امارت اسلامیہ افغانستان سے تعلق

1. جماعت قاعدۃ الجہاد کے بانی شیخ اسامہ بن لادن رحمہ اللہ نے عالی قدر امیر المومنین ملا محمد عمر مجاہد رحمہ اللہ کے ہاتھ پر بیعت کی تھی اور شیخ ایمن الظواہری حفظہ اللہ نے شیخ اسامہ بن لادن رحمہ اللہ کی شہادت کے بعد اس بیعت کی تجدید کی، اور امیر المومنین ملا عمر رحمہ اللہ کے بعد امیر المومنین ملا اختر محمد منصور رحمہ اللہ اور آپ کے بعد امیر المومنین شیخ ہبۃ اللہ حفظہ اللہ کے ہاتھ پر بیعت کی ہے۔
2. جماعت کے امیر مولانا عاصم عمر حفظہ اللہ نے بھی شیخ ایمن الظواہری حفظہ اللہ کے واسطے سے امارت اسلامیہ افغانستان کے موجودہ امیر، عالی قدر امیر المومنین شیخ الحدیث و التفسیر مولوی ہبۃ اللہ اخوندزادہ نصرہ اللہ کی بھی بیعت کی ہے اور القاعدہ برصغیر اس بیعت کے تحت برصغیر میں نفاذِ شریعت کے لیے کوشاں ہے۔
3. جماعت کے مقاصد میں سے ایک بڑا مقصد امارت اسلامیہ افغانستان کی تقویت، دفاع اور استحکام ہے۔ اس مقصد کے لیے جہاں جماعت افغانستان سے باہر امارتِ اسلامیہ کے دشمنوں سے برسرِ پیکار ہے وہاں جماعت افغانستان کے اندر بھی امارت کے شانہ بشانہ قتال میں شریک ہے اور مسلمانانِ برصغیر کو امارت اسلامیہ کی بیعت اور نصرت کی دعوت دیتی ہے۔

[جماعت قاعدۃ الجہاد برصغیر کے 'لائحہ عمل' سے اقتباس]

ابو بکر الصدیق (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)...سیاسی و عسکری قائد کی حیثیت سے

لقد قمنا بعد رسول الله صلى الله عليه وسلم مقاماكنانهلك فيه لولاان الله من عليناابى بكر[فقيه الامة عبدالله ابن مسعودرضى الله عنه]

قاری ابو عمارہ

سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ مکہ کے قبیلہ قریش کی شاخ بنی تیم کر سردار عثمان ابی قحافہ کے بیٹے ہیں۔ آپ عام الفیل سے دو سال بعد پیدا ہوے اس طرح آپ کی عمر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دو سال کم ہوتی ہے۔ آپ کا نام عبد الکعبہ رکھا گیا اور کنیت ابو بکر رکھی گئی۔ آپ رضی اللہ عنہ مکہ کے قبائلی نظام میں بہت اہمیت کے حامل تھے۔ قریش کی جانب سے اپنے اتحادیوں اور مخالفین میں دیت کے فیصلوں کے لیے ذمہ داری بنی تیم کو دی گئی تھی، بنی تیم کی جانب سے یہ ذمہ داری ابو بکر رضی اللہ عنہ ادا کرتے تھے۔ ابو قحافہ رضی اللہ عنہ کی تین اولادیں تھیں ابو بکر ، ام فرواء اور قریبہ رضی اللہ عنہم۔ ان سب نے اسلام قبول کیا اور صحابیت کے شرف سے سرفراز ہوئے۔

اسلام لانے کے بعد آپ رضی اللہ عنہ کا نام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تبدیل کر کے عبد اللہ رکھا۔ نوجوانی کے دور میں آپ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دوستی ہو گئی تھی۔ اس دوستی کی ابتدائی تفصیلات دستیاب نہیں ہیں لیکن ایک روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ بحیرا راہب سے ملاقات کے بعد ابو طالب نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جن دو اشخاص کے ہمراہ مکہ واپس بھیجا تھا ان میں ایک ابو بکر بھی تھے۔ ممکن ہے کہ یہی سفر اور بحیرا کے الفاظ اور پیشین گوئی ابو بکر رضی اللہ عنہ کے کانوں میں اس وقت پڑی ہو اور بعد میں اسی سے آپ رضی اللہ عنہ کو تحریک ملی ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے میں سبقت کریں جیسا کہ میمون بن مہران ؒ کا بیان ہے کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر بحیرا راہب کے واقعے کے بعد سے ہی ایمان لا چکے تھے۔ بہر حال یہ نقطہ آغاز سمجھا جا سکتا ہے۔ اصابہ میں عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی زبانی ایک واقعہ مذکور ہے وہ یہ کہ ابو قحافہ رضی اللہ عنہ اسلام کی تحریک کو نوجوانوں کی ایک اپج سمجھتے تھے۔ عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ

> ”جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت کے ارادے سے غار ثور میں چلے گئے تو میں آپ کی خیریت معلوم کرنے کے لیے ابو بکر رضی اللہ عنہ کے گھر حاضر ہوا جن کا غار ثور میں رابطہ تھا۔ ابو قحافہ موجود تھے وہ مجھ کو دیکھتے ہی عصا لے کر باہر نکل آئے اور بگڑ کر بولے کہ یہ بھی انہی لونڈوں میں سے ہے جنہوں نے میرے بیٹے کو بگاڑ دیا ہے“۔

انہوں نے یہ بیان نہیں فرمایا کہ ان کی جان کس طرح بچی۔ یہ بات کس قدر اعزاز کی ہے کہ فتح مکہ کے موقع پر ابی قحافہ رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کیا، یوں ایک ایسے صحابی بن گئے جن کی چار نسلیں شرف صحابیت سے سرفراز ہوئیں۔ ابو بکر رضی اللہ عنہ کی والدہ بھی اسلام لائیں اور شرف صحابیت پر فائز ہوئیں۔

اسلام سے قبل ابو بکر رضی اللہ عنہ کا کردار ایک موحد کا کردار نظر آتا ہے، طبعی طور پر آپ بت پرستی سے متنفر تھے۔ اس تنفر کو آپ نے کبھی چھپایا بھی نہیں۔ شراب نوشی اور اس طرح کے دیگر مشاغل سے بھی آپ کی نفرت واضح تھی۔ جیسا کہ سیوطیؒ نے ابو نعیم کے حوالے سے اماں عائشہ رضی اللہ عنہا کا قول نقل کیا ہے۔ اسلام سے پہلے شعر کہتے تھے لیکن اسلام لانے کے بعد اس کو بھی ترک کر دیا۔

آپ رضی اللہ عنہ پیشہ کے لحاظ سے تاجر تھے اور مکہ کے علاوہ تجارت کے لیے دوسرے ممالک میں بھی جایا کرتے تھے۔ ان اسفار میں مختلف مزاج اور علم کے لوگوں سے ملاقات کے سبب اور اپنی قبائلی ذمہ داری کے حوالے سے آپ کا عرب میں جو اثر ورسوخ تھا اس نے آپ کو ایک ایسے شخص میں بدل دیا تھا جو نہ صرف انتہائی با اثر تھا بلکہ اس کو لوگوں کو دوست بنانے کا ملکہ بھی حاصل تھا اور وہ ہر شخص سے اس کی دلچسپی اور مزاج کے حوالے سے گفتگو کر کے اس کو اپنے دین کی طرف مائل کر سکتا تھا۔ ان حالات میں کفار مکہ نے آپ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد پہلا دشمن قرار دیا گیا تو یہ کوئی ایسی تعجب کی بات نہیں تھی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اعلان نبوت کے بعد آپ آزاد مردوں میں سے پہلے شخص تھے جو ایمان لائے اور اسلام میں داخل ہونے کے بعد آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مستقل رفاقت کی۔ اسلام لانے کی پاداش میں قریش نے آپ کو بھی اپنے جور وستم کا نشانہ بنایا اور کئی مرتبہ رسول اللہ کا کفار کے مقابلے میں دفاع کرتے ہوئے آپ کو تکلیفیں پہنچائی گئیں۔ یہ معمولی تکلیفیں نہیں تھیں بلکہ سردارانِ قریش سمجھ چکے تھے کہ یہ لڑائی در اصل اس قدیم نظام اور دین کے خلاف ایک نئے دین اور نظام کی بات ہے جس میں کسی سردار اور مذہبی متولیوں کے لیے کوئی جگہ نہیں ہے۔ اس دور کے جو مکالمے ملتے ہیں ان سے یہ کشمکش سیاسی رنگ میں واضح نظر آتی ہے اگرچہ اسلام کی دعوت قبول کرنے والے اکثر ابتدائی لوگ نچلے طبقے یعنی لونڈی غلام وغیرہ تھے لیکن دعوت میں توجہ زیادہ تر سردارانِ قریش کو ہی دی جارہی تھی، اس کی وجہ یہ تھی کہ ان میں سے جو مسلمان ہوتا وہ اپنے ساتھ اپنے قبیلے کے لوگوں کو بھی لاتا ایسی ہی صورت حال ابو بکر رضی اللہ عنہ کے اسلام کے بعد پیش آئی۔

آپ اسلام قبول کرنے کے فوراً بعد ہی تبلیغ میں مشغول ہو گئے اور آپ کی کوششوں سے کئی ایسے لوگوں نے اسلام قبول کیا جو بعد میں اسلامی تاریخ کے جگمگاتے ستاروں میں شمار ہوے۔ مثلاً سیدنا طلحہ بن عبید اللہ اور سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہما یہ دونوں عشرہ مبشرہ کی صف کے لوگ ہیں۔ ایک روایت میں عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کو بھی انہی لوگوں میں بتایا جاتا ہے جو ابو بکر رضی اللہ عنہ کی تبلیغ سے مسلمان ہوئے۔ یہ جان لینا

ضروری ہے کہ مکہ کے قبائلی نظام میں اسلام کوئی ایسی چیز نہیں تھا جس کو ٹھنڈے پیٹوں برداشت کرلیا جاتا۔ یہ اس قبائلی اور سرداری نظام ،جس نے بت پرست کاہنوں سے گٹھ جوڑ کر رکھا تھا' کے خلاف اعلان بغاوت تھا اوراس کے حاملین کو مکہ کی ایلیٹ کلاس نے دشمن قرار دے دیا تھا۔ نہ ان کے حامی تھے، نہ ہی مذہبی پیشوا، نہ دارالندوہ کے بااثر سرداران میں سے کوئی۔ چنانچہ اسلام قبول کرنے والا فردان کے ستم کا شکار ہوجاتا تھا۔

اماں عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ:

"جب مکہ میں مسلمانوں کی تعداد ۳۹ ہوگئی تو ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اصرار کیا کہ اپنے آپ کو ظاہر کیا جائے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس پر آمادہ نہیں ہوے اور فرمایا کہ ابھی ہم تھوڑے ہیں ابو بکر رضی اللہ عنہ اصرار کرتے رہے یہاں تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آمادہ ہوگئے۔ اب تمام مسلمان بیت اللہ میں آکر بیٹھ گئے اور ابو بکر رضی اللہ عنہ نے خطبہ شروع کیا اتنے میں قریش کو خبر ہوگئی اور انہوں نے مسجد میں گھس کر حملہ کردیا۔ عتبہ بن ربیعہ جو بنی مخزوم کا سردار اور قریش کا سپہ سالار تھا، اس نے ابو بکر رضی اللہ عنہ کو اتنا مارا کہ آپ کی ناک چپٹی ہوگئی، بنی تیم کو خبر ہوئی تو دوڑے ہوئے آئے اور ابو بکر رضی اللہ عنہ کو اٹھا کر لے گئے۔ آپ کی حالت اتنی بگڑ گئی تھی کہ لوگ آپ کی زندگی سے مایوس ہو بیٹھے تھے جب، ابو بکر رضی اللہ عنہ کو ہوش آیا تو ابو قحافہ رضی اللہ عنہ اور بنی تیم کے لوگوں نے آپ سے بات شروع کی لیکن آپ رضی اللہ عنہ نے پہلی بات ہی یہ کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیسے ہیں؟ اس پر بنی تیم کو غصہ آگیا کہ ابھی تو اسی وجہ سے مرتے مرتے بچے ہیں اور بات وہی کر رہے ہیں۔ وہ توناراض ہوکر چل دیے لیکن ابو بکر رضی اللہ عنہ کو تب تک چین نہیں آیا جب تک خدمت اقدس میں حاضر ہوکر خود مطمئن نہ ہوگئے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم بخیریت ہیں۔ اسی دن ابو بکر رضی اللہ عنہ کی والدہ ام الخیر رضی اللہ عنہا بھی اسلام لائیں"۔

مسند بزاز میں روایت ہے کہ علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ

"ایک دفعہ میں نے دیکھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو قریش نے گھیر رکھا ہے اور کوئی آپ کو کھینچتا، کوئی دھکا دیتا اور کوئی تھپڑ مارتا اور سب کہتے جاتے کہ تو ہی ہے جس نے سب خداؤں کو ملا کر ایک کر دیا ہے۔ یہ منظر اس قدر بھیانک تھا کہ ہم میں سے کسی کی ہمت نہ ہوئی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بڑھ کر قریش سے چھڑالیں، اتنے میں ابو بکر رضی اللہ عنہ آگئے، انہوں نے کسی کو دھکا دیا کسی کو ہاتھ پکڑ کر پیچھے ہٹایا اور کسی سے لڑے اور کہتے جاتے تھے: 'بدبختو کیا تم اس کو قتل کردو گے جو کہتا ہے کہ میرا رب اللہ ہے'۔

یہ کہہ کر حضرت علی رضی اللہ عنہ رونے لگے یہاں تک کہ داڑھی آنسوؤں سے تر ہوگئی اسی حالت میں لوگوں سے پوچھا کہ "اچھا بتاؤ کہ آل فرعون کا مومن افضل تھا یا ابو بکر؟" لوگ خاموش رہے تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

"واللہ! ابو بکر کا ایک لمحہ آل فرعون کے مومن جیسے شخص کے ہزاروں لمحوں سے بہتر تھا، اس لیے کہ یہ شخص اپنا ایمان پوشیدہ رکھتا تھا اور ابو بکر اپنا ایمان ظاہر کرتے تھے"۔

اس صورت حال سے جانا جاسکتا ہے کہ مکہ میں تعذیب اور جوروستم کمزور مسلمانوں کے ساتھ خاص نہیں تھا بلکہ قریش اپنے ظلم و جبر میں اتنے آگے جاچکے تھے کہ اشرافِ قریش بھی اسلام لانے کے بعد ان کے ظلم و جبر سے محفوظ نہیں تھے۔ دیگر صحابہ رضی اللہ عنہم 'جو بڑے ذی وقار اور معزز تھے' کے ساتھ بھی ایسی ہی صورت حال پیش آئی۔ چنانچہ حضرت حق سے ہجرت کے لیے اجازت مرحمت فرمائی گئی۔ یہ ہجرت حبشہ کی جانب تھی اس ہجرت میں اگرچہ ابو بکر رضی اللہ عنہ شامل نہیں تھے لیکن روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ قریش کے جوروستم سے تنگ آکر ابو بکر رضی اللہ عنہ نے بھی حبشہ ہجرت کا فیصلہ کرلیا لیکن مکہ سے یمن کی جانب جاتے ہوئے برک الغماد کے مقام پر قبیلہ قارہ کے سردار ابن الدغنہ سے ملاقات ہوگئی اس نے قصد پوچھا تو آپ رضی اللہ عنہ نے تمام ماجرا کہہ سنایا اس پر ابن الدغنہ نے عین وہی بات کہی جو اماں خدیجہ رضی اللہ عنہا نے وحی کے فوراً بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہی تھی:

"تمہارے جیسا شخص کیسے شہر بدر کیا جاسکتا ہے؟ تم غریبوں کی امداد کرتے ہو، صلہ رحمی کرتے ہو، اپاہجوں کا سہارا ہو اور حق کی جانب سے حوادث کا مقابلہ کرتے ہو"۔

یوں ابن الدغنہ کی پناہ میں ابو بکر رضی اللہ عنہ مکہ پہنچے۔ اس پناہ کی اہم شرط یہ تھی کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ کو اعلانیہ عبادت کی اجازت نہیں تھی چنانچہ آپ کچھ دن تو خفیہ عبادت کرتے رہے لیکن اس کے بعد آپ رضی اللہ عنہ نے اپنے صحن میں مسجد بنالی اور قران کی تلاوت کرنے کا معمول بنالیا لیکن قریش کی عورتیں اور بچے آپ کی تلاوت کے اسیر ہوگئے اور کسی طرح ان سے الگ نہیں ہوتے تھے۔ قریش نے ابن الدغنہ سے شکایت کی ابن الدغنہ نے ابو بکر رضی اللہ عنہ کو اس طرزِ عمل سے روکا تو آپ رضی اللہ عنہ نے اس کی پناہ واپس کردی۔

ابو بکر رضی اللہ عنہ کی اسلام کے لیے دوسری خدمت یہ ہے کہ آپ نے ان غلاموں اور لونڈیوں کو خرید کر آزاد کرنا شروع کیا جو مسلمان ہو گئے تھے لیکن اپنے کافر آقاؤں کے ظلم کا شکر تھے یہ مسلمانوں کا مظلوم ترین طبقہ تھا ان کے آقاؤں کے ظلم و ستم سے بچانے کے لیے ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اپنا مال خرچ کرنا شروع کیا۔ ان لوگوں میں بلال حبشی، عامر بن فہیرہ، ابو فکیہ، لبینہ، زنیرہ، نہدیہ، اورام عبیس رضوان اللہ علیہم اجمعین شامل ہیں۔ طبرانی کی روایت ے کی ہے لیکن خیال یہ ہے کہ اس معاملے ابو بکر رضی اللہ عنہ کو خاص شہرت حاصل ہے اس بنا پر اصل تعداد زیادہ ہو گی لیکن دوسرے غلاموں اور باندیوں کو شہرت حاصل نہیں ہو سکی اس لیے ان کو شمار نہیں کیا گیا واللہ اعلم بالصواب۔

سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کی یہ فیاضیاں خالص اللہ کے لیے تھیں۔ ایک مرتبہ ابو قحافہ رضی اللہ عنہ نے کہا: ”ابو بکر تم زیادہ تر عورتوں اور ان میں بھی بوڑھیوں کو خرید کر آزاد کرتے ہو بھلا یہ تمہارے کس کام آئیں گی اگر تم تندرست و توانا غلاموں کو آزاد کرو تو کبھی وقت پڑنے پر تمہاری مدد کو آسکتے ہیں“۔ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا: ”میں تو یہ سب اللہ کو راضی کرنے کے لیے کرتا ہوں“۔

اسلام جس نے آگے چل کر اقوام عالم کی تاریخ کو بدل کر رکھ دیا قیصر و کسریٰ کے اقتدار کا وارث ہوا اور اللہ کی زمین پر اللہ کے نظام کی عملی شکل بن گیا اس کے اولین پیرو کار یہی لوگ تھے۔ بے بس اور مظلوم غلام یا ان کو چھڑانے اور ان کی دلجوئی کرنے والے قریش کے بے بس اشراف۔ ان لونڈیوں اور غلاموں کی دلجوئی خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس حد تک منظور تھی کہ ایک مرتبہ ابو سفیان (ابھی مسلمان نہیں ہوئے تھے) صہیب رومی، بلال حبشی اور سلمان فارسی رضی اللہ عنہم کے پاس سے گزرے تو انہوں نے کہا: ”ابھی تک اللہ کی تلوار نے اس دشمن خدا کی گردن نہیں اڑائی“۔ ابو بکر رضی اللہ عنہ موجود تھے آپ نے فرمایا ”کیا تم قریش کے بزرگوں کے متعلق اس طرح بات کرتے ہو؟“ یہ کہہ کر آپ رضی اللہ عنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور سارا ماجرا کہ سنایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”ابو بکر شاید تم نے ان کو ناراض کر دیا ہے اگر ایسا ہے تو تم نے اللہ کو ناراض کر دیا ہے“۔ یہ سنتے ہی ابو بکر رضی اللہ عنہ ان لوگوں کے پاس گئے اور پوچھا ”کیا آپ لوگ مجھ سے خفا ہیں؟“ انہوں نے کہا: ”ہم خفا نہیں ہیں“۔

ابو بکر رضی اللہ عنہ کے مالی انفاق کی اسلام میں ایک خاص اہمیت ہے۔ جس وقت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے مال خرچ کیا اس وقت اسلام کو اس انفاق کی اشد ضرورت تھی۔ چنانچہ ایک طرف تو بے نوا غلاموں اور باندیوں کے استقلال نے مکہ میں اسلام کے قدم جما دیے دوسری جانب ابو بکر رضی اللہ عنہ اور دیگر مال دار مسلمانوں کے انفاق نے ان لوگوں کے قدموں میں مزید مضبوطی پیدا کر دی، چنانچہ جہاں ان غلاموں کی دلجوئی فرمائی گئی وہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو بکر رضی اللہ عنہ کی خدمات کے سلسلے میں جو ارشادات فرمائے ہیں وہ ابو بکر رضی اللہ عنہ کے لیے ایک تمغہ زریں کی حیثیت رکھتے ہیں۔

ا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

ما نفعني ما احد قط ما نفعني مال ابی بکر

”مجھے کسی کے مال نے اتنا نفع نہیں پہنچایا جتنا ابو بکر کے مال نے نفع پہنچایا“

2۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

انه ليس من الناس احد امن علی فی نفسه و ماله من ابی بکر

”بے شک مجھ پر جان و مال کے حساب سے ابو بکر سے زیادہ کسی کا احسان نہیں“۔

3۔ قران مجید کا ارشاد ہے:

لَا يَسْتَوِي مِنكُم مَّنْ أَنفَقَ مِن قَبْلِ الْفَتْحِ وَقَاتَلَ أُولَٰئِكَ أَعْظَمُ دَرَجَةً مِّنَ الَّذِينَ أَنفَقُوا (الحدید:۱۰)

”تم میں سے وہ لوگ جنہوں نے فتح مکہ سے پہلے خفرچ کیا اور قتال کیا بہت بڑے ہیں ان لوگوں سے جنہوں نے فتح مکہ کے بعد خرچ اور قتال کیا“۔

حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ اسلام لائے تو ان کے پاس چالیس ہزار درہم تھے لیکن جب مدینہ پہنچے تو صرف پانچ ہزار درہم ہمراہ تھے باقی سب اللہ کی راہ میں خرچ کر دیے تھے۔

4۔ ایک اور خصوصیت جو آپ رضی اللہ عنہ کو حاصل ہے وہ یہ ہے کہ آپ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے والد ماجد ہیں جن سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت سے قبل نکاح فرمایا۔ آگے چل کر ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے اسلامی احکام و مسائل کی توضیح و تشریح اور دین حق کی اشاعت اور ترویج و ترقی میں نہایت اہم کردار ادا کیا۔

حج کے موقع پر مدینہ سے آئے ہوئے قبائل میں سے کچھ لوگوں نے اسلام کی تبلیغ سے متاثر ہو کر دینِ حق میں شمولیت اختیار کر لی۔ یہ لوگ یہودیت سے اختلاط کی وجہ سے کچھ نہ کچھ حقیقت سے واقف تھے اور یہود کے اس انتظار سے بھی واقف تھے جو وہ ایک نبی کے لیے کر رہے تھے۔ ان کو جب عکاظ کے بازار میں ایک نبی کا ذکر ملا تو ان کو یقین ہو گیا کہ یہ وہی نبی ہیں اور دعوت حق کو قبول کرنے میں کوئی پس و پیش نہیں کی اگرچہ یہ لوگ تھوڑے تھے ان کو واپس مدینہ بھیج دیا گیا اور تبلیغ کا حکم دیا گیا۔ بعد میں ان کی تعلیم کے لیے مبلغین بھی بھیجے گئے جو دین حق کی نشر و اشاعت میں سرگرم رہے۔ اسلام جو مکہ اپنی جائے پیدائش میں اجنبی تھا، جنوب میں مدینہ میں مقبول ہو رہا تھا اور کھجوروں کی سرزمین میں اس کی سرسبزی و شادابی بڑھتی جا رہی تھی۔ اب ذاتِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم ہوا کہ مسلمانوں کو مدینہ ہجرت کا حکم دیں لیکن خود رُکے رہیں۔ چنانچہ اسی انتظار میں ابو بکر رضی اللہ عنہ نے دو اونٹنیاں خرید لیں اور چار مہینے قبل ہی ان کو ببول کی پتیاں کھلانا

شروع کردیں۔ اس دوران میں آپ رضی اللہ عنہ نے کئی مرتبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ہجرت کی اجازت چاہی لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بنا پر آپ رضی اللہ عنہ کو روکے رکھا کہ آپ کو ہجرت کا حکم ملنے کی امید تھی اور اس سفر میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم ابو بکر رضی اللہ عنہ کو رفیق بنانا چاہتے تھے۔ چنانچہ جب ابو بکر رضی اللہ عنہ کو یہ معلوم ہو گیا کہ سفر ہجرت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رفاقت کا موقع ہے تو آپ رضی اللہ عنہ نے اونٹنیوں کو تیار کرنا شروع کر دیا۔

چار ماہ بعد ایک دوپہر کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابو بکر رضی اللہ عنہ کے گھر تشریف لائے اور فرمایا: ''ہجرت کا حکم آ گیا ہے اور آج رات کو مدینہ کی جانب کوچ کرنا ہے''۔ چنانچہ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ ''ان دونوں اونٹنیوں میں سے کوئی ایک لے لیجیے''۔ ارشاد ہوا ''اچھا مگر میں قیمت ادا کروں گا''۔ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے سر تسلیم خم کر دیا۔ مکہ سے چل کر دونوں حضرات غارِ ثور پہنچے یہاں تین دن روپوشی کا قیام رہا تا کہ قریش کی جو مہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تلاش اور گرفتاری کے لیے چل رہی تھی وہ ٹھنڈی پڑ جائے یا اس کا رخ بدل کر غلط سمت میں چلا جائے۔ ایک مرتبہ قریش آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تلاش میں غار کے دہانے تک پہنچ گئے تو ابو بکر رضی اللہ عنہ نے عرض کی ''یا رسول اللہ! یہ اپنے قدموں کی جانب دیکھیں تو ہم نظر آ جائیں''۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ابو بکر ان دونوں شخصوں کے بارے میں کیا خیال ہے جن کا تیسرا اللہ ہے''۔ اس ارشاد سے غم و حزن دور ہو گیا۔ عبد اللہ بن اریقط ایک کافر تھا مگر اعتماد والا آدمی تھا اس کو اجرت پر رہنمائی کے لیے ساتھ لیا اور دونوں اونٹنیاں اس کے حوالے کر دیں تین دن بعد غار سے آگے کا سفر شروع ہوا۔ راستے میں ابو بکر رضی اللہ عنہ کو پہچاننے والے لوگ ملتے تو ابو بکر رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا تعارف ان الفاظ میں کراتے ''یہ میرے رہنما ہیں''۔ اس دوران میں سراقہ بن جعشم نے قریش کے انعام کے لالچ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو گرفتار کرنے کی کوشش کی لیکن غیبی تنبیہ کی بعد سنبھل گیا اور امان نامہ لے کر واپس ہو گیا۔ زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ جو تجارت کی غرض سے شام گئے ہوئے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو راستہ میں واپس آتے ہوئے ملے آپ کپڑے کی تجارت کرتے تھے اس لیے چند بیش قیمت کپڑے نذر فرمائے۔ ابن سعد نے بجائے زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ کے طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ کا نام لکھا ہے واللہ اعلم۔

مکہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی روانگی کی خبر مدینہ پہنچ چکی تھی اور مدینہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری کا شدت سے انتظار ہو رہا تھا۔ مدینہ سے تین میل کے فاصلہ پر قبا واقع ہے اسی جانب سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ورود فرمانا تھا۔ چنانچہ انصار کے شوق کا عالم یہ تھا کہ دن چڑھے تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے انتظار میں یہاں پہنچ جاتے اور جب سورج چڑھ جاتا تو مایوسی کے عالم میں واپس چلے جاتے۔ ایک دن اسی طرح گھر واپس آ چکے تھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ورود مسعود ہوا۔ ایک یہودی جو ایک اونچے ٹیلے پر سے دیکھ رہا تھا اس نے پکار کر انصار سے کہا ''لو اے عرب کے لوگو! جن کا تمہیں انتظار تھا وہ آ گئے''۔ انصار جوش مسرت میں ہتھیار لگا کر استقبال کو نکلے، حرۃ کی پشت پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات ہوئی یہاں عمرو بن عوف کا ایک ممتاز خاندان آباد تھا اسی کو میزبانی کا شرف حاصل ہوا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تو سواری سے اتر کر خاموش بیٹھ گئے۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ لوگوں سے بات چیت کے لیے کھڑے رہے، انصار کے بہت سے لوگوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں دیکھا تھا اس لیے وہ ابو بکر رضی اللہ عنہ کو ہی اللہ کا رسول گمان کرتے رہے۔ اتنے میں دھوپ تیز ہو گئی تو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر اپنی چادر کا سایہ کر کے کھڑے ہو گئے۔ اس سے لوگوں کو معلوم ہو گیا کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ رسول نہیں ہیں بلکہ آپ ہیں اور یہ اشتباہ ختم ہو گیا۔ قباء میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا قیام چودہ دن رہا اور یہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مسجد بھی تعمیر فرمائی۔ فلپ حتی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مدینہ تشریف آوری کی تاریخ ۲۴ ستمبر ۶۲۲ متعین کی ہے، قمری تاریخوں میں اختلاف ہے امام بخاریؒ نے ورود مدینہ کا دن پیر (سوموار) اور مہینہ ربیع الاول بتایا ہے تاریخ کے تعین میں شدید اختلاف ہے۔ قباء میں دو ہفتہ قیام کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ روانہ ہوئے اور ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ کو شرف میزبانی بخشا لیکن ابو بکر رضی اللہ عنہ مدینہ کے قریب ایک جگہ سخ میں خارجہ بن زید انصاری رضی اللہ عنہ مقیم ہو گئے اور یہیں پر کاروبار شروع کیا بعد میں انہی خارجہ کی بیٹی حبیبہ سے نکاح بھی کر لیا اور ایک مستقل مکان میں رہنے لگے چند روز بعد حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی بیوی ام رومان، صاحب زادے عبد اللہ اور صاحب زادیاں اسماء رضی اللہ عنہ اور عائشہ رضی اللہ عنہا بھی مدینہ پہنچ گئے۔ سخ میں ابو بکر رضی اللہ عنہ کا قیام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے چھ ماہ بعد تک رہا۔

مدینہ کی آب و ہوا مکہ کے مہاجرین کو موافق نہیں آئی اور اکثر مہاجرین بیمار پڑ گئے خود ابو بکر رضی اللہ عنہ بخار اور تپ لرزہ میں مبتلا ہو گئے۔ اس صورت حال میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی:

> ''اے اللہ تو مدینہ کو بھی ہمارے لیے ایسا ہی محبوب کر دے جیسا مکہ کو بنایا تھا بلکہ اس سے بھی زیادہ اس کی آب و ہوا کو صحت بخش کر دے اور یہاں کے ناپ تول میں برکت فرما اور بخار کو یہاں سے منتقل کر دے''۔

انہی دنوں میں اماں عائشہ رضی اللہ عنہا کو بھی بخار آ گیا اس پر ابو بکر رضی اللہ عنہ نہایت بے قرار ہوئے اور بار بار گھر تشریف لاتے اور آپ رضی اللہ عنہا کا حال پوچھتے۔

مدینہ تشریف آوری کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے چند اہم اقدامات کیے ان میں پہلا قدم مواخات کا تھا اس سے پہلے ایک مواخات مکہ میں بھی ہو چکی تھی اب مدینہ پہنچ کر نئی مواخات کی گئی۔ مواخات سے مراد اسلامی اخوت کے جذبے کے تحت ان مہاجرین کو انصار کا بھائی بنانا تھا۔ چنانچہ یہ مواخات اس حد تک عزیز رکھی گئی کہ انصار نے اس میں سگے بھائیوں کو بھی پیچھے چھوڑ دیا ہر چیز کو اپنے ان نئے بھائیوں کے ساتھ نصف بانٹ لیا یہاں تک کہ کسی انصاری کی دو بیویاں تھیں تو ایک کو طلاق دے کر اس کا نکاح مہاجر بھائی سے کرانے کی پیشکش بھی کی جواب میں مہاجرین نے بھی خود داری کا مظاہرہ کیا اور زیادہ تر مدینہ کے بازار میں تجارت کرنے لگے۔ اس سے مہاجرین کی آبادکاری کا مسئلہ حل ہو گیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مواخات کراتے وقت مہاجرین وانصار کی حیثیت کا لحاظ رکھا تھا، چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو عتبان بن مالک 'جو بنی سالم کے سردار تھے' کا بھائی بنایا اور ابو بکر رضی اللہ عنہ کو خارجہ بن زید رضی اللہ عنہ کا بھائی بنایا جہاں ابو بکر رضی اللہ عنہ پہلے ہی مقیم تھے۔ اس کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد کی تعمیر کی جانب توجہ دی اس تعمیر سے فارغ ہو کر اماں عائشہ رضی اللہ عنہا کی رخصتی عمل میں آئی جن کا نکاح مکہ میں ہی ہو چکا تھا۔

مکہ کی نسبت مدینہ کی زندگی مسلمانوں کے لیے ایک بڑی تبدیلی لا رہی تھی۔ مکہ میں سردارانِ قریش کے ہاتھوں اذیتوں کا شکار ہو کر صبر کرنے والے لوگ اب اِنہی سروں کو ٹھوکروں میں اڑانے کے گُر سیکھ رہے تھے۔ شاہین بچوں کو پرواز کے وہ طریقے بتائے جا رہے تھے جو انسانیت کے وجود سے چمٹے ہوئے کہنہ مشق گدھوں کے لیے باعث حیرت تھے اور باعث تشویش بھی۔ مکہ کے مظلومین کو جہانبانی اور جہانگیری کے اصول سکھائے جا رہے تھے۔ اس مدرسے کے اولین طالب علم ابو بکر رضی اللہ عنہ تھے جو بعد میں اسی منہج و فکر کے داعی بنے۔

آپ رضی اللہ عنہ کی اصابتِ رائے، حسنِ تدبیر، دور بینی اور دانش وری کے علاوہ دیگر اوصاف و کمالات بھی اس اسلامی حکومت کی بنیادوں کو مضبوط کرنے میں بروئے کار آئیں اور یوں آپ رضی اللہ عنہ کی عملی تربیت بھی ہوئی چنانچہ جب وقت آیا اور آپ رضی اللہ عنہ کو آزادانہ فیصلے کرنے پڑے تو سب نے تسلیم کیا کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ کے فیصلے ہی بہترین تھے اور انہی فیصلوں کی وجہ سے کامیابی نے ہمیشہ آپ رضی اللہ عنہ کے قدم چومے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ ہجرت سے پہلے والے ابو بکر اور بعد والے ابو بکر میں ایک جوہری فرق آگیا ہے۔ ہجرت سے پہلے ابو بکر رضی اللہ عنہ ایک مخلص غم خوار اور امدادی کے روپ میں نظر آتے ہیں، یہاں ان کے پاس اپنی شخصیت سے اسلام کو فائدہ پہنچانے کے زیادہ مواقع نہیں تھے۔ جب کہ ہجرت کے بعد ابو بکر رضی اللہ عنہ کی جیسے جون ہی بدل گئی ہو اب وہ اسلامی حکومت کے اہم ترین مشیر تھے، جنگی اور سیاسی معاملات میں آپ رضی اللہ عنہ کی رائے کو سب سے زیادہ اہمیت دی جاتی تھی اور خود آپ رضی اللہ عنہ کی کوشش بھی یہ ہوتی تھی کہ اپنی بہترین صلاحیتیں اور تجربہ کو بروئے کار لاتے ہوئے اسلامی حکومت کو اتنا مستحکم کر دیا جائے کہ اس کو کسی طرح ختم کرنا ممکن نہ ہو۔ چنانچہ آگے آپ رضی اللہ عنہ کی حکومت میں آپ رضی اللہ عنہ کا اپنا طرزِ عمل اس بات کی واضح نشاندہی کرتا ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ اسلامی حکومت کو کیسا دیکھنا چاہتے تھے اور اس کے لیے کن بنیادوں پر کام کر رہے تھے۔ مدینہ آنے کے ایک سال بعد قریش سے جنگوں کا سلسلہ شروع ہو گیا اب ابو بکر رضی اللہ عنہ کی وہ انتظامی عسکری اور قائدانہ صلاحیتیں کھل کر سامنے آنے لگیں جو مکہ کے ماحول میں دبی ہوئی تھیں۔

مدینہ میں مسلمانوں کو سکون سے رہنے دینا قریش کو گوارا نہ تھا، چنانچہ ایک منصوبہ کے تحت تجارت کا سامان شام بھیجا گیا جس کے نفع سے سامان جنگ تیار کرنا مقصد تھا۔ اس قافلے کی واپسی کی خبر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دی گئی چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایک چھاپہ مار پارٹی کے ہمراہ اس قافلے کو روکنے کے لیے چلے۔ جیسا کہ قران حکیم اور دیگر ذرائع سے واضح ہوتا ہے کہ مدینہ سے خروج کا مقصد اس قافلے پر حملہ کر کے اس سامان اور نفع کو مکہ پہنچنے سے روکنا مقصد تھا جس سے سامان جنگ تیار کیا جانا تھا۔ یہ دشمن کی رسد کاٹنے کا حربہ ہے اس کو کسی طرح غلط نہیں کہا جا سکتا۔ بعض مغرب زدہ اذہان نے اس پر معذرت خواہانہ رویہ اپنانے کی کوشش کی ہے لیکن الحمد للہ اس معاملے کو اہل حق نے مبرہن دلائل کے ساتھ واضح کیا ہے۔

اس قافلے کے سردار ابو سفیان رضی اللہ عنہ (ابھی مسلمان نہیں ہوئے تھے) تھے۔ انہوں نے خطرے کا احساس کرتے ہی ایک شخص کو مکہ دوڑایا تا کہ مکہ کے لوگ اپنے مال کی حفاظت کے لیے نکلیں۔ دوسری جانب انہوں نے اپنا راستہ بدل دیا اور مدینہ کے قریب کی بجائے دور ساحلی راستے پر چلے گئے اس سے وہ فوری خطرے کی زد سے نکل گئے۔ مسلمان مر الظہران پہنچے تو ان کو معلوم ہوا کہ قافلہ تو راستہ بدل کر نکل گیا ہے۔ لیکن اب ایک نیا خطرہ سامنے کھڑا تھا، مکہ سے ابو سفیان کی اپیل پر ایک ہزار لوگ ہتھیار بند ہو کر میدانِ جنگ میں پہنچ رہے تھے اور شان و شوکت کا یہ مظاہرہ کرنے کے لیے انہوں نے بدر کے میدان کا انتخاب کیا تھا۔ مسلمان جس مقصد کے لیے نکلے تھے اس میں ان کو کسی بڑی جنگی کارروائی کی توقع نہیں تھی چنانچہ وہ اپنے ساتھ مکمل اسلحہ بھی نہیں لائے تھے نہ ہی جنگی سامان لا سکے تھے، ایک غیر جنگی قافلے کو لوٹنے کے لیے بھلا کتنے جنگی ساز و سامان کی ضرورت ہو سکتی تھی یہی اس وقت کُل سرمایہ تھا لیکن ایک مسئلہ اور بھی تھا۔

انصار کے ساتھ معاہدہ میں انصار کی ذمہ داری تبھی تک تھی جب تک ان کے شہر کو حملے کا خطرہ لاحق نہ ہوتا، وہ شہر سے باہر نکل کر لڑنے کے لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جانے کے پابند نہیں تھے۔ اس نازک موقع پر یہ سوال پوری قوت سے ابھر کر سامنے آگیا کہ انصار کیا سوچ رہے ہیں؟ اسی سلسلہ میں مر الظہران میں ہی عارضی پڑاؤ ڈال کر اس نئی

صورت حال پر غور کیا گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مشورہ طلب کرنے پر مہاجرین صحابہ نے تقاریر کیں اور جاں نثاری کا عزم دہرایا لیکن جذبات کا یہ مظاہرہ اپنی جگہ کتنا ہی خوش کن ہو تا بنیادی سوال اپنی جگہ باقی تھا کہ انصار کیا سوچ رہے ہیں ان کے ساتھ زبردستی ان کو بد دل کر سکتی تھی اور مدینہ سے باہر نکل کر لڑنے کے لیے ان کی آمادگی کا ہونا بہت ضروری تھا۔ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا سوال دہرایا "لوگو! مجھے مشورہ دو" تیسری بار دہرانے پر انصار سمجھ گئے کہ اصل میں ہم سے وفاداری کی تصدیق کی جارہی ہے۔ چنانچہ انصار نے اپنی مکمل وفاداری کا یقین دلایا اس پر یہ معاملہ طے ہوا اور بدر کی جانب کوچ کیا گیا۔

ایک میدان میں پھیلے ہوئے ٹیلے جن کو صرف بارش سے ہی نمی نصیب ہوتی ہے یہ مسلمانوں کا کیمپ ہے، چلتے ہوئے پاؤں ریت میں دھنس جاتے ہیں۔ اس کے سامنے پتھریلی زمین اور پھر اس پتھریلی زمین پر ٹیلوں کا سلسلہ یہ قریش کا کیمپ ہے، درمیان میں بدر کا میدان ہے۔ مسلمانوں کے کیمپ کے پیچھے نچلی جانب نظر ڈالیں تو وہ ساحلی راستہ نظر آتا ہے جس پر ابوسفیان اپنا قافلہ دوڑائے لیے جارہا ہے۔ سامنے ایک ہزار قریشی ہیں جو مسلمانوں کو ختم کرنے کے ارادے سے میدان میں کھڑے ہیں، اگر ابوسفیان اگرچہ اس کے پاس کم ہی آدمی ہوں لیکن وہ پلٹ کر میدان میں داخل ہو جائے تو کیا مسلمان کہیں پناہ پائیں گے؟ اگر قریش یکبارگی مسلمانوں پر حملہ کر دیں تو کیا مسلمان اس حملے کا زور روک پائیں گے؟ اسلام اور کفر کی پہلی جنگ عجیب حالات میں لڑی جارہی تھی، یہ تین سو سے زائد کچھ لوگ تھے جن کا اللہ کے علاوہ کوئی سہارا نہ تھا لیکن یہ مرنے مارنے کے لیے بالکل تیار تھے۔ قریش کے دیدبان نے اپنے بیان میں کہا کہ:

> "اے گروہ قریش یہ تین سو یا اس سے کچھ زیادہ لوگ ہیں۔ لیکن ان میں ہر ایک اپنے ساتھ سرخ موت کو لادے پھر رہا ہے میں دیکھ رہا ہوں کہ ان کی تلواروں کے سوا ان کی کوئی پناہ نہیں اس لیے ان میں سے کوئی جب تک اپنے حریف کو نہیں مار لے گا خود نہیں مارا جائے گا۔ سو اگر ہمارے بھی اتنے ہی لوگ مارے گئے تو زندگی کا لطف ہی کیا، بہتر ہے کہ ان سے صلح کر لی جائے"۔

یہ مسلمانوں کی فتح کی ابتدا تھی کہ قریش میں بددلی شروع ہو چکی تھی اخنس بن شریق بنی زہرہ کے سردار کو معلوم ہوا کہ قافلہ تجارت خیریت سے نکل گیا ہے تو اس نے اپنے قبیلے سمیت جنگ کے میدان سے واپسی اختیار کی اس کا استدلال تھا "ہم قافلے کی حفاظت کے لیے نکلے تھے وہ محفوظ ہے اس لیے ہم خوامخواہ جنگ کیوں لڑیں"۔ اسی طرح قریش کے سردار بھی اس جنگ کے ذہنی طور پر مخالف ہو رہے تھے اور آپس میں مشورہ کر رہے تھے عتبہ بن ربیعہ، حکیم ابن حزام اور ان کے ساتھی جنگ سے بچنے کی کوشش کر رہے تھے ان کا استدلال تھا کہ قافلہ بچ گیا ہے اور ہمارے سامنے ہمارے رشتہ دار کھڑے ہیں تو ہم ان سے کیوں لڑیں؟ ایک مقتول کا خون بہا مسلمانوں کے ذمے نکلتا ہے تو وہ عتبہ بن ربیعہ نے اپنے سر لے لیا ہے اب جنگ کے لیے کون سی وجہ باقی رہ گئی ہے۔ دشمن کیمپ میں ہونے والی یہ کارروائیاں یہ ایک بات کو واضح کرتی ہیں کہ مسلمانوں کے کیمپ کی جو تصویر کشی ان کے سامنے کی گئی تھی اس کے مقابلے میں کفار کا مورال اس قدر بلند نہیں تھا اگرچہ وہ موت سے جی نہیں چراتے تھے لیکن دیگر معاملات کو سامنے رکھتے ہوئے جنگ سے بچنا چاہتے تھے۔ شاید ان کو یہ خیال ہو کہ یہ دین کتنی دیر تک مزید چل سکے گا بالآخر ان لوگوں کو پلٹ ہی آنا ہے تو اس خون خرابے کا کیا فائدہ۔ یوں سمجھیں کہ ایک نفسیاتی رد عمل کی کیفیت اس لشکر میں موجود تھی، یہ لوگ کتنے ہی شقی القلب سہی لیکن اس کے لیے آمادہ نہ تھے کہ اپنے ہی رشتہ داروں کا قتل عام کریں۔

مسلمانوں کو ایک نفسیاتی برتری حاصل ہو گئی کہ دشمن کا مورال ان کے مقابلے میں کم درجے کا تھا لیکن یہ ان کے مسئلے کا حل نہیں تھا۔ مورال کی کمی کو تعداد کے ذریعے با آسانی پورا کیا جا سکتا تھا تو اس کا کیا حل کیا جائے؟ یہ جنگِ بدر کا بنیادی سوال تھا۔ حالات مسلمانوں کے خلاف تھے، میدان میں چلنا دشوار تھا۔ مسلمانوں کی تعداد قریش کے مقابلے میں ایک تہائی تھی اور قریش کے لوگ نہ صرف آزمودہ کار جنگجو تھے بلکہ ایک خاص مقام جو ان کو حاصل تھا وہ یہ تھا کہ وہ عرب کے سردار بھی مانے جاتے تھے۔ اس لیے ان کو بظاہر نفسیاتی برتری حاصل تھی۔ ایک اور معاملہ یہ تھا کہ مسلمان اپنے شہر سے بہت دور تھے اور ان کو پسپائی کی صورت میں پناہ حاصل کرنا دشوار تھا جبکہ میدانِ جنگ کی صورت حال دیکھتے ہوئے ان کے پاس حملے کے مواقع محدود تھے اور دفاع کے محدود تر۔

اس موقع پر وہ غیبی مدد نازل ہوئی جس کا قرآن میں ایک احسان کے طور پر تذکرہ آیا ہے۔ دو چیزوں سے مسلمانوں کی مدد کی گئی ایک تو اسی رات کو بارش ہو گئی جس سے مسلمانوں کی جانب کا ریتلا حصہ جم کر سخت ہو گیا اور اس پر چلنا پھرنا آسان ہو گیا جب کہ قریش کی جانب کیچڑ ہو گیا۔ ابوالکلام آزاد نے اس نازک موقع کی منظر کشی یوں کی ہے "واٹرلو میں اگر بارش نہ ہوتی تو نپولین کو میدان خشک ہونے کا انتظار نہ کرنا پڑتا اور وہ بلوشر کے پہنچنے سے پہلے ہی ولزلی کو شکست دے دیتا لیکن اس بارش نے یورپ کی تاریخ بدل دی۔ لیکن اگر بدر میں بارش نہ ہوئی ہوتی تو؟"۔ اس سوال کا جواب ڈھونڈنا آسان نہیں ہے۔

دوسرا مسلمانوں پر نیند طاری کر دی گئی تاکہ وہ اگلے دن کا معرکہ تازہ دم ہو کر لڑیں۔ اس دوران میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسلسل اللہ کے سامنے دعاؤں میں مشغول رہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ایک چھپر بنا دیا گیا تھا جہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما تھے اور ابوبکر رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ باڈی گارڈ کے طور پر موجود تھے۔

(جاری ہے)

مجاہد کا زادِ راہ

تمہید: اللہ تبارک و تعالیٰ کا نہایت شکر و احسان ہے کہ اس نے ہمیں مسلمان بنایا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا امتی ہونے کا شرف بخشا اور ان سب نعمتوں کے بعد مجاہد فی سبیل اللہ بھی بنایا۔ بلاشبہ شکر سے نعمتوں میں اضافہ ہوتا ہے اور کفرانِ نعمت غضب اور پکڑ کا سبب ہے۔ صحیح بخاری میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”خبر دار ہو جاؤ! کہ بدن میں ایک ٹکڑا گوشت کا ہے، جب وہ سنور جاتا ہے تو تمام بدن سنور جاتا ہے اور جب وہ خراب ہو جاتا ہے تو تمام بدن خراب ہو جاتا ہے، سنو! وہ ٹکڑا دل ہے!“

بقول ایک اللہ والے بزرگ کے، کہ انسانی معاشرہ بھی انسانی جسم کی طرح ہے۔ جیسے چند چھٹانک کا دِل منوں کے تن و توش کو سنبھالے ہوئے ہوتا ہے بالکل اسی طرح انسانوں کے معاشروں میں بھی چند ہزار افراد کروڑوں انسانوں کے تن و توش کو سنبھالے ہوئے ہوتے ہیں۔ جیسے انسانی جسم میں دل سنور جائے تو پورا جسم سنور جاتا ہے ویسے ہی معاشرے کے وہ افراد جو مل کر دل کا کام کرتے ہیں، ان کے سنورنے سے معاشرہ سنور جاتا ہے۔

مجاہد فی سبیل اللہ ان لوگوں میں شامل ہوتا ہے جو معاشرے کا دل ہوتے ہیں۔ پس مجاہدین کے قلوب سب سے زیادہ اس بات کے مستحق ہیں کہ وہ سنور جائیں۔ یہ قلوبِ مجاہدین سنوریں گے تو پورے اسلامی معاشرے کے قلوب کے سنورنے کا سامان ہو سکے گا۔

مجاہدین کے شیخ، حضرتِ عبد اللہ عزّام شہید رحمۃ اللہ علیہ نے مجاہدین کے قلوب کو سنوارنے کے لیے مختلف تحریرات لکھیں اور تقاریر کیں۔ انہی تحریرات و تقاریر کے اردو مجموعے کا نام ’مجاہد کا زادِ راہ‘ ہے۔ یہ مجموعہ کتابی صورت میں جہادِ افغانستان ضد الروس میں چھپا تھا۔ اس مجموعے میں کچھ اغلاط تھیں۔ ادارہ نوائے افغان جہاد ’مجاہد کا زادِ راہ‘ قسط وار سلسلے کے طور پر ایک بار پھر چھاپ رہا ہے۔ کوشش ہے کہ اس نسخے میں اغلاط کی تعداد کم سے کم ہو جائے۔

انتساب: یہ کاوش مجاہدینِ برِّ صغیر کے ایک مربّی و شیخ، شہید قاری اسامہ ابراہیم غوری رحمہ اللہ کے نام منسوب کی جاتی ہے۔ جنھوں نے مجاہدین کے قلوب کی اصلاح کے لیے بہت سی شمعیں اور بہت سے دیپ جلائے۔ ان کی انتہائی خواہش تھی کہ ’مجاہد کا زادِ راہ‘ ایک بار پھر، اغلاط سے پاک ہو کر چھپے اور اسے مجاہدین کے مراکز میں بطورِ نصاب پڑھا اور پڑھایا جائے۔

گزارش: مجاہدینِ عالی قدر سے خصوصی گزارش کی جاتی ہے کہ وہ اپنے زادِ راہ میں ’مجاہد کا زادِ راہ‘ شامل کر لیں۔ اس کو پڑھیں، اس پر دل و جان سے عمل کریں اور اسی کو حرزِ جاں بناتے ہوئے ایک دوسرے کو نصیحت کریں۔ آپ کو اپنے آپ کو ان مفاسد اور برائیوں سے بچانا ہو گا جو اسلامی معاشرے کو دیمک کی طرح کھا جاتی ہیں کہ آپ اسلامی معاشرے کا دل ہیں اور آپ نے امتِ مسلمہ کے کروڑوں نفوس پر مشتمل تن و توش کو سنبھالنا ہے۔

عزیز مجاہدین! آپ اس نسلِ اولین کی مانند ہیں جس نے اسلام کو دنیا میں پہلی بار نافذ کیا اور جو اصحابِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کہلائے، رضوان اللہ علیہم اجمعین۔

مجاہدینِ عالی قدر! آئیے اپنے آپ کو خامیوں سے پاک کر لیجیے اور اخلاقِ حمیدہ سے متصف، تا کہ اپنی اصلاح ہو اور پھر معاشرے کی تا کہ اللہ پاک کی خوشنودی و رضا کے ہم مستحق بن جائیں۔ آیئے اس انقلابِ عظیم کو برپا کرنے کی محنت میں قلب و ذہن سے بھی، شعوری طور پر بھی شامل ہو جائیں جس کی شام خلافت علی منہاج النبوۃ کا قیام ہے۔ اللہ پاک ہمیں ویسا بنا لیں جیسا اسے اپنے نیک بندوں کو دیکھنا پسند ہے۔ آمین یا ربّ العالمین۔

ع آدمی کے من میں بھی، اک محاذ ہوتا ہے
بس پرائے دشمنوں ہی پہ وار مت کرنا

(ادارہ)

مربی اول کی عظمت کا علم

اس نظام تربیت کو جاننے سے جو ہمیں تیسرا فائدہ حاصل ہوتا ہے، وہ یہ ہے کہ ہمیں نسلِ اولین کے عظیم الشان قائد اور مربی کی عظمت کا احساس ہوتا ہے اور ان صحابہ کرام رضی اللہ عنھم کی عظمت کا احساس ہوتا ہے جنھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات کو عملی جامہ پہنایا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مختصر سی مدت میں ایک ایسی زبردست نسل تیار فرمائی جس میں بہترین قسم کے قائد شامل تھے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر تربیت پانے والے ان لوگوں میں سب سے زیادہ عسکری قائدین تھے۔ اُن کی تعداد کسی بھی دوسرے میدان کے قائدین سے زیادہ ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو نسل تیار کی اُس میں گورنر بھی تھے، سیاستدان[1] بھی تھے، منتظم بھی تھے، معلم بھی تھے، مربی بھی تھے اور قاضی و حاکم بھی۔ اگر ان تمام اوصاف میں سے کوئی شخص کسی ایک بھی صفت سے متصف ہو تو اُس کا نام ہمیشہ زندہ رہنے والوں میں لکھا جاتا ہے تو بھلا اُس شخص کے کیا کہنے جس میں یہ ساری ہی خوبیاں جمع ہوں:

---

[1] یعنی سیاستِ شرعیۃ سے واقف افراد، نہ کہ وہ سیاست جسے آج کل عرفِ عام میں ’سیاست‘ کہا اور سمجھا جاتا ہے۔ (ادارہ)

حُسنِ یُوسف، دمِ عیسیٰ، یدِ بیضا داری
آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

یہ حقیقتاً نبی کی نبوت کی عظمت ہے جیسا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

آیئے! اب ہم اُس پہلی اساس کی طرف لوٹ چلیں جس پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس دین کا عظیم الشان محل قائم کیا تھا۔

پہلی بنیاد

پہلی بنیاد یہ ہے کہ نبی کی تربیت منہاج ربانی سے مربوط رہی اور کسی طور اس سے باہر نہ نکل پائی۔

> لَقَدْ مَنَّ اللّهُ عَلَى الْمُؤمِنِينَ إِذْ بَعَثَ فِيهِمْ رَسُولاً مِّنْ أَنفُسِهِمْ يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَإِن كَانُواْ مِن قَبْلُ لَفِي ضَلالٍ مُّبِينٍ (آلِ عمران:۱۶۴)
>
> "اللہ نے مومنوں کے اوپر بڑا احسان کیا کہ اُن میں خود انہی میں سے ایک رسول بھیج دیا جو اُن پر اُس کی آیتیں تلاوت کرتا، اُن کا تزکیہ نفس کرتا اور انہیں کتاب اور حکمت کی تعلیم دیا کرتا۔ ورنہ اس سے قبل تو وہ کھلی گمراہی میں مبتلا تھے"۔

ان آیات میں بیان ہونے والی کتاب اصل میں قرآن ہے اور حکمت سے مراد ہے سنتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ ان دو چیزوں پر تربیت کا محدود رہنا خود مقصودِ واقعی بھی تھا۔

چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں میں تورات کے اوراق دیکھے تو ناراض ہو کر فرمایا:

> انه والله لوكان موسى حيابين اظهركم ماحل له الا يتبعني
>
> "خدا کی قسم! آج اگر موسیٰ علیہ السلام زندہ ہوتے تو اُن کے لیے بھی میری اطاعت کے سوا کوئی چارہ نہ ہوتا"۔

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کی روایت میں یہ واقعہ یوں ہے :

> والذی نفس محمد بيده لواصبح فيكم موسى ثم اتبعتموه لضللتم انكم حظى من الامم وانا حظكم من النبين۔
>
> "اُس ذاتِ بابرکت کی قسم جس کے قبضے میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی جان ہے۔ اگر موسیٰ علیہ السلام تمہارے درمیان آجائیں اور تم (مجھے چھوڑ کر) اُن کی پیروی کرنے لگ جاؤ تب بھی تم گمراہ ہو جاؤ گے۔ تم اُمتوں میں سے میرا حصہ ہو اور میں نبیوں میں سے تمہارا حصہ ہوں"۔

(امام احمد بن حنبلؒ کی روایت کردہ حدیث سے ایک جزو، از تفسیر ابن کثیرؒ)

اسلام اس منہاجِ ربانی کو زمین میں قائم کرنے کی کوشش کرتا ہے تاکہ زمین میں انصاف قائم ہو سکے، لوگوں کے درمیان حق کو حق ثابت کیا جا سکے اور یہ الوہی اقدار انسانی زندگی میں شامل کی جا سکیں۔

> لَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلَنَا بِالْبَيِّنٰتِ وَاَنْزَلْنَا مَعَهُمُ الْكِتٰبَ وَالْمِيْزَانَ لِيَقُوْمَ النَّاسُ بِالْقِسْطِ (الحدید:۲۵)
>
> "ہم نے واضح آیتوں (نشانیوں) کے ساتھ اپنے رسول بھیجے اور اُن کے ساتھ کتاب اور میزان نازل کی تاکہ وہ لوگوں میں انصاف قائم کر سکیں"۔

یعنی نبوتوں کا مقصدِ وحید محض یہ ہے کہ لوگوں کے درمیان حق کو حق ثابت کیا جائے اور اُن کے درمیان انصاف کا دور دورہ ہو۔ اللہ کے دین کی خاطر افراد اور اشخاص پر یا اُن کی بعض باتوں پر تنقید کرنا اس سے کہیں کم ہے کہ اللہ کا طریقِ دین چھپ کر رہ جائے یا راستہ ٹیڑھا ہو جائے۔

اسی سبب سے رب العزت، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صحابی ابن اُم مکتوم رضی اللہ عنہ سے عدم توجہی برتنے پر خاموش نہ رہے۔ حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُس وقت بھی قریش کے سرداروں کو دینِ مبین کی دعوت دینے میں ہی مشغول تھے۔

میں کہتا ہوں ربّ العزت نے اس واقعے کو نظر انداز کرنا مناسب نہ سمجھا اور اپنے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو سخت تنبیہ کی (ابو یعلی اور ترمذی کی روایت کے مطابق، دیکھیے تفسیر ابن کثیر جلد چہارم ص ۷۳۸) اور اس موقعے پر باقاعدہ ایک سورت نازل کی جس کا نام ہی "عبس" رکھا (یعنی اس نے تیوری چڑھائی) پھر یہ تنبیہ اُس وقت اور شدت اختیار کر گئی جب "کلا" کے الفاظ استعمال کئے گئے۔ "کلا" کا لفظ دھمکی دینے، خبردار کرنے اور ڈرانے کے لیے استعمال ہوتا ہے۔

ایک طرف تو اللہ اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ایسے سخت کلمات استعمال کر رہا ہے اور دوسری طرف سورۂ نساء میں پوری دس آیتیں محض ایک یہودی پر سے زرہ کی چوری کا جھوٹا الزام دور کرنے کے لیے نازل ہو رہی ہیں۔ نیز صرف یہ نہیں کیا جا رہا کہ یہودی پر سے الزام کو دور کرنے کے بعد خاموشی اختیار کی گئی ہو بلکہ اثبات حقیقت کے لیے اور انصاف کو اُس کے صحیح مقام پر پہنچانے کے لیے چوری کی تہمت ایک یہودی سے اُٹھا کر ایک ایسے شخص طعمۃ بن ابیرق پر لگائی جا رہی ہے جس کے اسلام کو سب جانتے ہیں... یہ کیوں؟ محض اس لیے کہ منہاجِ ربانی واضح اور ہر پیچیدگی سے پاک رہے۔

یہ اس سے زیادہ بہتر ہے کہ ہزاروں انسان ایک ٹیڑھے اور بے منزل راستے پر چلتے رہیں۔ اسی لیے ہم کہتے ہیں کہ اس دین کی قیادت 'ربانی قیادت' ہے جو رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم کی شکل اور شخصیت میں اپنی پوری آب و تاب کے ساتھ موجود ہے۔اسی طرح اس کا طریقہ (منہاج) بھی ربانی ہے یعنی کتاب اور سنت۔اور اس کا ہر وسیلہ بھی ربانی ہے چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صلح حدیبیہ کے بعد سیدنا ابو جندل بن سہیل بن عمرو رضی اللہ عنہ اور سیدنا ابو بصیر رضی اللہ عنہ کو قبول کرنے سے انکار کر دیا۔وہ تعذیب اور تفتیش سے فرار ہو کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچے تھے۔لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں واپس لوٹا دیا کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے عہد کو توڑنا نہیں چاہتے تھے۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس معاہدے کا پورا پورا پاس کر کے دکھا رہے تھے جو ابھی کچھ ہی دیر قبل قریش کے ساتھ انجام پایا تھا اور اس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ شرط منظور فرمائی تھی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرار ہو کر اپنے پاس پہنچنے والے ہر شخص کو اہل مکہ کو واپس کر دیں گے۔

دعوتِ اسلامی کے فرزندوں کے لیے بھی لازم ہے کہ وہ اس مسئلے کی طرف بھرپور توجہ دیں۔وہ اکثر جو طریقے اختیار کرتے ہیں وہ ٹیڑھے راستوں کی تعریف میں آتے ہیں۔وہ دعوت کی مصلحت کے نام سے جو اسلوب اختیار کرتے ہیں ہر چند کہ مطلوب و مقصود اس سے منزل انقلابِ اسلامی کا حصول ہے لیکن یہ طریقے بھی غلط طریقے کہلائیں گے۔جب دین کی دعوت دینے والا اپنی دعوت کی مصلحت کی خاطر جھوٹ بولے،جب اپنی دعوت کو صحیح طور پر پیش نہ کر سکے اور لوگوں کی مخالفت کا سامنا ہو تو لوگوں پر ظلم شروع کر دے اور نفاذِ اسلامی کی تحریک کے کارکنوں کو تہمت سے بچانے کے لیے غلط بیانی کرے تو یہ سب بہر حال غلط ہے اور خطرے سے کسی طور خالی نہیں۔یہ واضح طور پر انصاف کے راستے سے انحراف ہے اور تحریک کے ضیاع کا باعث ہے۔

دعوتِ اسلامی کی مصلحت صرف اور صرف اس میں ہے کہ اللہ کی، اس کے نازل کردہ دین کے ذریعے دعوت دی جائے اور اُس کی عبادت کے لیے اُس کا شرعی طریقہ اختیار کیا جائے تاکہ زمین میں عدل و انصاف پروان چڑھ سکے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُواْ كُونُواْ قَوَّامِينَ بِالْقِسْطِ شُهَدَاء لِلّهِ وَلَوْ عَلَى أَنفُسِكُمْ أَوِ الْوَالِدَيْنِ وَالأَقْرَبِينَ إِن يَكُنْ غَنِيّاً أَوْ فَقَيراً فَاللّهُ أَوْلَى بِهِمَا فَلاَ تَتَّبِعُواْ الْهَوَى أَن تَعْدِلُواْ وَإِن تَلْوُواْ أَوْ تُعْرِضُواْ فَإِنَّ اللّهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيراً (النساء:۱۳۵)

”اے ایمان والو !

عدل و انصاف پر قائم رہنے والے بنو۔

اللہ کے سامنے (سچی) گواہی دینے والے بنو خواہ یہ تمہارے ماں باپ کے یا تمہارے رشتہ داروں کے خلاف ہی کیوں نہ (جاتی) ہو۔

وہ (ماں باپ) امیر یا فقیر ہوں تو اللہ بہر حال اُن کی حفاظت کے لیے بہتر ہے۔اپنی خواہش کی پیروی کرتے ہوئے عدل سے روگردانی نہ کرو۔

اور اگر تم توڑ مروڑ کرو گے (یعنی غلط گواہی دو گے) یا (سچی گواہی دینے سے) پہلو بچاؤ گے تو تو اللہ کو تمہارے ہر کام کی خوب خبر ہے“۔

آپ سے کسی دینی بھائی کے بارے میں پوچھا جاتا ہے جو سود کھاتا ہو۔اگر آپ کو اچھی طرح علم ہے کہ واقعی وہ سود کھاتا ہے تو خواہ مخواہ اپنی جان کو تاویلیں گھڑنے اور واضح اور قطعی آیات کو توڑنے مروڑنے کی کوشش میں نہ لگائیں اور محض اپنے ایک داعی دوست کو بچانے کے لیے حرمتِ ربا کے قطعی مسئلے کے بارے میں شکوک پیدا کرنے والے سوال نہ اُٹھائیں۔

دوسری بنیاد

دعوت کو دنیوی فائدوں اور فوری نتیجے کے لالچ سے بالکل علیحدہ رکھنا۔نبی آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے تک مبعوث ہونے والے سارے انبیاء علیہم السلام اسی طریقے پر چلتے رہے۔

وَمَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ إِنْ أَجْرِيَ إِلَّا عَلَى رَبِّ الْعَالَمِينَ (الشعراء:۱۲۷)

”میں اس (خدمت) پر تم سے کوئی اُجرت نہیں مانگتا۔میری اُجرت (اور میرا اجر) تو میرے رب العالمین کے پاس ہے“۔

یہ آیت تمام انبیائے کرام دُہراتے رہے۔سورۂ شعراء میں مختلف انبیاء حضرات نوح، ہود، صالح اور شعیب علیہم السلام کی زبانی تقریباً پانچ بار دُہرائی گئی ہے۔

نفسِ انسانی کسی کو کچھ دے کر بہت خوش ہوتا ہے اور اپنے آپ کو اس دیے جانے والے سے بہت بڑا محسوس کرتا ہے کیونکہ دینے والا ہاتھ (اوپر والا ہاتھ) لینے والے ہاتھ (نیچے والے ہاتھ) سے ہمیشہ بہتر ہوتا ہے۔

الله يغضب ان تركت سواله
وبنی ادم حين يسال يغضب
خدا سے مانگنا چھوڑو تو روٹھے
خدا کے بعد سارے لوگ جھوٹے
کسی سے مانگ کر دیکھو مرے دوست
ملیں گے دیکھنے کو تم کو بوتھے
وہی نظریں چرانے لگ پڑیں گے
جو کل تک نیک طینت نیک خو تھے

نبیوں اور داعیوں کو لوگوں کی دنیا سے بلند و بالا ہونا چاہیے تاکہ لوگ اِن کی دعوت قبول کر سکیں چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دنیاوی اغراض میں اپنے کسی

پیروکار کے احسان مند نہیں تھے۔ انہوں نے کسی کو اسلام قبول کرنے پر کوئی انعام نہیں دیا۔ یا ایمان لانے کے فوری نتیجے کے طور پر کسی کو نہیں نوازا۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم آلِ یاسر رضی اللہ عنہم کے پاس سے گزرتے تو اس کے علاوہ کچھ نہ فرماتے کہ

صبرا آل یاسر فان موغدكم الجنة

"صبر! آلِ یاسر صبر! جنت تمہارا انتظار کر رہی ہے"۔

وہ اُن کو امارت، دنیا، حکومت یا ریاست کے خواب نہیں دکھاتے تھے۔ جب بنی عامر بن صعصعۃ کو دعوت دی گئی تو اُن میں ایک شخص (بحیرہ بن فراس) کھڑا ہو کر کہنے لگا:

"آپ کا کیا خیال ہے اگر ہم آپ کی اطاعت کی بیعت کریں، پھر اللہ آپ کو آپ کے مخالفین کے مقابلے میں کامیاب کر دے تو کیا آپ کے بعد امارت ہمیں مل جائے گی"۔

فرمایا: "امارت تو اللہ کی ہے، وہ جس کو چاہتا ہے دیتا ہے۔"

یہ سن کر انہوں نے ایسے نازک وقت میں بیعت سے انکار کر دیا جب صلی اللہ علیہ وسلم کو اُن سے ایک ایک شخص کی ضرورت تھی۔

اللہ ربّ العزت نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کبھی نہیں بتایا کہ یہ دین اُن کے ہاتھوں سے کامیابی کی منزل کو چھولے گا۔ فرمایا:

فَإِمَّا نَذْهَبَنَّ بِكَ فَإِنَّا مِنْهُمْ مُّنْتَقِمُوْنَ ٥ اَوْ نُرِيَنَّكَ الَّذِىْ وَعَدْنٰهُمْ فَاِنَّا عَلَيْهِمْ مُّقْتَدِرُوْنَ ٥ (الزخرف: ۴۲،۴۱)

"اگر ہم تمہیں (موت کی وادی سے گزار کے) لے گئے تو اُن سے انتقام لینے کے لیے ہم (موجود) ہیں"۔

یا اگر ہم نے آپ کو وہ (منزل) دکھانا چاہا جس کا ہم نے آپ سے وعدہ کر رکھا ہے تو ہم (پھر بھی) اُن پر قادر ہیں۔ (اور ایسا بھی کر سکتے ہیں)"۔

لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خود یہ سمجھتے تھے کہ یہ دین بہر صورت کامیاب ہو کر رہے گا۔ خواہ اس کی کامیابی کو آتے آتے کتنا ہی عرصہ لگ جائے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بیعت عقبہ ثانیہ کے موقع پر انصار سے مخاطب ہو کر فرمایا:

ابایعكم على ان تمنعونى مما تمنعون منه نساء كم وابناء كم قالوا فمالنا يارسول الله ان وفينا بذلك؟ قال:الجنة، قالوا ربح البيع لا نقيل ولا نستقيل۔

میں تم سے اِس بات کی بیعت لے رہا ہوں کہ "تم اُس چیز سے میری حفاظت کرو گے جس سے تم اپنی بیویوں اور بچوں کی حفاظت کرتے ہو"۔ اُنہوں نے عرض کیا: "یارسول اللہ! اگر ہم نے وفا کی تو کیا (انعام) ملے گا"۔ فرمایا: "جنت!" انہوں نے کہا: "سودا پکا (منافع بخش) ہوا۔ اب ہم نہ آپ کو پیچھے ہٹنے دیں گے نہ خود پیچھے ہٹیں گے"۔

جو لوگ زمین میں اللہ کا نظام قائم کرنا چاہتے ہیں انہیں یہ مسئلہ خوب اچھی طرح سمجھنا چاہیے کہ دعوتوں کے لیے صرف مجرد لوگ مناسب ہوتے ہیں۔ ورنہ دعوت ایک سیڑھی بن کر رہ جاتی ہے جس پر سے منافع خور اوپر چڑھ آتے ہیں اور تاجر اُسے تجارت کے لیے استعمال کرنے لگتے ہیں۔ اُن کو یہ بھی سمجھنا چاہیے کہ اہلِ اقتدار اور اہلِ دولت کے سامنے ہاتھ پھیلانے سے اُن کی دعوت کی قدر و قیمت ان لوگوں کی نظروں میں کم ہو جاتی ہے اس طرح جہاں وہ ایک طرف حکمرانوں اور امیروں کے دِلوں سے نکل جاتی ہے، وہاں فقیروں کے دلوں میں بغض بھی بھر جاتا ہے۔ اسی وجہ سے سارے مصلحین امت ہمیشہ حاکموں اور اصحابِ جاہ لوگوں سے ہمیشہ دور رہے ہیں۔ وہ کہتے ہیں:

شر العلماء اربهم من الامراء، وشرالامراء ابعدهم عن العلماء۔

"بُرے ترین علما وہ ہیں جو امیروں سے زیادہ سے زیادہ قریب ہیں اور بُرے ترین حکمران وہ ہیں جو علما سے دُور ہیں"۔

ابن مبارکؒ کہتے ہیں:

یا جاعل الدين له بازيا
يصطار اموال السلاطين

سلطانوں کے اموال کے لالچ میں
دین کو کھونٹے سے لٹکانے والا ہے
دیکھیں کون شکار ہے، کون شکاری ہے
کون ہے، کس کے دام میں آنے والا ہے

جب اللہ جل شانہ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو ابتلاء سے دوچار کیا تو انہوں نے صبر کیا۔ اس طرح اللہ نے اُن کے دلوں کو لالچ اور بے صبری سے پاک پالیا اور جان لیا کہ خواہ کچھ ہو جائے انہیں دنیا میں اپنی جزا مطلوب ہی نہیں ہے۔ وہ ہر صورت میں دین کو اپنے ہاتھوں غالب ہوتا دیکھنا چاہتے ہیں اور اس کے لیے ہر ہر مصیبت برداشت کرنے اور صبر کرنے پر تیار ہیں۔ اُس نے جان لیا کہ اب یہ اُس کی شریعت کے امین بننے کے قابل ہو گئے ہیں چنانچہ اُس نے زمین میں اُن کو اقتدار بخشا اور انہیں یہ عظیم امانت سونپ دی۔

(جاری ہے ان شاء اللہ)

☆☆☆☆☆

امریکہ اور دیگر غاصب افواج افغانستان سے نکل جائیں

عید الفطر کی مناسبت سے عالی قدر امیر المومنین شیخ الحدیث مولوی ہبۃ اللہ اخندزادہ حفظہ اللہ کا پیغام

بسم اللہ الرحمن الرحیم

إن الحمد لله نحمده ونستعينه ونستغفره،ونعوذ بالله من شرور أنفسنا ومن سيئات أعمالنا،من يهده الله فلا مضل له،ومن يضلل فلاهادي له، وأشهدأن لا إله إلا الله وحده لا شريك له،وأشهد أن سيدناونبينا محمداً عبده ورسوله،صلى الله عليه وسلم،وعلى آله وأصحابه،ومن سار على نهجه وتمسك بسنته إلى يوم الدين. وبعد!

قال اللہ تعالیٰ: وَلَمَّا رَأَى الْمُؤْمِنُونَ الْأَحْزَابَ قَالُوا هَٰذَا مَا وَعَدَنَا اللَّهُ وَرَسُولُهُ وَصَدَقَ اللَّهُ وَرَسُولُهُ وَمَا زَادَهُمْ إِلَّا إِيمَانًا وَتَسْلِيمًا(الاحزاب:۲۲)

قابل احترام مسلمانو، مومن ہم وطنو اور مجاہدین!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

سب سے پہلے آپ حضرات کو عید سعید الفطر کی مبارک باد پیش کرتا ہوں۔

عید مبارک ہو! اللہ تعالیٰ آپ کے روزے، عبادات اور تمام اعمالِ حسنہ قبول فرمائیں، آمین۔

عید کی خوشیوں میں حالیہ جہادی فتوحات کی مبارک باد بھی پیش کرتا ہوں۔ الخندق آپریشن کے آغاز سے افغانستان کے مختلف علاقوں میں متعدد ضلعی مراکز اور وسیع علاقے مجاہدین کے ہاتھوں فتح ہو چکے ہیں۔ الحمد للہ۔ اللہ تعالیٰ نے امارت اسلامیہ کو دشمن کے حملوں کے خلاف ثبات اور استقامت نصیب فرمائی۔ جارح امریکہ کی ظلم و درندگی سے بھرپور پالیسی ناکام بنا دی ہے۔ اللہ تعالیٰ مومن عوام اور مجاہدین کی جدوجہد، قربانی اور تمام شہدا کی شہادتوں کو قبول فرمائیں۔ زخمیوں کو شفائے کاملہ و عاجلہ اور قیدی مجاہدین کو نجات اور آزادی عطا فرمائیں۔ آمین یارب العالمین

مسلمان بہن بھائیو!

استعمار کے خلاف ہمارا جہاد دین، عقل اور انسانی قوانین کے تمام معیارات پر پورا اترتا ہے۔ ہمارے مقصد کا خلاصہ یہ ہے کہ ہماری مسلم قوم اپنے اسلامی نظریے کے مطابق اسلامی نظام کے زیر سایہ آزادانہ زندگی گزار سکے، مگر وقت کے جابر امریکی طاغوت اور اس کے حواری چاہتے ہیں کہ وہ ہم پر اپنا نظریہ مسلط کر دیں۔ ہمارے خطے کو ایک فوجی اڈے کے طور پر استعمال کرے۔ ہم سے زندگی کا بنیادی حق 'آزادی' چھین لے۔

امریکہ افغانوں کو کچلنے میں کسی ظلم اور قساوت قلبی سے دریغ نہیں کرتا۔ ہمارے گاؤں، شہروں، مساجد، مدارس اور دیگر تقریبات پر بم باری کی جاتی ہے۔ شہریوں کو قتل کیا جاتا ہے۔ انہیں گھر بار چھوڑنے پر مجبور کیا جا رہا ہے۔ ہزاروں افغانی عقوبت خانوں میں وحشت ناک تشدد کا سامنا کر رہے ہیں۔ استعمار نے خود کو ہر قسم کی عدالتی کارروائی سے مستثنیٰ قرار دے کر رکھا ہے۔ جس سے کوئی پوچھ گچھ نہیں کر سکتا۔ علاوہ ازیں استعمار افغانستان میں فتنہ، بداخلاقی، تعصب اور تنازعات کو بھی جنم دینا چاہتا ہے۔ ہمارے خطے کے قیمتی ذخائر لوٹے جا رہے ہیں۔ اپنے استعماری اہداف کے حصول کے لیے یہاں نئے جنگی گروہوں کو منظم کر رہا ہے۔ اس کی کوشش ہے کہ ہمارے ملک کو تمام خطے اور ہمسائیہ ممالک کے خلاف ایک مخالف محاذ کے طور پر استعمال کرے۔ اگر امریکی استعمار کی اس خطرناک پالیسی کو نافذ العمل ہونے کے لیے چھوڑ دیا جائے تو تمام خطہ اور خاص کر افغانستان اور افغان عوام ایسے مسائل اور رنجشوں میں الجھ جائیں گے، جن سے نجات کا کوئی راستہ نہیں ہوگا۔

ان تمام مصائب سے چھٹکارے کا واحد حل یہ ہے کہ امریکہ اور دیگر غاصب افواج افغانستان سے نکل جائیں۔ یہاں افغان عوام کی امنگوں کے مطابق اسلامی اور خودمختار نظام قائم ہونے دیا جائے۔ ہمارا جہاد اسی ہدف کے لیے شروع ہوا ہے اور اسی مقصد تک پہنچنے کے لیے ہم نے مسلح جہاد کے ساتھ ساتھ افہام و تفہیم اور مذاکرات کے دروازے بھی کھلے رکھے ہیں۔ اس سلسلے میں امارت اسلامیہ کا قطر میں موجود سیاسی دفتر واحد ذریعے کے طور پر سرگرم عمل ہے۔

اگر امریکی حکام افغان تنازع کے پرامن حل پر یقین رکھتے ہیں تو انہیں براہ راست مذاکرات کی میز پر آنا چاہیے۔ تاکہ جارحیت کے اس المیے کو ختم کیا جا سکے، جس کا بڑا نقصان افغان اور امریکی عوام کو پہنچ رہا ہے۔

امریکی حکام کی بڑی غلط فہمی یہ ہے کہ وہ ہر معاملے میں طاقت کا استعمال عمل میں لاتے ہیں۔ جب کہ ہر جگہ طاقت نتیجہ خیز ثابت نہیں ہوتی۔ ہمیں بطور ایک مسلمان یہ حق حاصل ہے کہ ہر ممکن جائز طریقے سے غاصبوں کو اپنے ملک سے نکال کر دم لیں۔ اگر کل برطانوی استعمار اور سوویت یونین کے خلاف ہمارا جہاد جائز اور برحق تھا تو آج امریکی قبضے کے خلاف بھی ہمارا جہاد ویسے ہی جائز اور برحق ہے۔ اس بات کی کوئی تک نہیں ہے کہ کل کی بیرونی جارحیت کو ناجائز اور آج کی جارحیت کو تسلیم کر لیا جائے۔

دنیا اور افغانستان کے علمائے کرام کو میرا خصوصی پیغام یہ ہے کہ امریکہ اور اس کے حواری دیگر تمام شعبوں میں شکست کھا چکے ہیں، اب وہ کوشش کر رہے ہیں کہ علمائے کرام کے نام سے ناجائز فائدہ اٹھایا جائے۔ ان کی حیثیت اور بے داغ تاریخ داغ دار کر دی جائے۔ مومن عوام کے دلوں اور ذہنوں سے ان کا مقام اور وقار ختم کر دیا جائے۔ علمائے کرام کو بہت ہشیار رہنا چاہیے۔ خدانخواستہ دشمن کسی بھی ملک میں منعقد اجلاس میں ان کی شرکت سے ناجائز فائدہ نہ اٹھالے۔ یقیناً اس کا نقصان سرزمین اسلام کی آزادی کی کے لیے کی جانے والی کوششوں کو پہنچے گا۔ کیوں کہ دشمن اس جہاد کو افغانستان کی باہمی خانہ جنگی باور کرانا چاہتا ہے۔

اے افغان مجاہد عوام!

غاصب دشمن تمہارے مقابلے کے ہر محاذ پر شکست سے دوچار ہے۔ دشمن نے صرف میڈیا کے ذریعے مجاہدین کے خلاف پروپیگنڈے کے سلسلے کو ہوا دی ہے۔ وہ کبھی مجاہدین کو دہشت گرد کہتا ہے۔ کبھی ان کی برحق دفاعی مزاحمت کو مختلف غلط اور بے بنیاد نام دیتا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ مجاہدین تمہارے بھائی اور بیٹے ہیں۔ تمہارے دین اور ملک کے محافظ ہیں۔ اگرچہ دشمن کا حامی میڈیا جو بھی کہتا رہے، مگر تمہیں تو حقیقت بخوبی معلوم ہے۔ اس لیے دشمن کے پروپیگنڈے پر یقین مت کریں۔ اپنے حواس اور علم پر اعتماد کریں۔

امارت اسلامیہ صرف یہ چاہتی ہے کہ آپ کی زندگی قرآن کریم کی ہدایات سے منور ہو جائیں۔ معیاری تعلیم، شرعی نظام، آزادی، وقار، سربلندی اور پرامن زندگی میسر ہو جائے۔ آئندہ نسلیں کفریہ جارحیت کے تباہ کن اثرات سے محفوظ رہ سکیں۔ ہم دینی اور عصری علوم کو افغان معاشرے کی کامیابی کے لیے ضروری سمجھتے ہیں۔

ہم نے اللہ تعالیٰ کی نصرت سے اپنے زیر کنٹرول علاقوں میں مثالی امن و امان قائم کیا ہے۔ حسب توفیق و امکانات عوام کے آرام، تعلیم اور ترقی کے لیے اقدامات کیے ہیں۔ مستقبل کے بارے میں اہل وطن کو تسلی دیتے ہیں کی ان شاء اللہ ملک کا مستقبل دین کی روشنی اور آزادی کے نور سے جگمگائے گا۔ امارت اسلامیہ کی کوشش ہے کہ افغان عوام اپنے پاؤں پر کھڑے ہو جائیں۔ عوام کو روزگار ملے۔ مقامی معیشت ترقی کرے۔ عوام کو اپنے ہی ملک میں رزق حلال کمانے کے امکانات میسر ہو جائیں۔ ہم تمام مالی طور پر مستحکم حضرات، تاجر اور کاروباری برادری کو متوجہ کرتے ہیں کہ تمام افغانستان خاص کر مجاہدین کے زیر کنٹرول علاقوں میں زراعت اور اس سے متعلقہ امور کو ترقی دیں۔ کارخانوں کا قیام اور فیکٹریوں کی تنصیب عمل میں لائیں۔ امارت اسلامیہ ان کے ساتھ ہر قسم کا تعاون کرے گی۔

امارت اسلامیہ کے نزدیک شہری نقصانات کا موضوع بہت اہم اور بنیادی معاملہ ہے۔ وہ اپنے عوام کو تسلی دیتی ہے کہ شہری نقصانات کی روک تھام کے لیے بھرپور کوشش کی جا رہی ہے۔

اسلام میں بے گناہ مسلمان کا قتل شرک کے بعد دوسرا عظیم گناہ ہے۔ کوئی اہل ایمان نہیں چاہتا کہ اس سے ایسا گناہ سرزد ہو۔ امارت اسلامیہ کے مجاہدین نے اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر جہاد کی پرمشقت زندگی قبول کی ہے۔ وہ کبھی بھی شعوری طور پر ایسا کام نہیں کرتے، جو اللہ تعالیٰ کی سخت ناراضی کا سبب بنتا ہو۔ البتہ شہری ہلاکتوں کے معاملے میں حقیقت یہ ہے کہ ایسے بیشتر سانحات استعمار یا اس کے گروہوں کی جانب سے جان بوجھ کر پیش آتے ہیں۔ اس سے استعمار کا مقصد یہ ہے کہ جہادی کارروائیوں کو کمزور اور بدنام کیا جا سکے۔ استعمار ہی شہری ہلاکتوں کے مرتکب افراد کی فنڈنگ کرتا ہے۔ عوام کو ہشیار رہنا چاہیے کہ ہر حادثے کی گہرائی پر گہری نظر رکھا کریں۔ دشمن کے پروپیگنڈے کا شکار نہ ہوں۔

ہم دشمن کی صفوں میں موجود فوجیوں، عوام، حکام اور تمام کارکنوں کو یہ پیغام دیتے ہیں کہ تم اسی سرزمین اور عوام کے فرزند ہو۔ تمہارے آباؤ اجداد مسلمان اور قرآن و اسلام کے پیروکار تھے۔ آپ کے لیے کسی طور جائز نہیں کہ اپنے مجاہد عوام کے خلاف ان غاصبوں کے زیر کمان لڑو۔ وہ ہمارے اسلام اور قرآن کے شدید دشمن ہیں۔ انہوں نے ہمارے ملک پر قبضہ کر رکھا ہے۔ وہ ہمارے عوام پر مظالم ڈھا رہے ہیں۔

تمہارے خلاف ہماری مخالفت صرف اسی وجہ سے ہے۔ اگر تم استعمار کی حمایت سے دست بردار ہو جاؤ تو ہمارے بھائی قرار پاؤ گے۔ جس طرح مجاہدین افغانستان کے طول و عرض میں دشمن کی صفوں سے علیحدہ ہونے والے فوجیوں کو خوش آمدید کہتے ہیں، ان کے جنگی قیدیوں کا علاج اور حفاظت کرتے ہیں، وہ تمہیں بھی جان و مال کا امن دیں گے۔ امریکی حمایت میں قتل ہونے سے پہلے آپ بھی اپنی دنیوی و اخروی نجات کے لیے غور و فکر کریں۔ بہتر یہ ہے کہ خود کو استعمار کی صف سے علیحدہ کر لیں۔

امریکہ کی جانب سے اپنا سفارت خانہ بیت المقدس شہر میں منتقل کرنا وہ اقدام ہے، جس نے اسلام، امت مسلمہ اور اسلامی شعائر سے امریکی حکام کی دشمنی مزید واضح کر دی ہے۔ ہم اس اقدام کی پرزور الفاظ میں مذمت کرتے ہیں۔ مسلمانوں کے قبلہ اول (مسجد الاقصیٰ) کے تنازع کو امت مسلمہ کا تنازع سمجھتے ہیں۔ بیت المقدس شہر کو عالم اسلام کا ناقابلِ قطع حصہ سمجھتے ہیں۔

آخر میں مجاہدین اور مقامی عہدے داروں کو ہمارا یہ پیغام ہے کہ اپنی ذمہ داریاں احسن طریقے اور بھرپور اخلاص سے ادا کریں۔ افغانستان کے جن علاقوں میں مجاہدین کی انتظامی سرگرمیاں جاری ہیں، وہاں مجاہدین کے لیے بڑی آزمائش یہ ہے کہ کیا وہ اب بھی دین کے مطابق عوام کی خدمت کرتے اور اسلامی عدالت کے احکام کی تعمیل کرتے ہیں؟!

ہم سب اللہ تعالیٰ کے ہاں جواب دہ ہیں، ہر کسی سے اس کی ذمہ داری اور ماتحت رعایا سے متعلق پوچھ گچھ ہو گی۔ اللہ تعالیٰ خبیر اور ہر چیز کے جاننے والے ہیں۔ ہمارا معاملہ اللہ تعالیٰ سے ہونا چاہیے۔ ہم صرف اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر مخلوق کی خدمت احسن طریقے سے انجام دیں۔ عوام کے معاملات میں ساتھ حسن سلوک، نرم اخلاق، تواضع اور حلم کو اپنی عادت بنانا چاہیے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ سے فرمایا:

إتق الله حيثما كنت، إتبع السيئة الحسنة تمحها و خالق الناس بخلق حسن. رواه ترمذي۔وقال: حديث حسن.

(بقیہ: صفحہ ۵۷ پر)

تل ابیب بھی مسلمانوں کی سرزمین ہے!

شیخ ایمن الظواہری حفظہ اللہ

اپنا سفارت خانہ تل ابیب سے بیت المقدس منتقل کرنے کے امریکی فیصلے پر بہت ہنگامہ اور شور و غل ہوا۔ فلسطین کو بیچ کھانے والوں نے اور امت مسلمہ کے غدار اور مغرب کے ایجنٹ ممالک نے اس پر تبصرہ کیا کہ یہ معاہدوں کی خلاف ورزی اور متکبرانہ عمل ہے۔

میں فلسطین کو بیچ کھانے والوں سے مخاطب نہیں ہوں اور نہ ہی ان ممالک سے جو صرف لفظوں کی حد تک اسلام اور مسلمانوں کا دفاع کرتے ہیں۔ میں ہر معزز اور آزاد مسلمان سے مخاطب ہوں اور میں ان سے کہتا ہوں کہ ہتھیاروں کی جنگ سے قبل ہمیں شعور کی جنگ لڑنی ہے۔ ہمیں دجل و فریب سے خود کو آزاد کرنا ہو گا۔ ہمیں دوست اور دشمن کے فرق کو ملحوظ رکھنا ہے اور انہیں باہم خلط ملط نہیں کرنا، دشمن کے سازشی منصوبوں کو سمجھنا ہو گا اور ان کے آگے ہر گز نہیں جھکنا۔

میں اپنے مسلمان اور مجاہدین بھائیوں اور علمائے حق کی اس طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ سارے مسلم ممالک جو اقوام متحدہ کے رکن ہیں، انہوں نے اقوامِ متحدہ کا منشور تسلیم کر کے اسرائیل کو بھی تسلیم کر لیا ہے۔ کیونکہ اقوامِ متحدہ اپنے تمام رکن ممالک، بشمول اسرائیل، کی سرحدی لائن کو تسلیم کرتا ہے اور ان کا احترام کرتا ہے۔ اور تمام رکن ممالک کو ایک دوسرے کی سرحدی اور علاقائی پٹی کو تسلیم کرنے اور اس کا احترام کرنے کا بھی پابند بناتا ہے۔ یہی منشور رکن ممالک کو اپنے فیصلے شریعت کے بجائے سیکورٹی کونسل اور جنرل اسمبلی سے کرانے کا پابند بناتا ہے۔ اسی منشور کے تحت ۱۹۴۷ء میں اسرائیل کے قیام کو قانونی جواز فراہم کیا گیا تھا۔

بہت سے ملکوں نے اسرائیل کے ساتھ سرکاری اور ذاتی روابط قائم کر لیے اور تل ابیب اور بیت المقدس کو اس کا دارالحکومت بنتے دیکھنا چاہتے تھے، باوجود اس کے کہ یہ اسلامی سرزمین ہے۔

شریعت کی حکمرانی سے کنارہ کشی کرنے اور مغرب کو خوش کرنے کی پالیسی کا نتیجہ دین و دنیا کے خسارے کی صورت میں ہی نکلتا ہے۔

میرے مسلمان بھائیوں! ٹرمپ نے جدید صلیبی جنگ کا چہرا واضح طور پر دکھا دیا ہے، جو نہ پیچھے ہٹے گا اور نہ ہی مفاہمت میں یقین رکھتا ہے۔ صرف دعوت و جہاد ہی سے اس کا مقابلہ کیا جا سکتا ہے۔

قائدین جہاد اور شیخ اسامہ رحمہ اللہ نے اس حقیقت کو جان لیا تھا کہ امریکہ موجودہ دور کا ہبل بت ہے اور مسلمانوں کا صفِ اول کا دشمن ہے۔ شیخ اسامہ رحمہ اللہ نے قسم کھائی تھی کہ امریکی چین سے رہنے کا خواب نہ دیکھیں جب تک فلسطینی مسلمان سکھ کا سانس نہیں لیتے اور حرمین شریفین سے کفار کی افواج نکل نہیں جاتی۔

تو یہ جہاد و قتال فی سبیل اللہ ہی کا راستہ ہے جس کے ذریعے فلسطین اور دوسرے تمام مقبوضہ مسلم علاقوں کو آزاد کیا جا سکتا ہے اور اسی کے ذریعے شریعت اور خلافت کا قیام ہو گا۔ اس کے علاوہ باقی راستے اور طریقے ناکارہ ثابت ہوں گے اور دنیا و آخرت کے خسارے کی منزل پر آکر رکیں گے۔

ہمیں فلسطین سمیت تمام مقبوضہ مسلم علاقوں کو آزاد کرانا ہے اور ظلم و استبداد پر مبنی اس عالمی مجرمانہ نظام سے بے زاری کا اعلان کرنا ہے۔ ہمیں کلمۂ توحید پر متحد ہو کر ایک امت بن کر دعوت و جہاد کی یہ جنگ لڑنی ہے۔ ہمیں مختلف گروہوں میں نہیں بٹنا جو بڑے بڑے مجرموں کے آگے گھٹنے ٹیک دیتے ہیں۔

تمام تعریفیں اللہ ہی کے لیے جو تمام جہانوں کا رب ہے اور درود و سلام ہوں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر اور ان کی آل پر اور اصحاب پر۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

☆☆☆☆☆

مسلمان عوام کے ساتھ ہمارا طرزِ عمل اور ان سے متعلق ضوابط

1. مسلمان عوام ہمارے بھائی ہیں۔ ان کی جان و مال اور عزت و آبرو کی حفاظت کو ہم خود پر عائد فرض سمجھتے ہیں۔ چنانچہ ان کی عزت، جان اور ان کے گناہ گاروں تک کے اموال ہم اپنے لیے حرام سمجھتے ہیں اور انہیں ان کے حقوق کی ادائیگی کی مکمل یقین دہانی کراتے ہیں۔
2. ہم یا ہم سے منسلک کسی ساتھی سے خدانخواستہ اگر کسی بھی مسلمان کے حق میں کوئی زیادتی واقع ہو جائے تو ہم خود کو شرعی محاکمے کا پابند سمجھتے ہیں۔
3. مسلمانانِ برصغیر کا حکومتی اور غیر حکومتی مظالم سے دفاع ہم اپنی ذمہ داری سمجھتے ہیں اور مجاہدین کو یہ ذمہ داری حسبِ استطاعت نبھانے کی تلقین کرتے ہیں۔
4. مسلمان عوام کے ساتھ ہمارا تعلق محبت و بھائی چارگی کا ہے۔ ہم دعوت و اصلاح اور امر بالمعروف و نہی عن المنکر کے ذریعے انہیں دین کی طرف راغب کرنے، ان میں موجود غیر شرعی امور کی اصلاح کرنے اور انہیں قافلۂ جہاد میں شامل کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔
5. چونکہ علماء ہی اس امت کی اصل قیادت ہیں، انہی کے ذریعے معاشروں کی اصلاح، تعلیم و تربیت کا کام سرانجام پاتا ہے، چنانچہ ہم انہی کے گرد لوگوں کو جوڑ کر معاشرے میں علماء کی قدر و اہمیت کو بڑھانا اور ان کے کردار کو مؤثر بنانا چاہتے ہیں۔

[جماعۃ قاعدۃ الجہاد برصغیر کے 'لائحہ عمل' سے اقتباس]

سرزمینِ حرمین کی پکار

شیخ حمزہ بن اسامہ بن لادن حفظہ اللہ

الحمد لله الكريم الذي أسبغ نعمه علينا باطنةً وظاهرةً، العزيز الذي خضعت لعزّته رقاب الجبابرة،وأشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له شهادةً نرجو بها النجاة في الدار الآخرة، وأشهد أنّ محمدًا عبده ورسوله صلى الله عليه وعلى آله وصحبه وسلّم تسليمًا كثيرًا

تمام دنیا میں بسنے والے اہلِ ایمان بھائیوں اور بالخصوص جزیرۃ العرب کے مسلمانوں کے نام!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

گزشتہ نشست میں ابن سعود کی صلیبیوں سے وفاداری کے متعلق بتایا گیا کہ کیسے وہ مسلمانوں کے خلاف لڑا، عثمانیوں سے عداوت رکھی، ان پر حملہ کیا، عہد وپیماں اور معاہدے کی خلاف ورزی کی اور انہیں توڑ ڈالا اور برطانیہ سے ہاتھ ملالیا۔

ابن سعود نے برطانیہ کے ساتھ العقیر کے معاہدے کیے۔ان معاہدوں کی شقیں (articles) کفار کے حق میں اور مسلمانوں کے صریح خلاف تھیں۔ان معاہدوں کے ذریعے ملک کو صلیبیوں کے حوالے کیا گیا کہ وہ اسے بالواسطہ (Indirectly) چلاتے رہیں۔

ان معاہدوں کا ایک نمونہ یہاں دیا جارہاہے۔العقیر (Al Uqair) کا پہلا معاہدہ ۱۳۳۲ھ بمطابق ۱۹۱۴ء کو ہوا۔ جس میں عبد العزیز نے برطانیہ کو عثمانیوں کے خلاف ہر قسم کی ممکنہ مدد کی یقین دہانی کروائی۔ بدلے میں برطانیہ نے عبد العزیز کو کسی بھی بیرونی خطرے سے محفوظ رکھنے کا وعدہ کیا۔

دوسرا معاہدہ دارائن کنونشن (Darayn Convention) کا معاہدہ تھا جو ۱۳۳۴ھ بمطابق ۱۹۱۵ء کو ہوا۔اس میں برطانیہ کے وفد کا سربراہ 'سر پرسی کوکس' اور سعودی وفد کا سربراہ ابن سعود تھا۔دونوں ملکوں کے وفد ایک دوسرے سے تعلقات مضبوط بنانے پر زور دیا۔

آیئے اس کنونشن کے معاہدے کے اہم نکات پر نظر ڈالتے ہیں:

۱۔برطانیہ نے ابن سعود کے زیرِ حکومت علاقوں کو تسلیم کیا اور ابن سعود کو ایک آزاد حکمران اوراس کے قبائل کا مطلق العنان سردار کے طور پر تسلیم کیا۔ابن سعود کے بیٹے اس کے تخت وتاج کے وارث ہوں گے اور وہ کسی بھی صورت میں برطانیہ کی مخالفت نہیں کریں گے بالخصوص اس معاہدے کی تو قطعی نہیں!

صاف لفظوں میں یہ کہ برطانیہ کو ہمیشہ راضی رکھنا ہوگا! جب کہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ کا فرمان ہے:

وَلَنْ تَرْضٰى عَنْكَ الْيَهُوْدُ وَلَا النَّصٰرٰى حَتّٰى تَتَّبِعَ مِلَّتَهُمْ (البقرۃ:۱۲۰)

"اور تم سے یہود ونصاریٰ کبھی راضی نہیں ہوں گے یہاں تک کہ تم ان کے مذہب کی پیروی نہ کرلو"۔

۲۔اگر کوئی ملک 'ابن سعود کے زیرِ حکومت کسی علاقے پر حملہ کرتا ہے تو برطانیہ ابن سعود سے مکمل تعاون کرے گا۔

معاہدے کی یہ شق مسلمانوں ہی کے خلاف تھی کیونکہ اس کا بنیادی مقصد خلافتِ عثمانیہ سے لڑتے وقت برطانیہ کی مدد ساتھ ہونا تھا۔جب کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الْيَهُوْدَ وَالنَّصٰرٰٓى اَوْلِيَاۗءَ ۘ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَاۗءُ بَعْضٍ ۭ وَمَنْ يَّتَوَلَّهُمْ مِّنْكُمْ فَاِنَّهٗ مِنْهُمْ (المائدۃ:۵۱)

اے ایمان والو! یہود ونصاریٰ کو دوست نہ بناؤ یہ ایک دوسرے کے دوست ہیں اور تم میں سے جو ان کو دوست بنائے گا وہ انہی میں شمار ہوگا"۔

۳۔ابن سعود 'کسی بھی ملک سے تعلقات قائم کرنے اور معاہدے کرنے سے گریز کرے گا اوراس کے زیر تسلط کسی بھی علاقے کی طرف سے اگر ایسا کوئی اقدام کیا گیا تو فوراً برطانوی حکومت کو آگاہ کیا جائے گا۔

یوں ابن سعود نے اپنی سرحد کے پار امت مسلمہ سے اپنی وفاداری ختم کرلی اور خود کو صلیبیوں کا نمائندہ اور وفادار بنالیا۔جب کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

وَالْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنٰتُ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَاۗءُ بَعْضٍ (التوبہ:۷۱)

اور مومن مرد اور مومن عورتیں ایک دوسرے کے دوست ہیں"۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "اللہ ہی کے لیے دوستی اور اللہ ہی کے لیے دشمنی کرو"۔

۴۔ابن سعود 'برطانیہ کی رضامندی کے بغیر اپنے زیرِ تسلط کسی بھی علاقے کو نہ بیچے گا، نہ تقسیم کرے گا، نہ دست بردار ہوگا اور نہ ان میں سے کسی علاوے میں کسی دوسرے ملک یا اس کے شہری کو کوئی مراعات دے گا۔

چنانچہ ابن سعود نے ملک کو سونے کی پلیٹ میں رکھ کر کفار کے ہاتھوں میں دیا۔اوراس پر مزید یہ اقرار نامہ کہ جو علاقے ابن سعود کے قبضہ میں ہیں وہ دراصل برطانوی حکومت کی ملکیت ہیں اور برطانوی حکومت ان علاقوں سے متعلق جو چاہے فیصلے کرسکتی ہے۔

ابن سعود نے اعلان کیا کہ وہ برطانیہ کے ساتھ ہے اور وعدہ کیا کہ وہ برطانیہ کے کسی بھی اتحادی پر حملہ نہیں کرے گا اور اس کے کسی بھی دشمن کی مدد نہیں کرے گا۔

برطانیہ نے یہ معاہدہ طے پاجانے کے بعد عبد العزیز کو ایک ہزار رائفلز اور بیس ہزار پاؤنڈ دیے۔اور ماہانہ پانچ ہزار پاؤنڈ کے برابر سونا دینے اور رائفلز اور مشین گن سے لدا بحری جہاز دینے کا وعدہ کیا۔

(بقیہ: صفحہ ۳۲ پر)

ایمان اور کفر... قرآن و سنت کی روشنی میں

حضرت مفتی محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ

مسئلہ تکفیرِ اہلِ قبلہ:

جو لوگ ایمان و اسلام کا اظہار کرتے ہیں اور نماز، روزہ وغیرہ کے پابند ہیں، مگر اسلام کے کسی قطعی اور یقینی حکم میں تاویلاتِ باطلہ کر کے تصریحاتِ کتاب و سنت اور اجماعِ امت کے خلاف اس کا مفہوم بدلتے ہیں، ان کو کافر و مرتد قرار دینے پر دوسرا سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ یہ لوگ کلمہ گو اہلِ قبلہ ہیں، اور اہلِ قبلہ کی تکفیر باتفاقِ امت ممنوع ہے۔ اس لیے ضروری ہے کہ اس جگہ اہلِ قبلہ کے مفہوم کو واضح کیا جائے۔

اصل اس باب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دو حدیثیں ہیں۔ ایک وہ جو بخاری و مسلم میں اطاعتِ امراء کے بارے میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے منقول ہے، اس کے الفاظ یہ ہیں:

> من شهد ان لا اله الاالله واستقبل قبلتناوصلّٰى صلٰوتنا واكل ذبيحتنافهو مسلم، الاَّ ان تروا كفراً بواحاً عندكم من الله فيه برهان

> ”جو شخص لا الہ الا اللہ کی شہادت دے اور ہمارے قبلہ کا استقبال کرے اور ہماری نماز پڑھے اور ہمارا ذبیحہ کھائے تو یہی مسلمان ہے، مگر یہ کہ دیکھو تم کفرِ صریح، تمہارے پاس اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس میں دلیل ہو“۔

اور دوسری روایت ابو داؤد، کتاب الجہاد میں ہے، جس کا متن یہ ہے:

> عن انس قال:قال رسول الله صلى الله عليه وسلم :ثلاث من اصل الايمان:الكف عمن قال لااله الاالله ،ولاتكفره بذنب، ولا تخربه من الاسلام بعمل

> ”حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: تین چیزیں اصل ایمان ہے، رکنا اس شخص سے جو لا الہ الا اللہ کہے، اور نہ تکفیر کرو اس کی کسی گناہ کے سبب، اور نہ اسے خارج از اسلام قرار دو کسی عمل کے سبب“۔

اس میں سے پہلی حدیث میں تو ختمِ کلام پر خود ہی تصریح کر دی گئی ہے کہ کلمہ گو کو اس وقت تک کافر نہ کہا جائے گا جب تک اس سے کوئی قول یا فعل موجبِ کفرِ صریح اور ناقابلِ تاویل یقینی طور پر ثابت نہ ہو جائے۔

اور دوسری حدیث کے الفاظ میں اس کی تصریح ہے کہ کسی گناہ یا عمل کی وجہ سے خواہ وہ کتنا ہی سخت ہو کافر نہ کہا جائے گا۔ لیکن باتفاقِ علمائے امت، گناہ سے مراد اس جگہ کفر کے سوا دوسرے گناہ ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ عملی خرابیوں، فسق فجور کتنا ہی زیادہ ہو جائے ان کی وجہ سے اہلِ قبلہ کو کافر نہ کہا جائے گا۔ نہ یہ کہ وہ قطعیاتِ اسلام کے خلاف عقائد کا اظہار بھی کرتا رہے تب بھی اس کا کافر نہ سمجھا جائے۔

مانعینِ زکوٰۃ اور مدعیٔ نبوت مسیلمہ کذاب اور اس کی جماعت کو کافر و مرتد قرار دے کر ان سے جہاد کرنے پر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا اجماع اس کی کھلی ہوئی شہادت ہے کہ اہلِ قبلہ جن کی تکفیر ممنوع ہے، اس کا مفہوم یہ نہیں کہ جو قبلہ کی طرف منہ کر لے یا نماز پڑھ لے، اس کو کسی عقیدۂ باطلہ کی وجہ سے بھی کافر نہ کہا جائے۔ بلکہ معلوم ہوا کہ کلمہ گو یا اہلِ قبلہ یہ دو اصطلاحی لفظ ہیں۔ ان کے مفہوم میں صرف وہ مسلمان داخل ہیں جو شعائرِ اسلام نماز وغیر کے پابند ہونے کے ساتھ تمام موجباتِ کفر اور عقائدِ باطلہ سے پاک ہوں۔

اہلِ قبلہ کا یہ مفہوم تمام علمائے امت کی کتابوں میں بصراحت و وضاحت موجود ہے، ذیل میں چند اقوال ائمۂ اسلام کے پیش کیے جاتے ہیں جن سے دو چیزوں کی شہادت پیش کرنا مقصود ہے:

۱۔”اہلِ قبلہ“ کا صحیح مفہوم۔

۲۔ اصل موضوعِ بحث کہ اسلام کے قطعی اور یقینی احکام میں قرآن و سنت اور اجماعِ امت سے ثابت شدہ مفہوم کے خلاف کوئی مفہوم قرار دینا بھی تکذیبِ رسول کے حکم میں ہے، اور ایسی تکذیب کو ”زندقہ والحاد“ کہا جاتا ہے۔

محقق بن امیر الحاجؒ جو حافظ ابن حجرؒ اور شیخ ابن ہمامؒ کے مشہور شاگرد اور محقق ہیں، شرح تحریر الاصول میں ”اہلِ قبلہ“ کی تعریف کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

> هوالموافق علىٰ ما هو من ضروريات الاسلام كحدوث العالم وحشر الأجساد من غير ان يصدر عنه شئى من موجبات الكفر قطعا من اعتقاد راجع الىٰ وجود الٰه غيرالله تعالىٰ او حلوله فى بعض اشخاص الناس اوانكار نبوة محمد صلى الله عليه وسلم اوذمه اوراستخفافه ونحوذٰلک المخالف فى اصول سواها(الىٰ ان قال)وقد ظهرمن هذا ان عدم تكفير اهل القبلة بذنب ليس على عمومه الا ان يحمل الذنب علىٰ ما ليس بكفر فيخرج الكفر به كما اشاراعليه السبكى۔
>
> (شرح تحریر)

> ”اہلِ قبلہ وہ ہے جو موافق ہو تمام ضروریاتِ اسلام کے، جیسے عالم کا حدوث، اور حشرِ اجساد، اس طرح یہ کہ اس سے کوئی چیز موجباتِ کفر میں سے صادر نہ ہو۔ مثلاً ایسا اعتقاد ہو جو مُفضی ہو حق تعالیٰ کے ساتھ

دوسرے خدا کے ماننے کو اور خدا تعالیٰ کے کسی شخص میں حلول کرنے کو، یا نبوتِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے انکار کو، یا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مذمت یا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے استخفاف کو، اور اسی طرح کی اور باتیں (یہاں تک کہ مصنف فرماتے ہیں کہ) اسی سے ظاہر ہو گیا کہ اہلِ قبلہ کی کسی گناہ کی وجہ سے تکفیر نہ کرنے کی حدیث اپنے عموم پر نہیں ہے۔ ہاں! اگر گناہ سے مراد کفر کے علاوہ لیا جاوے جیسا کہ علامہ سبکیؒ نے اس طرف اشارہ فرمایا ہے تو عموم مراد ہو سکتا ہے"۔

نیز شرحِ مقاصد میں عدمِ تکفیرِ اہلِ قبلہ کی توضیح کرتے ہوئے لکھا ہے:

قال المبحث السابع فی حکم مخالف الحق من اهل القبلة لیس بکافر مالم یخالف ماهو من ضروریات الدین کحدوث العالم وحشرالأجساد۔

قال الشارح:ومعناه ان الذین اتفقوا علی ماهومن ضروریات الاسلام کحدوث العالم وحشر الأجساد وما یشبه ذٰلک واختلفوا فی اصول سواها کمسئلة الصفات وخلق الأفعال وعموم الارادة وقدم الکلام وجواز الرؤیة ونحو ذٰلک مما لنزاع فیه ان الحق فیه واحد هل یکفر المخالف للحق بذٰلک ممالانزاع فیه ان الحق فیه واحد هل یکفر المخالف للحق بذٰلک الاعتقاد وبالقول به ام لا؟ فلا نزاع فی کفر اهل القبلة المواظب طول العمر علی الطاعات باعتقاد قدم العالم ونفی الحشر و نفی العلم بالجزئیات ونحو ذٰلک وکذا بصدور شئ من موجبات الکفر عنه

(شرح مقاصد: ج۵، ص۲۲۸)

"ساتواں مبحث اس شخص کے حکم میں جو مخالفِ حق ہو۔ اہل قبلہ میں سے کہ وہ کافر نہیں جب تک مخالفت نہ کرے کسی چیز کی ضروریاتِ دین میں سے جیسے عالَم کا حادث ہونا اور حشر و نشر۔

شارح فرماتے ہیں: اور معنی اس کے یہ ہیں کہ جو لوگ ضروریاتِ اسلام پر تو متفق ہیں جیسے حدوثِ عالم اور حشر وغیرہ، اور ان کے سوا دوسرے اصول میں اختلاف کرتے ہیں جیسے "مسئلہ صفات"، اور "خلقِ افعال" اور "عموم ارادہ" اور "کلام اللہ کا قدیم ہونا" اور "رؤیۃ اللہ کا جواز" وغیرہ جن میں کوئی نزاع اس امر میں نہیں ہے کہ اس میں حق ایک ہی ہے تو کیا اس اعتقاد اور اس کے قائل ہونے کی وجہ سے اس مخالفِ حق کی تکفیر کی جائے گی یا نہیں؟ سو کوئی اختلاف نہیں ہے، ایسے اہلِ قبلہ کی تکفیر میں جو تمام عمر طاعات پر مداومت کرنے کے ساتھ "قدمِ عالم" اور نفی حشر" اور نفی بالجزئیات" وغیرہ کا قائل ہو اور اسی طرح موجباتِ کفر میں سے کسی چیز کے صدور سے اس کے کفر میں کوئی اختلاف نہیں"۔

اور ملا علی قاری رحمہ اللہ کی شرح فقہِ اکبر میں ہے:

اعلم ان المراد باهل القبلة الذین اتفقوا علیٰ ماهو من ضروریات الدین کحدوث العالم وحشر الأجساد وعلم الله تعالیٰ بالجزئیات وما اشبه ذٰلک من المسائل المهمات فمن واظب طول عمره ولی الطاعات والعبادات مع اعتقاد قدم العالم ونفی الحشر اونفی علمه سبحانه وتعالیٰ بالجزئیات لایکون من اهل القبلة وان المراد باهل القبلة عند اهل السنة انه لا یکفر مالم یوجد شئ من امارات الکفر ولم یصدر عنه شئ من موجباته

(شرح فقہ اکبر: ص۱۹۸)

"جاننا چاہیے کہ اہلِ قبلہ سے مراد وہ لوگ ہیں جو تمام ضروریاتِ دین پر متفق ہیں۔ جیسے حدوثِ عالم اور حشر و نشر، اور علم اللہ بالجزئیات وغیرہ۔ پس جو شخص تمام عمر طاعات و عبادات کا پابند ہونے کے باوجود قِدَمِ عالم اور نفی حشر یا نفی علم اللہ بالجزئیات کا معتقد ہو، وہ اہلِ قبلہ نہیں ہے۔ اور مراد اہلِ قبلہ سے اہلِ سنت کے نزدیک یہ ہے کہ اس کی تکفیر اس وقت تک نہ کی جائے گی جب تک علاماتِ کفر میں سے کوئی چیز اس میں نہ پائی جائے اور جب تک اس سے موجباتِ کفر میں سے کوئی سرزد نہ ہو"۔

اور فخر الاسلام بزدوی رحمہ اللہ کی "کشف الاصول" باب الاجماع: ج۳ ص۲۳۸ میں، نیز امام سیف الدین آمدی رحمہ اللہ کی کتاب "الاحکام فی اصول الاحکام" میں اور "غایۃ التحقیق شرح اصول حسامی" میں ہے:

ان غلافیه (ای فی هواه)حتیٰ وجب اکفاره به لا یعتبر خلافه ووفاقه ایضا لعدم دخوله فی مسمی الامة المشهود لها بالعصمة وان صلّی الی القبلة واعتقد نفسه مسلما لان الامة لیست عبارة عن المصلین الی القبلة بل عن المومنین وهوکافر وان کان لایدری انه کافر

(غایۃ التحقیق)

"اگر غلو کیا اپنی خواہشات نفسانیہ میں حتیٰ کہ واجب ہو گئی اس کی تکفیر اس کی وجہ سے، اجماع میں اس کے خلاف یا مخالفت کا اعتبار نہ ہو گا، اور اگرچہ وہ قبلہ کی طرف نماز پڑھتا ہو اور اپنے آپ کو مسلمان سمجھتا ہو۔ کیونکہ

"امت" قبلہ کی طرف نماز پڑھنے والوں کا نام نہیں ہے، بلکہ "مومنین" کا نام ہے، اور وہ کافر ہے۔ اگرچہ اس کو اپنے کافر ہونے کا علم نہ ہو"۔

اور ردالمختار باب الامامۃ میں علامہ شامی رحمہ اللہ نے بحوالہ شرح تحریر الاصول ابن ہمامؒ لکھا ہے:

لاخلاف فی کفر المخالف فی ضرورت الاسلام وان کان من اهل القبلة المواظب طول عمره علی الطاعات کما فی شرح تحریر

(شامی: ج۱، ص۲۷۷)

"جو شخص ضروریاتِ اسلام کا مخالف ہو اس کے کفر میں کوئی اختلاف نہیں۔ اگرچہ وہ اہلِ قبلہ میں سے ہو اور تمام عمر طاعات کا پابند رہے"۔

اور البحر الرائق شرح کنز الدقائق میں ہے:

والحاصل ان المذهب عدم التکفیر احد من المخالفین فیما لیس من الاصول المعلومة من الدین ضرورة

(البحر الرائق)

"اور حاصل یہ ہے کہ مذہب یہ ہے کہ مخالفین میں سے کسی کی تکفیر نہ کی جائے، جو اصولِ دین کے سوا کسی چیز میں مخالف ہو"۔

اور شرح عقائد نسفی کی شرح "نبراس" میں ہے:

اهل القبلة فی اصطلاح المتکلمین من یصدق بضروریات الدین ای الامور التی علم ثبوتها فی الشرع واشتهر فمن انکر شیئا من الضروریات کحدوث العالم وحشر الأجساد وعلم الله سبحانه بالجزئیات وفرضیة الصلٰوة والصوم لم یکن من اهل القبلة ولوکان مجاهدا بالطاعات وکذٰلک من باشر شیئا من امارات التکذیب کسجود الصنم والإهانة بامر شرعی والاستهزاء علیه فلیس من اهل القبلة ومعنی عدم تکفیر اهل القبلة ان لا یکفر بارتکاب المعاصی ولا بانکار الامور الخفیة غیر المشهورة

(نبراس: ص۵۷۳)

"اہلِ قبلہ، متکلمین کی اصطلاح میں وہ ہے جو تمام ضروریاتِ دین کی تصدیق کرتا ہو۔ یعنی اُن امور کی جن کا ثبوت شریعت میں معلوم و مشہور ہے۔ پس جو انکار کرے کسی چیز کا ضروریاتِ دین میں سے، جیسے حدوثِ عالم اور حشر اور علم اللہ بالجزئیات اور فرضیت نماز وروزہ تو وہ اہل قبلہ سے نہ ہو گا۔ اگرچہ وہ طاعات کا پابند ہو، اور اسی طرح وہ شخص بھی اہل قبلہ میں سے نہ ہو گا جو کسی ایسے فعل کا ارتکاب کرے جو کہ تکذیب کی کھلی علامت ہے، جیسے بت کو سجدہ کرنا یا کسی ایسے امر کا ارتکاب کرے کہ جس سے امرِ شرعی کا استہزاء اور اہانت ہو، وہ اہلِ قبلہ نہیں ہے۔ اور اہل قبلہ کی تکفیر نہ کرنے کا مطلب یہ ہے کہ ارتکابِ معصیت سے اس کی تکفیر نہ کی جائے یا امورِ خفیہ غیر مشہورہ کے انکار سے اس کی تکفیر نہ کی جائے"۔

اور عالمِ عقائد کی معروف و مستند کتاب "مواقف" میں ہے:

لایکفراهل القبلة الا فیما فیه انکار ماعلم مجیئه به بالضرورة اوالمجمع علیه کاستحلال المحرمات

(مواقف: ص۳۴۴)

"اہلِ قبلہ کی تکفیر نہ کی جائے گی مگر اس صورت میں کہ اس میں ضروریاتِ دین کا انکار یا ایسی چیز کا انکار لازم آئے جس پر اجماع ہو چکا ہے جیسے حرام اشیاء کو حلال سمجھنا"۔

اور شرح فقہِ اکبر میں ہے:

ولا یخفی ان المراد بقول علمائنا:"لایجوز تکفیر اهل القبلة بذنب"لیس مجرد التوجه الی القبلة فان الغلاة من الروافض الذین یدعون ان جبرل غلط فی الوحی فان الله ارسله الی علی وبعضهم قالوا انه اله،وان صلُّوا الی القبلة لیسوا بمؤمنین وهذا هوالمراد بقوله صلی الله علیه وسلم :من صلّی صلٰوتنا واکل ذبیحتنا فذٰلک مسلم

(شرح فقہِ اکبر)

"یہ بات مخفی نہیں ہے کہ ہمارے علما کے اس قول کی مراد کہ "اہل قبلہ کی تکفیر کسی گناہ کے سبب جائز نہیں"، محض قبلہ کی طرف رُخ کر لینے کی نہیں۔ کیونکہ متشدد روافض میں سے ایسے ہیں جو مدعی ہیں کہ جبریلؑ نے وحی لانے میں غلطی کی کیونکہ حق تعالیٰ نے ان کو حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس بھیجا تھا اور بعض روافض کہتے ہیں کہ حضرت علیؓ معبود ہیں۔ یہ لوگ اگرچہ قبلہ کی طرف نماز پڑھتے ہیں مگر مومن نہیں ہیں۔ اور یہی مراد ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کی: جو ہماری نماز پڑھے اور ہمارا ذبیحہ کھائے تو یہی مسلم ہے"۔

اور کلیات ابو البقاء میں ہے:

فلا نکفر اهل القبلة مالم یأت بما یوجب الکفر وهذا من قبیل قوله تعالیٰ :"ان الله یغفر الذنوب جمیعا"مع ان الکفر

غير مغفور۔ومختار جمہوراهل السنة من الفقهاء والمتكلمين عدم اكفار اهل القبلة من المبتدعة الماؤلة فی غير الضرورية لكون التأويل شبهة كما فی خزانة الجرجانی والمحيط البرهانی واحكام لارازی واصول البزدوی ورواه الكرخی والحاكم الشهيد عن الامام ابی حنيفه والجرجانی عن الحسن بن زياد وشارح المواقف والمقاصد والآمدی عن الشفعی والاشعری لا مطلقا۔

"بس ہم اہلِ قبلہ کی تکفیر نہ کریں گے جب تک ان سے موجباتِ کفر کا صدور نہ ہو۔اور یہ اسی طرح ہے جیسے حق تعالیٰ کا فرمان ہے کہ "اللہ تعالیٰ تمام گناہوں کو بخش دیتا ہے"۔باوجود اس کے کفر غیر مغفور ہے۔اور مذہب جمہوراہل السنت کا فقہاءو متکلمین میں سے،بدعتی جو تاویلات کرتے ہیں غیر ضروریاتِ دین میں،ان کے متعلق یہ ہے کہ ان کی تکفیر نہ کی جائے۔جیسا کہ خزانہ جرانی ،اور محیط برہانی اوراحکامِ رازی، اور اصولِ بزدوی میں ہے،اوریہی رویت کیاہے کرخی اور حاکم شہید نے امام ابو حنیفہؒ سے اور جرجانی نے حسن بن زیاد سے اور شارحِ مواقف اور المقاصد اور آمدی نے شافعیؒ اوراشعریؒ سے"۔

اور فتح المغیظ شرح الفیۃ الحدیث میں ہے:

اذلانكفراحدا من اهل القبلة الا بانكار قطعی من الشريعة (ص۱۴۳)

"ہم اہلِ قبلہ میں سے کسی کی تکفیر نہیں کرتے مگر بسببِ انکار کے کسی قطعی حکمِ شرعی کا"۔

اورامام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے مکتوبات میں تحریر فرمایاہے:

وچوں ایں فرقہ مبتدعہ اہل قبلہ اندر در تکفیر آنہا جرأت نباید نمود تازمانے کہ انکار ضروریاتِ دینیہ نمایند وردّ متواترات احکامِ شرعیہ نکنند وقبول ماعلم مجیئہ من الدین بالضرورۃ نکنند۔(مکتوبات:ج۲،ص۳۸)

"اور چونکہ یہ فرقہ مبتدعہ 'اہلِ قبلہ ہیں اس لیے ان کی تکفیر میں جرأت نہیں کرنی چاہیے، جب تک کہ یہ ضروریاتِ دین کا انکار اور متواتراتِ احکام شرعیہ کاردّ نہ کریں اور ضروریاتِ دین کو قبول نہ کریں"۔

عقائد عضدیہ میں ہے:

لانكفر احدامن اهل القبلة الا بما فيه نفی الصانع المختار اوبما فيه شرك اوانكار النبوةوانكارماعالم من الدين بالضرورة اوانكار مجمع عليه واما غير ذٰلك فائقائل مبتدع وليس بكافر

"ہم اہلِ قبلہ میں سے کسی کی تکفیر نہیں کریں گے مگر اس سبب سے کہ اس میں حق تعالیٰ کے وجود کی نفی ہو اور یا جس میں شرک ہو یا انکارِ نبوت ہو یا ضروریاتِ دین کا انکار ہو یا کسی مجمع علیہ امر کا انکار ہو،اور اس کے سواپس اس کا قائل مبتدع ہے کافر نہیں"۔

(جاری ہے)

☆☆☆☆☆

بقیہ: سرزمین حرمین کی پکار

یہ ہے سعودی ریاست کے بانیٔ اول ابن سعود کا اصل چہرہ!اور دیکھیے کہ کس طرح ابن سعود نے برطانوی سامراجی طاقت کے سامنے خود کو ایک وفادار نمائندے کی حیثیت سے پیش کیا۔ان کے لیے ایک ایجنٹ کے طور پر کام کیا اور وہ سب کچھ اُنہیں دے ڈالا جو کچھ دیا جاسکتا تھا تاکہ بدلے میں دولت سمیٹی جائے،ہتھیار لیے جائیں اور خلافت عثمانیہ کے خلاف لڑا جائے۔

اس سب کے باوجود کیا یہ درست ہے کہ سعودی عرب کو امت مسلمہ کے لیے ایک مثال (نمونہ)بنا کر پیش کیا جائے؟

العقیر کے تیسرے معاہدے کے موقع پر،جو ۱۳۴۱ھ بمطابق ۲دسمبر ۱۹۲۲ء کو ہوا،ابن سعود نے برطانوی وفد کے سربراہ پرسی کوکس کے لیے محبت اور عزت کے جذبات کا اظہار کیا۔ابن سعود کے دل میں بسے پیار اور الفت ومحبت کے جذبات کو دیکھ کر برطانیہ اُس سے خوش ہوگیا اور اُس نے جان لیا کہ ابن سعود نے مسلمانوں سے وفاداری کی ڈور کاٹ دی ہے۔پھر برطانیہ نے مسلمانوں سے لڑنے کے لیے ابن سعود کو وسائل فراہم کیے اور اسے بڑے انعامات سے نوازا۔

ابن سعود' حرمین شریفین کے ارد گرد اپنا تسلط بڑھاتا چلا گیا اور برطانوی مدد وہ بنیادی عنصر تھا جس کی بدولت ابن سعود' ملک کے بیشتر حصے پر حکومت قائم کرنے کے قابل ہوا اور دوسرے علاقوں کے امرا کو پیچھے دھکیل دیا۔ہم اس سلسلے کے بیان کو اگلی قسط میں آگے بڑھائیں گے۔

ربّنا اغفر لنا ذنوبنا وإسرافنا في أمرنا وثبّت أقدامنا وانصرنا على القوم الكافرين

ربّنا لا تجعلنا فتنةً للقوم الظّالمين۔ونجّنا برحمتك من القوم الكافرين

وآخر دعوانا أن الحمد لله ربّ العالمين

فکر و منہج

قسط اول

تحریک شیخ الہند رحمہ اللہ... مقصد اور منہج

مولوی ابو عبد اللہ

دنیا میں وہی قوم اپنے حال اور مستقبل کو بہتر سے بہتر بنا اور سنوار سکتی ہے، جو اپنے ماضی کو پیشِ نظر رکھ کر اس سے سبق حاصل کرے۔ اپنے اسلاف و اکابر کے واقعات و حالات اور ان کے افکار و نظریات سے واقفیت حاصل کر کے انہیں اپنے لیے مشعلِ راہ بنائے۔ برِ صغیر (پاک و ہند) کے اکابر علما کی شاندار دینی خدمات تاریخ کا روشن باب ہیں۔ انہی اکابر میں سے ایک عظیم شخصیت استاذ المفسرین و المحدثین والفقہاء، شیخ الشیوخ والصلحاء، امام المجاہدین والشہداء، شیخ الہند حضرت مولانا محمود حسن محدث دیوبندی رحمہ اللہ کی ہے۔ جن کی ہمہ جہت شخصیت اور کارہائے نمایاں سے اسلامی تاریخ کا ہر طالب علم واقف ہے۔ افسوس! کچھ عرصے سے حضرت شیخ الہندؒ کے حوالے سے ایسی باتیں کی جا رہی اور آپ کی طرف ایسے افکار و نظریات منسوب کیے جا رہے ہیں، جن کا آپ کی ذات سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ ستم یہ کہ اب تو حضرت شیخ الہندؒ کے بعض نام لیوا اور آپ کے مشن کے نام نہاد وارث اپنی 'جمہوری سیاست' کو فروغ دینے، حضرت شیخ الہندؒ کی شخصیت سے محبت و عقیدت رکھنے والوں، آپ کے مشن سے وابستگی اور اس کو آگے بڑھانے کا جذبہ رکھنے والوں کو 'انتخابی سیاست' میں ملوث کرنے کے لیے شیخ الہندؒ کا نام استعمال کر رہے ہیں اور اس میں روز بروز شدت آ رہی ہے۔

اگر یہ امر تاریخی واقعات و حالات کی غلط تصویر پیش کرنے تک محدود ہوتا تو ایک حد تک نظر انداز کرنے کے قابل تھا۔ چونکہ صورتِ حال یہ ہے کہ تاریخی واقعات و حالات کی غلط تصویر کی بنیاد پر حال اور مستقبل کی تعمیر کا ایک نقشہ پیش کیا جا رہا اور اس کے مطابق پوری عمارت کھڑی کی جا رہی ہے، اس لیے اس بات کی اشد ضرورت تھی کہ تاریخی حقائق پیش کر کے پھیلائی جانے والی غلط فہمیوں کو دور کیا جائے اور صراطِ مستقیم کی نشان دہی کی جائے، تاکہ اسلامی نظام کے قیام کے لیے قربانیاں دینے والا قافلۂ حق صحیح راستے پر رواں دواں ہو کر منزلِ مقصود تک پہنچے۔

یاد رہے مصنف نے آئندہ سطور میں حضرت شیخ الہندؒ کی تحریکِ جہاد، جمعیۃ علمائے ہند اور اس کی سیاسی پالیسیوں کے حوالے سے جمہوری و انتخابی سیاست، 'عدم تشدد اور پُر امن جدوجہد' کے بارے میں تاریخی طور پر پائی جانے والی غلط فہمیوں کا اجمالی طور پر جائزہ لیا ہے۔ باقی رہا جمہوری و انتخابی سیاست، 'عدم تشدد اور پُر امن جدوجہد' کا شرعی حکم اور اس بارے میں قرآن، سنت اور فقہ کے دلائل و براہین... تو یہ مستقل موضوع ہے، جسے یہاں زیرِ بحث نہیں لایا گیا۔

دعا ہے اللہ رب العزت ان سطور کے راقم اور امتِ مسلمہ کے ہر فرد کو راہِ ہدایت پر چلنے اور اسلامی نظام کے قیام کے لیے صحیح منہج کے ساتھ جدوجہد کرنے کی توفیق عطا فرما کر اسے اپنی بارگاہ میں قبول و منظور فرمائے۔ آمین یا الٰہ العالمین [ادارہ]

جہادِ آزادی ۱۸۵۷ء اور دار العلوم دیوبند کا قیام

جہادِ آزادی ۱۸۵۷ء میں علما کا کردار:

جب مغلیہ حکومت کا زوال اور انگریزی تسلط قائم ہونا شروع ہوا تو حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ نے انگریزی تسلط کے خاتمے کے لیے جدوجہد شروع کی، جسے آپ کے جانشین حضرت شاہ عبد العزیز محدث دہلوی رحمہ اللہ نے آگے بڑھایا۔ حضرت سید احمد شہید، حضرت شاہ اسماعیل محدث دہلوی شہید اور حضرت مولانا عبد الحی رحمہم اللہ کو باقاعدہ جہاد کے لیے تیار کیا۔ اپنے تلامذہ اور متوسلین کو حضرت سید احمد شہید رحمہ اللہ کی قیادت و سیادت میں منظم کر کے جہاد شروع کروایا۔ حکیم الاسلام مولانا قاری محمد طیب قاسمی رحمہ اللہ انگریزی تسلط قائم ہونے کے بعد کے حالات پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

> ''انہی حالات سے متاثر ہو کر خاندانِ ولی اللّٰہی کے چشم و چراغ سراج الہند حضرت شاہ عبد العزیز محدث دہلوی رحمہ اللہ (م ۱۲۳۹ھ) نے ہندوستان کے دار الحرب ہونے کا فتویٰ دیتے ہوئے اعلان کیا کہ مسلمانوں کے امام کا حکم قطعاً جاری نہیں ہے، بلکہ عیسائی سرداروں کی حکمرانی ہے۔ اس شہر دہلی سے کلکتہ تک نصاریٰ کی حکومت قائم ہے۔ یہی حالات تھے کہ آپ کے فیض یافتہ حضرت سید احمد بریلویؒ شہید (م ۱۲۴۶ھ) اور آپ کے برادر زادہ حضرت مولانا محمد اسماعیل شہیدؒ (م ۱۲۴۶ھ) نے مجاہدین کی ایک منظم جماعت کے ساتھ برصغیر میں عدل و مساوات کی اسلامی حکومت قائم کرنے کی بھرپور جدوجہد کی اور اس راستے میں جامِ شہادت نوش کیا''۔

(مجموعہ رسائل حکیم الاسلام، ج ۷، ص ۲۳۱ تا ۲۳۲)

حضرت سید احمد شہید رحمہ اللہ کے بعد ان کے خلفا نے جہادی سلسلے کو جاری رکھا۔ جب کہ حضرت شاہ عبد العزیز محدث دہلوی رحمہ اللہ کے جانشین حضرت شاہ محمد اسحاق دہلوی رحمہ اللہ اس سلسلے کی سرپرستی کرتے رہے۔ تا آنکہ ۱۸۵۷ء کی جنگِ آزادی میں اس قافلے کے مجاہدین اور حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ کے مشن کے وارث علما انگریزوں کے خلاف میدانِ کارزار میں اُترے اور شجاعت و بہادری کا نیا باب رقم کیا۔ سید محبوب رضوی نقل کرتے ہیں کہ 'ترجمہ تذکرۂ علمائے ہند' میں لکھا ہے:

'یہ بات خاص طور سے قابلِ ذکر ہے کہ جنگ آزادی ۱۸۵۷ء میں حضرت شاہ محمد اسحاق دہلوی رحمہ اللہ کے اکثر شاگردوں نے بحیثیت علما اس تحریک میں حصہ لیا۔ جن میں مفتی عنایت احمد کاکوروی (صدر امین بریلی)، مولانا عبدالجلیل کوئلی (علی گڑھی)، مفتی صدر الدین آزردہ، شاہ ابوسعید مجددی (والد ماجد شاہ عبدالغنی مجددی) اوران کے شاگردوں کے شاگرد یعنی علمائے دیوبند مثلاً مولانا محمد قاسم نانوتوی، مولانا رشید احمد گنگوہی، مولانا محمد مظہر نانوتوی اور مولانا محمد منیر نانوتوی رحمہم اللہ قابلِ ذکر ہیں"۔

(تاریخ دارالعلوم دیوبند، ج۱، ص۹۵)

حکیم الاسلام مولانا قاری محمد طیب قاسمی رحمہ اللہ 'حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ کے سلسلے کے علما (بشمول اکابرِ دیوبند) کی سیاسی و جہادی خدمات کے بارے میں لکھتے ہیں:

"کسی وقت بھی ان بزرگوں کی سیاسی اور مجاہدانہ خدمات پر پردہ نہیں ڈالا جا سکتا۔ بالخصوص تیرہویں صدی ہجری کے نصف آخر میں مغلیہ حکومت کے زوال کی ساعتوں میں، خصوصیت سے حضرت شیخ المشائخ مولانا حاجی امداداللہ صاحب قدس سرہ کی سرپرستی میں ان دو مریدانِ خاص 'حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی صاحبؒ اور حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی صاحبؒ' اور منتسبین و متوسلین کی مساعیِ انقلاب، جہادی اقدامات اور حریت و استقلال کی فداکارانہ جدوجہد اور گرفتاریوں کے وارنٹ پر ان کی قید و بند وغیرہ سب تاریخی حقائق ہیں، جو نہ جھٹلائے جاسکتے ہیں اور نہ بھلائے جاسکتے ہیں۔ جو لوگ ان حالات پر محض اس لیے پردہ ڈالنا چاہتے ہیں کہ وہ خود اس راہِ سرفروشی میں قبول نہیں کیے گئے تو اس سے خود اُنہی کی نامقبولیت میں اضافہ ہو گا۔ اس بارے میں ہندوستان کی تاریخ سے باخبر اور اربابِ تحقیق کے نزدیک ایسی تحریریں، خواہ وہ کسی دیوبندی النسب کی ہوں یا غیر دیوبندی کی، جن سے ان بزرگوں کی ان جہادی خدمات کی نفی ہوتی ہو، لایعبابہ اور قطعاً ناقابلِ التفات ہیں۔ اگر حسنِ ظن سے کام لیا جائے تو ان تحریرات کی زیادہ سے زیادہ یہ توجیہ کی جاسکتی ہے کہ ایسی تحریریں وقت کے مرعوب عوامل کے نتیجے میں محض ذاتی حد تک خوف و احتیاط کا مظاہرہ ہیں۔ ورنہ تاریخی اور واقعاتی شواہد کے پیشِ نظر ان کی کوئی اہمیت ہے اور نہ وہ قابلِ التفات ہیں۔ ان خدمات کا سلسلہ مسلسل آگے تک بھی چلا اور انہی متوارث جذبات کے ساتھ ان بزرگوں کے اَخلافِ رشید بھی سرفروشانہ انداز سے قومی اور ملی خدمات کے سلسلے میں آگے آتے رہے۔ خواہ وہ تحریکِ خلافت ہو یا استخلاصِ وطن اور بروقت انقلابی اقدامات میں اپنے منصب کے عین مطابق حصہ لیا۔'

(مجموعہ رسائل حکیم الاسلام، ج۷، ص۲۷۱،۲۷۲)

مولانا سید محمد میاں ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی کے بعد کی صورت حال بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"سلطنت مغلیہ کے آخری چراغ کو گل ہوئے ۱۳سال گزر گئے۔ ہندو اور مسلمان حریت اور استخلاصِ وطن کی آخری جدوجہد میں ناکام ہو چکے۔ سبز رنگ کا قومی نشان 'صلیبی نشان کے سامنے سرنگوں ہو چکا۔ دہلی کے لال قلعے پر اسلامی پرچم کے بجائے یونین جیک لہرا رہا ہے۔ ایک ایک کر کے ہر اس شخص کو موت کے گھاٹ اتار دیا گیا یا جلاوطن کر دیا گیا' جس نے تحریکِ حریت میں کوئی بھی جدوجہد کی تھی۔ سیکڑوں علما نے دار و رسن کی مظلومانہ موت کو لبیک کہا اور جام شہادت پی کر ہمیشہ کے لیے خاموش ہو گئے۔ ہزاروں خاندان ہیں، جو جاہ و جلال کی سربلندیوں کے بجائے بے کسی تباہی اور خانہ بربادی کی پستیوں میں گر کر اِنَّ الْمُلُوْكَ اِذَا دَخَلُوْا قَرْيَةً اَفْسَدُوْهَا وَجَعَلُوْٓا اَعِزَّةَ اَهْلِهَآ اَذِلَّةً ۚ وَكَذٰلِكَ يَفْعَلُوْنَ (النمل:۳۴) کے فطری اصول کا تختہ مشق بن چکے۔ مختصر یہ کہ انقلاب کی تباہ کاریوں نے مسلمانوں کو اس درجہ پیس ڈالا کہ عمل تو درکنار، وہ سیاست کے نام سے بھی لرزنے لگے۔ خفیہ پولیس کے انسانیت سوز کارناموں نے اوقاتِ سحر کو بھی بددعا کے اوقات میں بدل دیا تھا۔ ہندوستان کے طول و عرض پر عیسیٰ مسیح کے مذہب کا جھنڈا لہرانے کے شوق میں عیسائی اور مسلم نما پادری سانپ بچھو کی طرح ظلمت کدۂ ہند کے چپہ چپہ میں رینگنے لگے۔

(علمائے حق اور ان کے مجاہدانہ کارنامے، حصہ اول، ص۷۷)

مسلمانوں کی صدیوں پر مشتمل تاریخ شاہد ہے کہ مسلمان دنیا میں جہاں جہاں پہنچے، ان کے ذوقِ علم نے ہر طرف مدرسوں اور تعلیم گاہوں کا جال بچھا دیا تھا۔ اسلامی معاشرے اور خلافتِ اسلامیہ کے ماتحت کوئی قابلِ ذکر علاقہ ایسا نہ تھا، جو تعلیمی و تربیتی سرگرمیوں سے خالی رہا ہو۔ یہی صورت حال برصغیر (پاک و ہند) میں بھی تھی۔ مسلمانوں کے طویل دورِ حکومت کے ہر زمانے میں تعلیمی و تربیتی سرگرمیوں کے ذریعے اسلامی علوم و فنون کی اشاعت جاری رہی۔ مسلمان حکمران، سلاطین، امرا اور اغنیا' دینی مدارس اور تعلیم گاہوں کے قیام اور علما و طلبا کی خدمت ایک دوسرے سے بڑھ چڑھ کر کرنا اپنے لیے فخر کا باعث

اوراُخروی نجات کاذریعہ سمجھتے تھے۔البتہ جب برصغیر کی سلطنت وحکومت مسلمانوں کے ہاتھوں سے نکل گئی اوراس ملک پر انگریزوں کا مکمل قبضہ ہو گیاتو برصغیر میں کئی سو سال سے روشن علم کی شمع اچانک بجھ گئی۔ انگریزی حکومت کے قیام کے ساتھ ہی اُن کی مادر پدرآزاداور خدابے زار تہذیب کے ساتھ ساتھ، مغربی علوم و فنون رائج ہونے لگے۔ انگریزاپنے ساتھ جدید علوم وفنون لے کر آئے تھے۔انہوں نے جو نیانظامِ تعلیم جاری کیا، اس میں قدیم علوم کے بجائے اپنے جدید علوم کو جگہ دی تھی۔ جس کا نتیجہ ایک بالکل نئی شکل میں نمودار ہوا۔۱۹ویں صدی عیسوی کا یہ زمانہ مسلمانوں کی زندگی کانہایت پُر آشوب دور تھا۔ ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی کے بعد بے شمار علما،فقہااور مجاہدین انگریزوں کے جذبۂ انتقام کی نذر ہوگئے اور جامِ شہادت نوش کیا۔مدارس کے اوقاف(جاگیریں اور جائیدادیں) ضبط کر لیے گئے۔صدیوں سے قائم تعلیمی نظام تباہ وبرباد ہو گیا۔چنانچہ برطانوی پارلیمنٹ کے ایک ممبر 'برک' نے برطانوی پارلیمنٹ میں رپورٹ پیش کرتے ہوئے کہا:

"ان مقامات میں جہاں علم کا چرچا تھااور جہاں دور دور سے طالب علم پڑھنے کے لیے آتے تھے، آج وہاں علم کا بازار ٹھنڈا پڑ گیاہے"۔

(مسلمانوں کا نظامِ تعلیم و تربیت، ج۱، ص ۳۹۲)

انگریز حکمران اپنے ساتھ جو نیانظام تعلیم لے کر آئے تھے،وہ اسلامی نظامِ تعلیم سے یکسر مختلف تھا۔ڈبلیو،ڈبلیو ہنٹر لکھتاہے:

"ہمارے طریقِ تعلیم میں مسلمان نوجوانوں کے لیے مذہبی تعلیم کا کوئی انتظام نہیں ہے، بلکہ وہ قطعی طور پر مسلمانوں کے مفاد کے خلاف ہے"۔

(ہمارے ہندوستانی مسلمان، ص ۲۵۲)

انگریزوں کے لائے ہوئے اس تعلیمی نظام کا بنیادی مقصد ہندوستانیوں، خصوصاً مسلمانوں کو عیسائی بنانا تھا۔ مولانا فضلِ حق خیر آبادی جو اس زمانے میں دہلی میں انگریز ریزیڈنٹ کے میر منشی (پیش کار) تھے اور جنہیں ۱۸۵۷ء کی جنگِ آزادی میں شرکت کے جرم میں کالے پانی کی سزا دی گئی تھی۔ اپنی قید کے زمانے کی تصنیف 'الثورۃ الہندیہ' میں لکھتے ہیں:

'انگریزوں نے تمام باشندگانِ ہند کو نصرانی بنانے کی اسکیم بنائی۔اُن کا خیال تھا کہ ہندوستانیوں کو کوئی مددگار اور معاون نصیب نہ ہو سکے گا۔ اس لیے انقیاد واطاعت کے سوا سرتابی کی جرأت نہ ہو سکے گی۔انگریزوں نے اچھی طرح سمجھ لیا تھا کہ مذہبی بنیاد پر حکمرانوں کا باشندوں سے اختلاف تسلط و قبضے کی راہ میں سنگِ گراں ثابت ہو گا۔اس لیے پوری جانفشانی اور تن دہی کے ساتھ مذہب وملت کے مٹانے کے لیے طرح طرح کے مکر وحیلے سے کام لیناشروع کیا۔انہوں نے بچوں اور نافہموں کی تعلیم اور اپنی زبان ودین کی تلقین کے لیے شہروں اور دیہات میں مدرسے (اسکول) قائم کیے اور پچھلے (اسلامی)علوم و معارف کے مٹانے کی پوری کوشش کی"۔

(الثورۃ الہندیہ، ص،۳۵۶و۳۵۷،بحوالہ تاریخ دارالعلوم دیوبند،ج۱،ص۱۳۹)

۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی کے بعد برصغیر کی تعلیمی حالت بیان کرتے ہوئے مولانا سید محمد میاں لکھتے ہیں:

'نظامِ تعلیم کی تباہی نے ایک عام جہالت کی چادر تمام ہندوستان پر تان دی۔ شاہ عالم کے معاہدہ کے برخلاف حکومت کی زبان انگریزی قرار دے کر عربی اور فارسی کے تمام مکاتب و مدارس کو پیغامِ فنا سنا دیا گیا۔ علمائے ملت کو دیہات کے جاہلوں سے بھی زیادہ بے حیثیت بنادیا گیا تھا۔ اسکولوں اور کالجوں کا کورس وہ تجویز کیا گیا، جو مسلمان بچوں کو اگر عیسائی نہ بنا سکے تو کم از کم ان کی رائے میں اتنی تبدیلی ضرور پیدا کر دے کہ وہ اپنے مذہب کو لغو سمجھنے لگیں۔یہ ایک مصیبت اور تباہی تھی، جس میں مسلمانانِ ہند پہلی مرتبہ مبتلا ہوئے تھے۔ تمام چارے ختم ہو گئے تھے۔ تقدیر تدبیر پر غالب آ چکی تھی۔ حیرانی تھی کہ جب شجرِ اسلام کی آب یاری نہ ہو تو اسلام سوز بادِ سموم کے تیز و تند جھونکوں میں اس نخلِ نو کا بقا کہاں تک؟

(علمائے حق اور ان کے مجاہدانہ کارنامے، حصہ اول، ص۷۷)

غرض تیرہویں صدی ہجری میں برصغیر کے مسلمان سنگین ترین حالات سے دوچار تھے۔ ایک طرف حکومت و اقتدار کے خاتمے کے ساتھ ساتھ ان کا تعلیمی نظام تباہ ہو چکا تھا۔ دوسری طرف ان کے عقائد و افکار متزلزل ہو رہے تھے۔ مزید یہ کہ انگریزی حکومت ان کو عیسائی بنانے کا عزم کیے ہوئے تھی۔ انگریزوں سے قبل برصغیر (پاک وہند) میں جو تعلیمی نظام عمومی طور پر رائج تھا، اُس کی سب سے بڑی خوبی یہ تھی کہ وہ دینی علوم کے ساتھ زندگی کے مختلف شعبوں اور بڑے سے بڑے ملکی اور فوجی منصب کے لیے بھی طلبا کو تیار کرتا تھا۔ حتیٰ کہ اُن ہی مدارس کے تعلیم یافتہ طلباوزارت و حکمرانی تک کے فرائض نہایت کامیابی، خوش اسلوبی اور قابلیت کے ساتھ انجام دیتے تھے۔ جو شخص علومِ دینیہ پر دست رس رکھتا تھا، بڑے سے بڑے ملکی اور انتظامی منصب کے لیے وہی منتخب ہوتا تھا۔

دارالعلوم دیوبند کا قیام:

۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی کے بعد برطانوی نظامِ تعلیم کے جاری ہونے سے مسلمانوں کا علمی اور عملی شیرازہ منتشر ہو گیااور عقائد و نظریات سے لے کر عمل و کردار تک ان کی زندگی کا ہر ہر گوشہ متأثر ہو گیا۔ نیز برطانوی نظامِ تعلیم کے جاری ہونے پر مسلمانوں کے لیے

سرکاری ملازمتوں کے دروازے بند ہوگئے تو مسلمان سخت ترین اقتصادی اور معاشی بدحالی کا شکار ہوگئے۔ اس سنگین صورتِ حال سے نمٹنے کے لیے اس بات کی اشد ضرورت تھی کہ بڑے پیمانے پر کوئی تحریک چلائی جائے، تاکہ مسلمانوں کی زندگی میں جو خوف ناک رخنے پڑ گئے ہیں، اُن کا سدباب کیا جاسکے۔ حکیم الاسلام مولانا قاری محمد طیب قاسمی ۱۸۵۷ء کی جنگِ آزادی کے بعد برصغیر کی صورت حال بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"ان حالات سے یقین ہو چلا تھا کہ اسلام کا چمن اب اُجڑا اور یہ کہ اب ہندوستان بھی اسپین کی تاریخ دُہرانے کے لیے کمربستہ ہو چکا ہے کہ اچانک چند نفوسِ قدسیہ نے بالہامِ خداوندی اپنے دل میں ایک خلش اور کسک محسوس کی۔ یہ خلش علومِ نبوت کے تحفظ، دین کو بچانے اور اس کے راستے سے ستم رسیدہ مسلمانوں کو بچانے کی تھی۔ وقت کے یہ اولیاء اللہ ایک جگہ جمع ہوئے اور اس بارے میں اپنی اپنی قلبی واردات کا تذکرہ کیا، جو اس پر مجتمع تھیں کہ اس وقت بقائے دین کی صورت بجز اس کے اَور کچھ نہیں کہ دینی تعلیم کے ذریعے مسلمانانِ ہند کی حفاظت کی جائے۔ تعلیم و تربیت کے راستے سے ان کے دل و دماغ کی تطہیر کر کے ان کی بقا کا سامان کیا جائے۔ اس کی واحد صورت یہی ہے کہ ایک درس گاہ قائم کی جائے، جس میں علومِ نبویہ پڑھائے جائیں۔ ان ہی کے مطابق مسلمانوں کی دینی، معاشرتی اور تمدنی زندگی اسلامی سانچوں میں ڈھالی جائے۔ جس سے ایک طرف تو مسلمانوں کی داخلی رہنمائی ہو اور دوسری طرف خارجی مدافعت، نیز مسلمانوں میں صحیح اسلامی تعلیمات بھی پھیلیں اور ایمان دارانہ سیاسی شعور بھی بیدار ہو"۔

(مجموعہ رسائل حکیم الاسلام، ج۷، ص۲۶۰،۲۶۱)

تاریخ دارالعلوم دیوبند کے مصنف سید محبوب رضوی لکھتے ہیں:

"دارالعلوم دیوبند صرف ایک دینی تعلیم گاہ ہی نہیں ہے، بلکہ درحقیقت ایک مؤثر اور فعال تحریک ہے۔ اس تحریک نے مسلمانوں کے عقائد اور اعمال کے خس و خاشاک کو جدا کر کے ان کو صاف اور بے میل اسلام سے روشناس کیا۔ انہیں شرک اور توہمات سے نجات دی۔ مسلمانوں کے دلوں سے خوف اور ڈر دور کر کے انہیں سیاسی اعتبار سے اس لائق بننے میں مدد بہم پہنچائی کہ وہ آزادی کی تحریک میں قائدانہ طور پر حصہ لے کر مسلمانوں کے قومی وقار کو بلند کر سکیں۔ تعلیمی، اصلاحی اور سیاسی لحاظ سے زندگی کا کوئی گوشہ ایسا نہیں ہے، جس میں انہوں نے اپنی عظیم الشان خدمات کا نقش قائم نہ کیا ہو۔ اس تحریک کی افادیت صرف اندرون ملک تک ہی محدود نہیں رہی، بلکہ دور دور تک اس کے حلقۂ اثر کا دائرہ وسیع ہو گیا۔ اس لیے صرف برصغیر ہی کا نہیں، بلکہ ایشیا کا بھی دارالعلوم دیوبند ایک انقلاب آفریں مرکز بن گیا۔

تیرہویں صدی ہجری کے ہندوستان میں مسلمانوں کے سامنے دو اہم مسئلے تھے۔ ایک مسئلہ مسلمانوں کے عقائد و اعمال کا تھا۔ اور دوسرے کی نوعیت سیاسی تھی۔ جس کا مقصد ہندوستان کو سامراجی اقتدار سے نجات دلانا تھا۔ ہندوستان میں مغل سلطنت کے زوال کے ساتھ ساتھ اسلامی زندگی کی قدریں بھی تباہ ہوگئی تھیں۔ اسلام کے سیدھے سیدھے فطری اصولوں کی جگہ شرک و بدعت اور رسوم و رواج نے لے لی تھی۔ توحید کا وہ خالص اعتقاد، جو اسلامی عقیدے کی جان ہے، اسلامی تعلیم کی یہ روح شرک و بدعت کے پیہم حملوں سے مضمحل ہوگئی تھی۔ حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی کے بعد حضرت سید احمد شہید، حضرت مولانا محمد اسماعیل شہید، حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی اور حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمہم اللہ نے اسلامی روح کی حفاظت کی اور تحریک کو آگے بڑھانے کی کامیاب کوشش فرمائی۔ حضرت نانوتوی رحمہ اللہ نے اعتقادی اور معاشرتی اصلاح کی زبردست جدوجہد کی۔ انہوں نے اسلامی مسائل کو عقلی دلائل سے مستحکم کیا۔ تباہ کن رسم و رواج کی مخالفت کی۔ بیواؤں کے نکاح، عورتوں کے حقِ وراثت اور معاشرتی اونچ نیچ کے خاتمے کی بھرپور کوشش کی۔ حقیقت یہ ہے کہ ان کی مساعی کا ہندوستان کے ہر گوشے پر اثر پڑا۔ مسلمانوں کی بڑی تعداد اس سے متاثر ہوئی۔ یہ حالات تھے، جن میں اکابر دارالعلوم نے اسلامی عقائد، دینی تعلیم و تربیت اور سیاسی جدوجہد کے گوناگوں مقاصد کو بروئے کار لانے کے لیے دینی مدارس کے قیام کو ضروری قرار دیا۔ اس سلسلے میں سب سے پہلے دارالعلوم دیوبند منصۂ شہود پر جلوہ گر ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے دارالعلوم کی تحریک کو شرفِ قبول عطا فرمایا۔ ملک کے طول و عرض میں ہر طرف لوگوں نے اس کی آواز پر لبیک کہا۔ اوہام و رسوم اور شرک و بدعت کے جو گھرے بادل ہندوستان کی فضاؤں میں چھائے ہوئے تھے، رفتہ رفتہ چھٹنے شروع ہوگئے۔ ان کی جگہ کتاب و سنت کے احکام پر عمل کیا جانے لگا"۔

(تاریخ دارالعلوم دیوبند، ج۱ص۱۴۰تا۱۴۲)

(جاری ہے)

☆☆☆☆☆

مسلمانوں پر جہاد فرض ہے!

مفتی تقی عثمانی صاحب دامت برکاتہم العالیہ

مفتی تقی عثمانی صاحب دامت برکاتہم العالیہ نے یہ درس ۲۰۰۱ء میں امارت اسلامیہ افغانستان پر صلیبی حملے کے تقریباً ایک ہفتے بعد ارشاد فرمایا۔ اس درس میں فضیلتِ جہاد کا بھی ذکر ہے اور فرضیتِ جہاد کا بھی...جہادی امور کی انجام دہی کے سلسلے میں کن کن کاموں کے ذریعے نصرتِ جہاد کا فریضہ ادا ہو سکتا ہے' اس کا بھی بیان ہے اور مسلمان ممالک پر مسلط خائن حکومتوں کے کردار کا بھی تذکرہ ہے.... حضرت نے یہ سب کچھ شرعی احکامات و تعلیمات کے مطابق بیان کیا ہے۔ اور اسے کچھ زیادہ عرصہ بھی نہیں گزرا، محض سترہ سال ہی بیتے ہیں لیکن آج لمحۂ موجود یعنی ۲۰۱۸ء میں اِن شرعی احکامات کی بجا آوری کرنے اور ان پر عمل پیرا ہونے والوں کے لیے "پیغام پاکستان" جیسے سرکاری و درباری فتاویٰ جاری کیے جاتے ہیں اور صلیبی لشکروں اور اُن کے غلام جرنیلوں کے غیض وغضب سے خود کو بچانے کے لیے دین و شریعت سے صریح متصادم موقف اختیار کر کے امت کو آئمۃ الکفر اور اُن کے غلام حکمرانوں کی غلامی در غلامی کا سبق پڑھایا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ تمام مسلمانوں کو شریعتِ اسلامیہ سے اس علمی و عملی انحراف کرنے والوں کے شر سے محفوظ رکھے، اپنے دین کی علو و برتری کے لیے تمام طواغیت عالم کے خلاف جہاد و قتال کے شرعی منہج پر مضبوطی سے جمے رہنے کی توفیق عطا فرمائے اور نفاذِ دین اور اعلائے کلمۃ اللہ کی راہ میں آنے والی آزمائشوں، مصائب و ابتلا اور کٹھن و دشوار منزلوں کو دیکھ کر ایسی مداہنت و ذلت میں پڑنے سے محفوظ رکھے کہ جس کے بعد معرکہ ایمان و کفر میں ہمارا سارے کا سارا وزن کفر کے سرداروں اور اُن کے غلاموں کے پلڑوں کو مضبوط کرنے کا سبب بن جائے، آمین۔ [ادارہ]

إن الحمد لله نحمده ونستعينه ونستغفره ونتوب إليه ونعوذ بالله من شرور أنفسنا ومن سيئات أعمالنا من يهده الله فلا مضل له ومن يضلل فلا هادي له .. وأشهد أنه لا آله إلا الله وحده لا شريك له وأشهد أن محمد عبده ورسوله صلى الله عليه وعلى آله و أصحابه وسلم تسليماً كثيرا.. أما بعد:

يُحْشَرُ الْمُتَكَبِّرُونَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَمْثَالَ الذَّرِّ فِي صُوَرِ الرِّجَالِ يَغْشَاهُمُ الذُّلُّ مِنْ كُلِّ مَكَانٍ، فَيُسَاقُونَ إِلَى سِجْنٍ فِي جَهَنَّمَ يُسَمَّى بُولَسَ تَعْلُوهُمْ نَارُ الْأَنْيَارِ يُسْقَوْنَ مِنْ عُصَارَةِ أَهْلِ النَّارِ طِينَةَ الْخَبَالِ (رواه الترمذي أبواب صفة القيامة – حديث رقم ٢٤٩٢)

"قیامت کے دن تکبر کرنے والوں کو انسانی صورتوں میں چیونٹیوں کی مانند بنا کر جمع کیا جائے گا۔ ان پر ہر طرف سے ذلت مسلط کر دی جائے گی۔ انہیں جہنم میں بولس نامی جیل کی طرف ہانکا جائے گا۔ شدید قسم کی آگ انہیں اپنی لپیٹ میں لے لے گی۔ 'طینۃ الخبال' یعنی اہل جہنم کے جسموں سے نکلنے والے خون اور پیپ کی آلائش انہیں پینے کو دی جائے گی"۔

اس حدیث میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ متکبرین (تکبر کرنے والے) قیامت کے دن ان کا اس طرح حشر ہو گا کہ وہ چیونٹیوں کی مانند ہوں گی، صورتیں تو ان کی انسانوں کی ہوں گی لیکن ان کا قدو قامت اور ان کی جسامت گھٹا کر چیونٹیوں کے برابر کر دی جائے گی۔ یعنی وہ دنیا میں اپنے آپ کو بڑا سمجھتے تھے، دوسروں پر اپنی بڑائی جتلاتے تھے تو قیامت کے دن اللہ ان کو ایسے اٹھائیں گے جیسے چیونٹیوں کی طرح چھوٹا کر کے اٹھائیں گے، ان پر ذلت چھائی ہوئی ہو گی ہر طرف سے اور ان کو ہنکا کر لے جایا جائے گا جہنم کے ایک قید خانے کی طرف جس کا نام "بولس" ہے۔ اور ان کے اوپر آگ ہی آگ کی برسات ہو گی۔ اور ان کو دوزخی لوگوں یعنی جہنمیوں کے خون اور پیپ کا بدبودار پانی، پینے کے لیے دیا جائے گا، یہ انجام بتایا متکبرین کا! اللہ جل شانہ کو کبر اور تکبر کی بیماری اور اس کا گناہ اس قدر ناپسند ہے۔

جیسا کہ پچھلی حدیثوں میں اسی باب کے اندر آپ نے پڑھا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ کبر اور بڑائی تو میری چادر ہے اور جو شخص اس میں میرے ساتھ جھگڑے گا میں اس کی گردن مروڑ کر رکھ دوں گا اور پھر اس کا انجام بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بتا دیا ہے کہ قیامت کے دن ان لوگوں کے لیے اللہ تعالیٰ نے جو عذاب مقرر فرما رکھا ہے، وہ ایک تو یہ ہے کہ جتنا وہ بڑا بنتے تھے اتنا ہی ان کو چھوٹا کر دیا جائے گا، چیونٹیوں کی شکل میں اور پھر ان کو ہنکا کر اس قید خانے کی طرف لے جایا جائے گا، جہاں ان کا پینے کا سامان دوزخیوں کے خون اور پیپ کا ہو گا، اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو اس سے محفوظ رکھے۔ یہ حدیث میں نے اس وقت آپ کے سامنے پڑھ لی اس خیال سے کہ ہم اتوار کے دن مختصر سی احادیث پڑھا کرتے ہیں تو اس کا ناغہ نہ ہو اور کم از کم ایک حدیث ہو جائے اس لیے یہ حدیث پڑھ دی۔ ورنہ واقعہ یہ ہے کہ اس وقت صورت حال کچھ ایسی ہے، مسلمانوں کی کہ اس وقت کسی اور موضوع پر بات کرنے کو دل نہیں چاہتا۔ لیکن اتفاق سے حدیث بھی وہ آ گئی جس میں اللہ تعالیٰ نے متکبرین کا انجام بیان فرمایا اور اس وقت متکبرین اور تکبر کا جو اعلیٰ ترین مظاہرہ جو پیش کیا جا رہا ہے دنیا ئے کفر کی طرف سے اور خاص طور پر امریکہ کی طرف سے کہ اس نے اپنے آپ کے بارے میں یہ سمجھ لیا ہے کہ گویا خدائی اس کے پاس آ گئی ہے اور تکبر، متکبرانہ بیانات، متکبرانہ کارروائیاں اس دھڑلے کے ساتھ کر رہا ہے کہ گویا پوری دنیا کی خدائی اس کے قبضے میں آ گئی۔ العیاذ باللہ العلی العظیم، اللہ اکبر کبیرا۔



تقبل الله منا ومنكم صالح الأعمال وكل عام وأنتم بخير

فليس العيد لمن لبس الجديد ولكن العيد لمن صدع بالتوحيد

فليس العيد لمن لبس الجديد ولكن العيد لمن كفر بالشرك والتنديد

فليس العيد لمن لبس الجديد ولكن العيد لمن جاهد أولياء الشرك والتنديد

نئے کپڑے پہننے کا نام عید نہیں بلکہ حق کے ساتھ چمٹ کر رہنے کا نام عید ہے

نئے کپڑے پہننے کا نام عید نہیں بلکہ کفر و شرک کے خلاف جہاد کرنے کا نام عید ہے

نئے کپڑے پہننے کا نام عید نہیں بلکہ صلیبیوں اور ان کے معاونین کے خلاف قتال کرنے کا نام عید ہے

غرۂ شوال

غرۂ شوال! اے نور نگاہ روزہ دار
آ کہ تھے تیرے لیے مسلم سراپا انتظار
تیری پیشانی پہ تحریر پیام عید ہے
شام تیری کیا ہے، صبح عیش کی تمہید ہے
سرگزشت ملت بیضا کا تو آئینہ ہے
اے مہ نو! ہم کو تجھ سے الفت دیرینہ ہے
جس علم کے سائے میں تیغ آزما ہوتے تھے ہم
دشمنوں کے خون سے رنگیں قبا ہوتے تھے ہم
تیری قسمت میں ہم آغوشی اسی رایت کی ہے
حسن روز افزوں سے تیرے آبرو ملت کی ہے
آشنا پرور ہے قوم اپنی، وفا آئیں ترا
ہے محبت خیز یہ پیراہن سیمیں ترا
اوج گردوں سے ذرا دنیا کی بستی دیکھ لے
اپنی رفعت سے ہمارے گھر کی پستی دیکھ لے!
قافلے دیکھ اور ان کی برق رفتاری بھی دیکھ
رہرو درماندہ کی منزل سے بیزاری بھی دیکھ
دیکھ کر تجھ کو افق پر ہم لٹاتے تھے گہر
اے تہی ساغر! ہماری آج ناداری بھی دیکھ
فرقہ آرائی کی زنجیروں میں ہیں مسلم اسیر
اپنی آزادی بھی دیکھ، ان کی گرفتاری بھی دیکھ
دیکھ مسجد میں شکست رشتۂ تسبیح شیخ
بت کدے میں برہمن کی پختہ زناری بھی دیکھ
کافروں کی مسلم آئینی کا بھی نظارہ کر
اور اپنے مسلموں کی مسلم آزاری بھی دیکھ
بارش سنگ حوادث کا تماشائی بھی ہو
امت مرحوم کی آئینہ دیواری بھی دیکھ
ہاں، تملق پیشگی دیکھ آبرو والوں کی تو
اور جو بے آبرو تھے، ان کی خودداری بھی دیکھ
جس کو ہم نے آشنا لطف تکلم سے کیا
اس حریف بے زباں کی گرم گفتاری بھی دیکھ
ساز عشرت کی صدا مغرب کے ایوانوں میں سن
اور ایراں میں ذرا ماتم کی تیاری بھی دیکھ
چاک کر دی ترک ناداں نے خلافت کی قبا
سادگی مسلم کی دیکھ، اوروں کی عیاری بھی دیکھ
صورت آئینہ سب کچھ دیکھ اور خاموش رہ
شورش امروز میں محو سرود دوش رہ

علامہ محمد اقبالؒ

لیکن اللہ جل جلالہ کی بھی قدرت کے کرشمے ہیں عجیب و غریب کہ جو ملک اس قدر تکبر کے اندر ڈوبا ہوا ہے اور اس کے آگے لوگ اتنے ڈرے اور سہمے ہوئے ہیں کہ ساری دنیا میں سے کوئی حق کہنے کی جرات نہیں پارہا۔ وہ جو دنیا کا طاقت ور ترین ملک ہے وہ دنیا کے کمزور ترین ملک کے اوپر حملہ آور ہے ساری دنیا کی سب سے بڑی طاقت جو کہلاتی ہے اور حملہ آور ہے کس پر؟ ایسے ملک پر کہ دنیا میں اس سے زیادہ کمزور اور بے سرو سامان ملک کوئی نہیں ہے وہ ملک جس کو اکثر دنیا ملک سمجھنے کے لیے اور حکومت تسلیم کرنے کے لیے تیار نہیں ہے، اس پر حملہ آور ہے اور مقابلہ بھی ہاتھی اور چیونٹی کا بھی مقابلہ نہیں ہے جو اس وقت ہو رہا ہے۔ لیکن اللہ جل جلالہ کی قدرت کا کرشمہ ہے کہ یہ آج ہفتہ پورا ہو رہا ہے کہ بموں کے اور میزائلوں کی بارش ہو رہی ہے اس عظیم ترین طاقت کی طرف سے ہو رہی جسے سپر پاور کہا جاتا ہے اور جو خدائی کے دعوے کر رہی ہے اور اس کمزور ملک کے اوپر ہو رہی ہے جو دنیا کا کمزور ترین ملک ہے۔ جہاں ہر رات، ہر صبح قیامت توڑی جا رہی ہے بموں کے ذریعے اور میزائلوں کے ذریعے اور ساری طاقت کا زور صرف کیا جارہا ہے اور تکبر عالم تو یہ تھا کہ یہ خیال تھا دو دن کے اندر یہ معاملہ نمٹا لیں گے۔ لیکن اللہ تبارک و تعالیٰ اپنی قدرت کے کرشمے دکھا رہا ہے کہ ایک ہفتے کی مسلسل بم باری کے باوجود اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے کوئی ایسا بڑا نقصان جو ان کے حق میں مہلک ہو وہ ابھی تک نہیں پہنچا سکے اور بار بار کے اعلانات کے بعد کہ ہم زمین سے حملہ کریں گے لیکن ابھی تک زمین پر ان سے حملہ کرنے کی جرائت نہیں ہو سکی۔ ابھی میرے بھائی صاحب مفتی مولانا رفیع صاحب دامت برکاتہم کے پاس کل، پرسوں ایک فون آیا ہے کابل سے، تو ان سے پوچھا گیا کہ آپ کابل کے اندر ہیں روز بم باری ہو رہی ہے روز میزائلوں کی قیامت ٹوٹ رہی ہے، تو آپ کا کیا حال ہے؟ انہوں نے کہا ہاں کچھ پٹاخے ضرور پھوٹے ہیں اور ان میں سے بعض لوگ اس میں زخمی یا شہید بھی ہوئے ہیں لیکن الحمد للہ جو ہماری طاقت ہے اللہ کے فضل و کرم سے برقرار ہے۔

اللہ تبارک و تعالیٰ کے فضل و کرم سے تو اللہ تعالیٰ یہ دکھا رہے ہیں، دنیا میں بھی یہ دکھا رہے ہیں کہ وہ ملک جو تکبر اور غرور کے اندر جس کی گردن تنی ہوئی ہے، سینا اکڑا ہوا ہے وہ اپنی ساری توانائیاں خرچ کر کے، ایڑی سے چوٹی تک کا زور لگا کر بھی ابھی تک، وہ اپنے مقاصد حاصل نہیں کر سکا! اللہ تعالیٰ دکھا رہے ہیں کہ خدائی تیری نہیں ہے خدائی اللہ کی ہے! تو یہ معاملہ ہو رہا ہے، اس لیے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ کی اس قدرت کا کرشمہ یہ اللہ تبارک و تعالیٰ کی سنت ہے، سنت جاری یہ ہے کہ إِن تَنصُرُوا اللَّهَ يَنصُرْكُمْ ''اگر تم اللہ کی مدد کرو گے اللہ کے دین کی مدد کرو گے تو اللہ تبارک و تعالیٰ تمہاری مدد کرے گا''۔ یہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے قانون بیان فرما دیا قرآن کریم کے اندر۔ اگر کہیں نصرت میں کمی آئے یا نصرت نہ ہو تو اس کا مطلب یہ ہے کہ ہم نے اللہ کے دین کی مدد نہیں کی اس لیے اللہ کی نصرت نہیں آئی۔ لیکن جب اللہ تبارک و تعالیٰ کے دین کی نصرت کرنے کے لیے مسلمان کمربستہ ہو جائیں تو اللہ کی طرف سے ضرور نصرت آتی ہے، آکر رہے گی۔

لہٰذا اس وقت دل چاہتا ہے کہ آج دین کے اس عظیم رکن کے بارے میں کچھ بات کی جائے جو ایک عرصہ دراز سے ہمارے ہاں فراموش کیا ہوا ہے اور وہ ہے جہاد کا رکن اعظم۔ اللہ جل جلالہ نے ہمارے اوپر جو فرائض عائد فرمائے ہیں وہ جس طرح نماز ہے، روزہ ہے، حج ہے، زکوٰۃ ہے اسی طرح ایک عظیم فریضہ جہاد کا فریضہ ہے اور یہ وہ فریضہ ہے کہ ہماری تقریروں میں، ہمارے، وعظوں میں، ہماری مجلسوں میں ایک عرصہ دراز سے چھوٹا ہوا ہے اس کا بیان۔ اور ایک حدیث میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے خطاب کرتے ہوئے ارشاد فرمایا تھا کہ ''ایک وقت ایسا آئے گا کہ تمہارے دشمن آپس میں ایک دوسرے کو تمہیں تباہ کرنے کے لیے اس طرح دعوت دیں گے جیسے کہ دستر خوان پر کھانا کھانے کی دعوت دی جاتی ہے کہ آؤ ان کے اوپر حملہ کریں، آؤ ان کو لوٹیں، آؤ ان کو کھائیں، اس طرح دعوت دیں گے جیسے کہ دستر خوان پر کھانے کی دعوت دی جاتی ہے اس طرح تمہارے دشمن ایک دوسرے کو دعوت دیں گے''۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے جب یہ بات فرمائی تو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی سمجھ میں نہیں آئی کہ انہوں نے کھلی آنکھوں نبی سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات دیکھے تھے اور جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جہاد میں شریک ہوئے تو دیکھا کہ ۳۱۳ نہتے صحابہ، ایک ہزار مسلح سورماؤں پر غالب آگئے تو اسی طریقے سے اللہ تبارک و تعالیٰ نے فتح و نصرت سے نواز تو دشمن کیسے غالب آجائیں گے مسلمانوں کے اوپر تو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے پوچھا کہ کیا اس وقت مسلمانوں کی تعداد کم ہو گی؟ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہیں، کم نہیں ہو گی بلکہ مسلمانوں کی تعداد بہت زیادہ ہو گی لیکن ان کی مثال ایسی ہو گی کہ جیسے کہ سیلاب میں بہتے ہوئے تنکے ان کو جمع کیا جائے تو بے شمار تنکے ہوں گے لیکن ان کی اتنی کوئی طاقت نہیں ہو گی وہ سیلاب کی رو میں بہتے ہوئے جا رہے ہیں۔

دوسری حدیث میں جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ ایسا کیوں ہو گا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ اس وجہ سے ہو گا کہ دنیا کی محبت تم پر غالب آجائے گی اور موت سے تم ڈرنے لگو گے اور جہاد سبیل اللہ کو ترک کر دو گے۔ تین باتیں فرمائیں کہ دنیا کی محبت غالب آجائے گی اپنے مال کی، اپنی اولاد کی، اپنے گھر بار کی محبتیں غالب آجائیں گی۔ ان محبتوں کی وجہ سے تم موت سے ڈرنے لگو گے کہ تمہیں موت نہ آجائے اور اس وجہ سے اللہ کے راستے میں جہاد کرنا ترک کر دو گے تو یہ تمہارا حشر بن جائے گا۔ اللہ بچائے ایک عرصہ دراز سے ہم لوگ اس صورت حال میں مبتلا ہیں کہ جہاد فی سبیل اللہ کو ہم نے چھوڑا ہوا ہے اس کے نتیجے میں یہ صورت حال پیدا ہو گئی لیکن اللہ

تبارک و تعالیٰ کے فضل و کرم سے کہ اللہ کے کچھ بندے کھڑے ہوئے انہوں نے کچھ کام شروع کیا اور اب اس وقت کہ آج موقع ہے اس بات کا کہ اس دین کے رکن اعظم یعنی جہاد فی سبیل اللہ کے حصہ دار بننے کی سعادت حاصل کرے وہ میں ابھی عرض کروں گا ۔لیکن کچھ آیتیں ہیں جو قرآن کریم کی ایک خاص پس منظر میں آئی ہیں اور موجودہ حالات میں ان کو سمجھنا اور ان پر عمل کرنا ان شاءاللہ مفید ہو گا قرآن کریم میں آتا ہے کہ

الَّذِينَ اسْتَجَابُوا لِلَّهِ وَالرَّسُولِ مِن بَعْدِ مَا أَصَابَهُمُ الْقَرْحُ لِلَّذِينَ أَحْسَنُوا مِنْهُمْ وَاتَّقَوْا أَجْرٌ عَظِيمٌ O الَّذِينَ قَالَ لَهُمُ النَّاسُ إِنَّ النَّاسَ قَدْ جَمَعُوا لَكُمْ فَاخْشَوْهُمْ فَزَادَهُمْ إِيمَانًا وَقَالُوا حَسْبُنَا اللَّهُ وَنِعْمَ الْوَكِيلُ O فَانقَلَبُوا بِنِعْمَةٍ مِّنَ اللَّهِ وَفَضْلٍ لَّمْ يَمْسَسْهُمْ سُوءٌ وَاتَّبَعُوا رِضْوَانَ اللَّهِ ۗ وَاللَّهُ ذُو فَضْلٍ عَظِيمٍ O إِنَّمَا ذَٰلِكُمُ الشَّيْطَانُ يُخَوِّفُ أَوْلِيَاءَهُ فَلَا تَخَافُوهُمْ وَخَافُونِ إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ

یہ چند آیتیں ہیں قرآن کریم کی، ان کو ذرا سمجھ لیجیے اور اس کا جو پس منظر ہے وہ ذہن نشین کر لیں موجودہ حالات کے اندر یہ ہمیں بہت بڑی رہ نمائی دے رہی ہیں یہ آیات! یہ آیتیں نازل ہوئیں ایک خاص پس منظر میں ہر مسلمان جانتا ہے کہ غزوہ احد کے موقع پر مکہ مکرمہ کے کفار جمع ہو کر بڑے سازوسامان کے ساتھ مدینہ منورہ پر حملہ آور ہوئے غزوہ احد کے موقع پر حضور اقدس نبی کریم سرور دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے شہر سے باہر نکل کر جبل اُحد کے دامن میں اُن کا مقابلہ کیا، اس جنگ کے اندر ابتدا میں مسلمانوں کو واضح طور پر فتح ہوئی لیکن بعد میں بعض نوجوانوں کے غلط فیصلے کی وجہ سے کچھ دیر کے لیے مسلمانوں کو شکست کا سامنا کرنا پڑا اور (باقی) واقعہ تقریباً ہر مسلمان جانتا ہے کہ اُس جنگ میں تقریباً ستر صحابہ کرام شہید ہوئے اور اس بے سروسامانی کے عالم میں شہید ہوئے کہ بہت سوں کو کفن دینے کے لیے کپڑا بھی پورا نہیں تھا اگر سر ڈھکتے تھے تو پاؤں کھل جاتے تھے اور اگر پاؤں ڈھکتے تھے تو سر کھل جاتا تھا۔ ایسے بھی تھے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین! ستر صحابہ کرام شہید ہوئے اور بعض دوسرے صحابہ کرام شدت کے ساتھ زخمی ہوئے اور خود نبی کریم سرور دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کے دہن مبارک کے اوپر حملے ہوئے اور اس کے نتیجے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے انحسار مبارک کے اندر لوہے کی کڑیاں پیوست گئیں، دندان مبارک شہید ہوئے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم خون سے لہولہان ہوئے۔

پھر بالآخر یہ ہوا کہ ابوسفیان کا جو لشکر حملہ کرنے کے لیے آیا تھا وہ پھر بالآخر مسلمانوں نے ان پر ایک طرح سے غلبہ پایا پھر وہ واپس جانے پر مجبور ہو گیا، واپس چلا گیا لیکن واپس جانے کے بعد جب کچھ میل کا فاصلہ طے کر کے ایک جگہ قیام کیا تو وہاں ابوسفیان کو کچھ ہوش آیا، وہ اپنے ساتھیوں کو کہنے لگا کہ ہم تو اچھی خاصی جیتی ہوئی جنگ چھوڑ کر آگئے اور ہم غالب آچکے تھے مسلمانوں کے اوپر، لیکن غالب ہونے کے بعد ہم نے اس غلبے سے فائدہ نہیں اٹھایا اور اس کی بجائے ہم لوٹ کر آگئے اور نہ کوئی مال غنیمت کچھ خاص لے کر آئے اور نہ کوئی قیدی ساتھ لے کر آئے اور نہ مدینے منورہ پر قبضہ کر سکے تو اس نے کہا کہ میرا خیال ہے کہ اب ہم دوبارہ پلٹ کر مدینہ منورہ پر حملہ کریں، اس وقت مسلمان زخموں سے چور ہیں اور لڑائی سے تھکے ہوئے ہیں اور اس وقت ہم ان پر حملہ کریں گے تو مسلمان اس حملے کی تاب نہیں لا سکیں گے اور ہمیں مکمل فتح مدینہ منورہ پر حاصل ہو جائے گی اور پھر اس کے کچھ ساتھیوں نے بھی اس کی تائید کی کہ یہ بات صحیح ہے اور ہمیں ان پر حملہ کرنا چاہیے۔

لیکن ساتھ ساتھ اس کے دل میں خوف تھا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ دوبارہ حملہ کریں اور دوبارہ حملے کے نتیجے میں خواہ مخواہ شکست سے دوچار ہو جائیں لہٰذا ایک شخص جو وہاں سے مدینہ منورہ جا رہا تھا تو اس سے پوچھا کہ کہاں جا رہے ہو تو اُس نے کہا مدینے تو انہوں نے کہا کہ ہمارا ایک کام کرو کہ جا کر وہاں مسلمانوں کو خوف زدہ کرو اور ان کو بتاؤ کہ ابوسفیان نے تمہارے خلاف ایک بہت بڑا لشکر جرار تیار کر لیا ہے جس کا مقابلہ کرنے کی تمہارے اندر ہمت نہیں ہو گی اور جا کر ان کو ڈراؤ تو اس سے پہلے تو ان کے دل پر رعب طاری ہو گا اور ہم اس کے بعد حملہ آور ہوں گے تو وہ مرغوب ہونے کی حالت میں ہمارا مقابلہ نہیں کر سکیں گے۔

چنانچہ یہ شخص مدینہ منورہ پہنچا اُس وقت حضور اکرم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ کرام کے ساتھ وہیں میدان احد میں تشریف فرما رہے تھے اور ستر صحابہ کرام کے شہید ہونے کا صدمہ تھا۔ ان میں حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو آپ کے سگے چچا تھے جنہوں نے احد کے میدان پر حملہ آنے کی خبر سن کر تین دن سے روزہ رکھا ہوا تھا اور ان کو شہید کیا گیا کہ اُن کے جسم کا ایک ایک عضو کاٹا گیا اور ان کا کلیجہ لے کر چبایا گیا، اس حالت میں اُن کو شہید کیا گیا تھا وہ شہداکا صدمہ الگ تھا جنگ سے فارغ ہو کر مسلمان تھکن سے چور تھے اور زخموں سے سرشار تھے۔ اس حالت میں اچانک ایک شخص آکر کہتا ہے کہ آپ کے لیے ابوسفیان نے بہت بڑا لشکر تیار کیا ہے اور آپ کے اوپر حملہ آور ہونا چاہتا ہے۔

اس وقت میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس زخموں سے چور ہونے کی حالت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام سے فرمایا کہ ابوسفیان کے اس ارادے کا جواب یہ ہے کہ ہم اس کے آنے کا انتظار نہ کریں بلکہ اس سے آگے بڑھ کر اس پر حملہ کریں۔ چنانچہ فرمایا میں یہاں سے روانہ ہو رہا ہوں بتاؤ میرے ساتھ کون چلتا ہے اور یہ بھی کہا کہ اس غزوے میں شریک ہونے کے لیے اجازت صرف اُن لوگوں کو ہو گی جو کل کے غزوے میں شریک یعنی احد کے غزوے میں ہمارے ساتھ شریک تھے تو اُن کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعوت دی تو صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ اجمعین حالانکہ زخموں سے چور تھے تھکے ہوئے تھے، ایک جنگ سہہ

چکے تھے اس کے باوجود تمام صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ اجمعین نے بیک وقت آواز کہا کہ ہم سب آپ کے ساتھ جائیں گے اور کہا کہ حسبنا اللہ و نعم الوکیل کہ ہمارے لیے اللہ کافی ہے وہ بہترین کارساز ہے، یہ جواب دیا صحابہ کرام رضوان اللہ علیہ اجمعین نے!

صرف ایک صحابی تھے سیدنا جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ وہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آکر عرض کیا کہ اس غزوے میں میرے والد شہید ہو گئے ہیں حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ اور اپنے پیچھے نو بیٹیاں چھوڑ کر گئے ہیں اور وہ نو بیٹیاں چھوڑ کر جب شہید ہونے لگے تھے تو چلتے چلتے مجھے وصیت کی تھی کہ بیٹا میں اپنے پیچھے تمہاری بہنیں چھوڑ کر جا رہا ہوں تو اُن کو کبھی تنہا مت چھوڑنا تو اُن کی اس وصیت کا تقاضا یہ ہے کہ میں تو جا کر اپنی بہنوں کی دیکھ بھال کروں مگر دوسری طرف میرے دل میں جہاد کا شوق ہے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ میں آپ کے ساتھ کسی غزوے میں شریک ہونے سے رہ نہ جاؤں، تو میں کیا اختیار کروں کہ اپنی بہنوں کے پاس جاؤں اور اپنے باپ کی وصیت پوری کروں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جہاد کرنے کی فضیلت حاصل کروں؟ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس وقت تمہارے ذمے تمہاری بہنوں کا حق ہے اور اس وقت تم بہنوں کے پاس جاؤ مگر اللہ تعالیٰ تمہیں اجر اتنا ہی عطا فرمائیں گے۔

تو یہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہ وسلم کا لشکر روانہ ہوا اور بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ لشکر سارے راستے یہ پڑھتا چلا گیا کہ حسبنا اللہ و نعم الوکیل کہ ہمارے لیے اللہ کافی ہے اور رب کریم کارساز ہے۔ اللہ تعالیٰ کا کرنا ایسا ہوا کہ جب ابو سفیان کو خبر ہوئی کہ بجائے ہم جا کر حملہ آور ہوں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم اپنا لشکر لے کر تشریف لا رہے ہیں تو اس کے دل پر ایسا رعب اور ایسا خوف طاری ہوا کہ وہ وہاں سے دم دبا کر بھاگ گئے۔ یہ غزوہ حمراء الاسد کہلاتا ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم حمراء الاسد مقام پر تھے کہ وہاں سے واپس آگئے۔

یہ آیات جو ابھی آپ کو سنائی تھیں اس میں اللہ تعالیٰ نے ان واقعات کی طرف اشارہ فرمایا صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی تعریف فرمائی کی یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی پکار کا جواب دیا "مِن بَعْدِ مَا أَصَابَهُمُ الْقَرْحُ" جب کہ ان کو زخم لگ چکا تھا یعنی غزوہ احد کے موقع پر ان کے بے شمار ساتھی، رشتے دار شہید ہو چکے تھے خود وہ بھی زخمی تھے پھر بھی انہوں نے اللہ کی پکار کا جواب دیا پھر فرمایا کہ

لِلَّذِينَ أَحْسَنُوا مِنْهُمْ وَاتَّقَوْا أَجْرٌ عَظِيمٌ

"ان سب لوگوں کو جنہوں نے بہترین کارنامہ انجام دیا انہیں اللہ تعالیٰ کے ہاں بہت عظیم اجر ملے گا"۔

پھر فرمایا:

اَلَّذِينَ قَالَ لَهُمُ النَّاسُ إِنَّ النَّاسَ قَدْ جَمَعُوا لَكُمْ فَاخْشَوْهُمْ فَزَادَهُمْ إِيمَانًا وَقَالُوا حَسْبُنَا اللَّهُ وَنِعْمَ الْوَكِيلُ (آل عمران: ۱۷۳)

یہ وہ لوگ ہی کہ لوگوں نے ان کو آکر ڈرانے کی کوشش کی کہ سارے لوگ تمہارے خلاف جمع ہو گئے ہیں فاخشوھم لہٰذا ان سے ڈرو فزادھم ایمانا تو یہ خبر سننے کے بعد ان پر خوف تو کیا طاری ہوتا بلکہ یہ خبر سننے کے نتیجے میں ان کے ایمان میں اور اضافہ ہوا اور انہوں نے کہا حسبنا اللہ و نعم الوکیل ہمارے لیے اللہ کافی ہے اور وہی کارساز ہے

فَانْقَلَبُوا بِنِعْمَةٍ مِّنَ اللَّهِ وَفَضْلٍ لَّمْ يَمْسَسْهُمْ سُوءٌ وَاتَّبَعُوا رِضْوَانَ اللَّهِ

اس کے نتیجے میں یہ غزوہ حمراء الاسد سے واپس آئے اس حالت میں کہ اللہ کی نعمتیں اور فضل ساتھ لے کر واپس آئے کوئی ان کا بال بیکا نہیں کر سکا ان کو کوئی تکلیف نہیں پہنچی۔ وَاللَّهُ ذُو فَضْلٍ عَظِيمٍ اور اللہ تبارک و تعالیٰ بڑا عظیم فضل والا ہے پھر اللہ تبارک و تعالیٰ نے قیامِ قیامت تک مسلمانوں کو یہ پیغام دیا کہ إِنَّمَا ذَٰلِكُمُ الشَّيْطَانُ يُخَوِّفُ أَوْلِيَاءَهُ یاد رکھو کہ شیطان اپنے دوستوں کو خوف میں مبتلا کرتا ہے جو شیطان کے ساتھی اور دوست ہیں اور شیطان کے راستے پر چلنے والے ہیں وہ ان کو خوف میں مبتلا کرتا ہے یہ ہو جائے گا تمہیں فلاں آکر ختم کر دے گا، خوف میں مبتلا کرنا یہ شیطان کا کام ہے، فَلَا تَخَافُوهُمْ تو ہرگز نہ ڈرو ان سے یعنی اللہ کے دشمنوں سے "وَخَافُونِ إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ"، ہاں مجھ سے ڈرو اگر واقعی ایمان رکھنے والے ہو...

یہ پیغام دیا آنے والی تمام امتوں کو قیامِ قیامت تک کے لیے کہ جب کبھی تمہارا اس قسم کی قوتوں سے مقابلہ ہو کہ تمہیں ڈرانے والے ڈرائیں کہ یہ اعدائے اسلام یا دشمنان اسلام تمہیں تباہ کر دیں گے تو ان سے ڈرنے کی بجائے مجھ سے ڈرو اگر ایمان رکھتے ہو تو ان شاء اللہ وہی انجام ہو گا جو غزوہ حمراء الاسد میں اللہ تبارک و تعالیٰ نے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو دکھلایا اور بھروسہ مجھ پر رکھو اور یہ کہو کہ حسبنا اللہ و نعم الوکیل تو بزرگوں نے فرمایا کہ ایسے مواقع پر جب بھی کوئی خطرہ پیش آئے جب بھی کوئی بڑا معاملہ پیش آ جائے جس کے بارے میں آدمی کو فیصلہ کرنا مشکل ہو رہا ہو تو اس وقت انسان کو اس کلمے کا ورد کرتے رہنا چاہیے اور یہ کلمہ ایسے موقعوں پر ہی پڑھنے کا ہے۔

ایک اور بات آپ کو بتا دوں کہ ایک حدیث میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کلمے کو پڑھنے کا طریقہ بھی بتایا کہ اس کلمے کو پڑھنے کا فائدہ اس وقت ہوتا ہے جب انسان اپنے بس میں جتنی کوشش ہے وہ کر گزرے اور پھر یہ کلمہ پڑھے کہ حسبنا اللہ و نعم الوکیل تب تو ہے وہ فائدہ مند اور اگر وہ شخص جو بس میں ہے وہ کوشش نہ کرے اور ہاتھ پر ہاتھ دھرے گھر میں بیٹھا رہے تو اس کلمے کا کوئی فائدہ نہیں اور نہ اس پر اللہ کی مدد کا وعدہ ہے۔ اللہ کی مدد کا وعدہ اس پر ہے جب اپنی طرف سے جو کوشش کر سکتا ہے وہ کر گزرے جیسا کہ صحابہ

کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے حسبنا اللہ و نعم الوکیل کہنے پر اکتفا نہیں کیا بلکہ روانہ ہو گئے اور ساتھ راستے میں حسبنا اللہ و نعم الوکیل کا ورد کرتے رہے، اس لیے جو انسان کے بس میں ہے وہ کر گزرے پھر کہے حسبنا اللہ و نعم الوکیل تو پھر فائدہ ملتا ہے...

ایک حدیث میں حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ وضاحت فرمائی... حدیث میں آتا ہے کہ ایک شخص کا مقدمہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عدالت میں پیش ہوا کہ ان دونوں میں کون ظالم ہے کون مظلوم ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ظالم کے خلاف فیصلہ کر دیا اور مظلوم کے حق میں فیصلہ کر دیا تو وہ شخص جس کے خلاف فیصلہ ہوا تھا تو وہ جب اٹھا تو اس نے کہا حسبی اللہ و نعم الوکیل اور جب وہ یہ کہہ کر چلا گیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کو واپس بلاؤ، جب واپس بلایا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم نے کیا کلمہ کہا تو اس نے کہا کہ میں نے کہا کہ حسبی اللہ و نعم الوکیل تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ غلط کام کر کے اور عاجزی کا مظاہرہ کر کے پڑھنے کا نہیں ہے بلکہ جب کوئی شخص صحیح راستے پر چلے، صحیح تدبیر اختیار کرے اور اس کی طرف قدم بڑھا دے تو پھر جب وہ یہ کلمہ پڑھے تو تب یہ اسے فائدہ دے گا اور یہ کلمہ اب تمہیں فائدہ نہیں دے گا بلکہ جب آدمی حق پر ہو اور سیدھے راستے پر ہو اور جو اپنے بس میں کوشش ہو وہ کر گزرے اور پھر یہ کلمہ پڑھے تو تب اس کا فائدہ ہوتا ہے اور اللہ کی مدد اس کے ساتھ ہوتی ہے۔ اس لیے اس سے یہ معلوم ہوا کہ اس وقت ساری امتِ مسلمہ بہت پریشانی میں مبتلا ہے تو پہلے تو یہ بات یاد رکھنی چاہیے کہ قرآن میں جو آیا ہے کہ

إِنَّمَا ذَٰلِكُمُ الشَّيْطَانُ يُخَوِّفُ أَوْلِيَاءَهُ فَلَا تَخَافُوهُمْ وَخَافُونِ إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ (آل عمران: ۱۷۵)

جو لوگ تمہیں ڈرا رہے ہیں وہ شیطان کے دوست ہیں، شیطان کے دوستوں کو شیطان بتلایا گیا ہے اور اگر تم مومن ہو تو پھر دشمنوں سے ڈرنے کی بجائے مجھ سے ڈرو، اللہ سے ڈرو تو آج ہماری حکومتیں وہ قرآن کریم کے اس حکم پر عمل کر رہی ہیں کہ دشمنوں سے ڈرنے کی وجہ سے انہوں نے یہ سمجھ لیا ہے کہ خدائی امریکہ کے ہاتھ میں آگئی ہے۔ اس کی وجہ سے ہر شخص حق بات کہنے سے اور اس پر ڈٹنے سے ڈر رہا ہے اگر وہ یہ بات ملحوظ خاطر رکھ لیتے جیسا کہ قرآن کریم نے فرمایا ہے کہ ”ان سے نہ ڈرو مجھ سے (اللہ سے) ڈرو اگر ایمان رکھنے والے ہو“۔ تو آج امت اسلامیہ کا مسئلہ حل ہو گیا ہوتا...

اللہ تعالیٰ نے امتِ مسلمہ کو ایسا بنایا ہے، ایسے زنجیر میں پرویا ہے کہ مراکش سے لے کر انڈونیشیا تک اسلامی ممالک کا ایک تار بنا ہوا ہے، اللہ تعالیٰ نے دنیا کے بہترین وسائل ان کو مہیا کیے ہیں، ان کے پاس وہ سرمایہ ہے کہ جس پر دنیا رشک کرتی ہے، ان کے پاس تیل ہے کہ جس کے بارے میں کہا گیا کہ یہ بہتا ہوا سونا ہے، یہاں تک کہ جہاں مسلمان ہوتے ہیں وہاں تیل ہوتا ہے، اللہ تعالیٰ نے یہ وسائل عطا فرمائے ہیں، اللہ تعالیٰ نے بہترین انسانی وسائل انہیں عطا فرمائے ہیں... یہ ساری دنیا کے بیچوں بیچ آباد ہیں، ان کے پاس جنگی حکمت عملی کے لحاظ سے وہ مقامات ہیں کہ اگر یہ ان کو صحیح استعمال کریں تو ساری دنیا کا ناطقہ بند کر سکتے ہیں ان کے پاس آبنائے باسفورس ہے، ان کے پاس نہر سویز ہے، ان کے پاس جنگی حکمت عملی (تزویراتی اہمیت کے حامل) کے وہ مقامات ہیں کہ ساری دنیا کا ناطقہ بند کر سکتے ہیں، یہ انہی کا روپیہ (کرنسی) ہے جس نے امریکہ کو امریکہ بنایا ہوا ہے... انہی (حکمرانوں) کا روپیہ ہے جو ان کے بنکوں میں رکھا ہوا ہے، آج اگر یہ روپیہ نکال لیں تو ان کی معیشت بیٹھ جائے۔

یہ ساری کی ساری طاقتیں اللہ تبارک و تعالیٰ نے فراہم کی ہوئی ہیں۔ مگر یہ ساری کی ساری طاقتیں اس وجہ سے بے اثر ہو گئی ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے اوپر بھروسہ نہیں، اللہ تبارک و تعالیٰ کی طرف نگاہ نہیں ہے اور حکومتیں ایسی مسلط ہیں جو خود امریکہ کے کارندے ہیں، ان کے آلہ کار ہیں، امریکہ کے پٹھو ہیں جو ساری مسلم دنیا کے اوپر مسلط ہیں۔ اس کے نتیجے میں یہ دن دیکھنے پڑ رہے ہیں! اگر اللہ تبارک و تعالیٰ کا خوف ہوتا اور دشمنوں کو خدا سمجھنے کا جذبہ مٹ گیا ہوتا تو آج یہ دن دیکھنے نہ پڑتے!

لیکن افسوس ہے کہ ہم ایسی حکومتوں کے ساتھ ہیں' اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے ان سے نجات عطا فرمائے' ہم ایسی حکومتوں کے ماتحت ہیں کہ جنہوں نے اپنا سب کچھ امریکہ کے حوالے کیا ہوا ہے لیکن اس کے باوجود اس ساری صورتِ حال میں' عام مسلمان' وہ یہ وطیرہ اپنا لے کہ اللہ سے ڈرے اور دشمن سے نہ ڈرے اور اللہ تبارک و تعالیٰ پر بھروسہ رکھے اور سیدھے راستے پر چلے اور صحیح راستہ اختیار کرے تو ان شاء اللہ ثم ان شاء اللہ، اللہ تعالیٰ کی طرف سے مدد آئے گی، ضرور آئے گی! تو حسبنا اللہ و نعم الوکیل کا ورد بھی لیکن ساتھ ساتھ اپنے کرنے کا کام بھی کیا جائے۔

اللہ تعالیٰ کا حکم یہ ہے کہ اگر کسی مسلمان ملک کے اوپر غیر مسلم قوت حملہ آور ہو تو اس ملک کے تمام مسلمانوں پر جہاد فرض (عین) ہو جاتا ہے اگر اس ملک کا امیر مسلمانوں کو جہاد کے لیے بلائے تو سب پر جہاد فرض وہ جاتا ہے۔ اگر اس ملک کے مسلمان دشمن کا مقابلہ کرنے کی طاقت نہ رکھتے ہوں تو برابر کے مسلمانوں پر جہاد فرض وہ جاتا ہے اور اگر وہ بھی طاقت پوری نہ رکھتے ہوں تو ان کے برابر والے مسلمانوں پر جہاد (فرض) ہو جاتا ہے۔ اسی طرح بتدریج پورے عالمِ اسلام کے اوپر جہاد کا فریضہ منتقل ہوتا چلا جاتا ہے۔ اسی طرح آج افغانستان میں ہمارے بھائیوں کے اوپر جو امریکی حملہ ہوا ہے تو ان پر تو جہاد فرض ہے ہی مگر ان کے ساتھ ملنے والے علاقوں کے مسلمانوں پر بھی اس لحاظ سے جہاد فرض ہے کہ اگر وہ کافی نہ ہوں تو برابر کے مسلمانوں پر بھی جہاد فرض ہے کہ ان کی مدد کریں۔

(جاری ہے)

مجاہدین کو اجتماعیت اور اتحاد کی جانب دعوت

کاتب: شیخ ابو منذر ساعدی
مترجم: مولوی عبد اللہ عزّام سندھی

دلیل ثانی: احادیث نبویہ ﷺ سے

عن أبي هريرة رضي الله عنه أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: (ذروني ما تركتكم، فإنما هلك من كان قبلكم بكثرة سؤالهم واختلافهم على أنبيائهم، فإذا نهيتكم عن شيء فاجتنبوه، وإذا أمرتكم بأمر فأتوا منه ما استطعتم) [متفق عليه].

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھے چھوڑ دو جب تک میں تمہیں چھوڑے رکھوں (یعنی زیادہ سوالات مت کرو)، اس لئے کہ تم سے پہلی قومیں زیادہ سوال کرنے اور اپنے نبیوں سے اختلاف کرنے کی وجہ سے ہلاک ہوئیں، پس جب میں تمہیں کسی چیز سے منع کردوں تو تم لوگ اس سے اجتناب کرو، اور جب میں تمہیں کسی کام کا حکم کروں تو اپنی استطاعت کے مطابق وہ کام کرو۔

عن أبي موسى أن النبي صلى الله عليه وسلم بعثه ومعاذاً إلى اليمن وقال لهما: (يسرا ولا تعسرا، وبشرا ولا تنفرا، وتطاوعا ولا تختلفا) [أخرجه البخاري في كتاب الجهاد من صحيحه / باب ما يكره من التنازع والاختلاف في الحرب وعقوبة من عصى إمامه وقال الله عز وجل {ولا تنازعوا فتفشلوا وتذهبَ ريحكم}].

حضرت ابو موسیٰ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اور حضرت معاذ کو یمن کی جانب بھیجا اور ان دونوں سے فرمایا: کہ آسانی پیدا کرنا، مشکل پیدا نہ کرنا، اچھی بات کرنا اور نفرتیں نہ پھیلانا، ایک دوسرے کی اطاعت کرنا اور اختلاف نہ کرنا۔

عن جندب بن عبد الله البجلي رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: (اقرءوا القرآن ما ائتلفت عليه قلوبكم، فإذا اختلفتم فقوموا عنه) [أخرجه البخاري في كتاب الاعتصام من صحيحه / باب كراهية الاختلاف].

حضرت جندب بن عبد اللہ البجلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تک تم (قرآن کی تفسیر پر) متفق رہو قرآن پڑھتے رہو اور جب (قرآن کی تفسیر میں) تمہارا اختلاف ہو جائے تو اٹھ کے چل دو (اختلاف میں نہ پڑو)۔

عن عبد الله بن مسعود رضي الله عنه؛ أنه سمع رجلاً يقرأ آية سمع النبي صلى الله عليه وسلم قرأ بخلافها، فأخذت بيده فانطلقت به إلى النبي صلى الله عليه وسلم فقال:(كلاكما محسن فاقرآ) أكبر علمي، قال: (فإن من كان قبلكم اختلفوا فهلكوا) [أخرجه البخاري كتاب فضائل القرآن / باب اقرأوا القرآن ما ائتلفت عليه قلوبكم].

حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ میں نے ایک شخص کو ایک آیت پڑھتے ہوئے سنا جس کو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس طرح نہیں سنا تھا تو میں ہاتھ پکڑ کر اس کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے گیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم دونوں قرآن اچھا (درست) پڑھتے ہو، شعبہ کہتے ہیں میرا غالب گمان ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو لوگ تم سے پہلے تھے وہ اختلاف (ہی) کی وجہ سے ہلاک ہو گئے۔

حافظ ابن حجر فرماتے ہیں کہ اس حدیث میں اور اس پہلے والی حدیث میں یعنی حدیث اقرءوا القرآن... میں اجتماعیت اور اکٹھے ہونے پر ابھارا گیا ہے، اختلاف کرنے اور جماعت سے علیحدہ ہونے سے روکا گیا ہے۔ اور ناحق بحث و مباحثہ کرنے سے منع کیا گیا ہے۔ [فتح الباری ج۹ ص۱۲۶]

عن عبادة بن الصامت رضي الله عنه أن رسول الله صلى الله عليه وسلم خرج يخبر بليلة القدر، فتلاحى رجلان من المسلمين، فقال: (إني خرجت لأخبركم بليلة القدر، وإنه تلاحى فلان وفلان فرُفِعَتْ، وعسى أن يكون خيراً لكم، التمسوها في السبع والتسع والخمس).

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لیلۃ القدر کے بارے میں بتانے کے لئے نکلے تو دیکھا کہ دو مسلمان آپس میں لڑ رہے تھے، پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں تمہیں لیلۃ القدر کے (تعین کے) بارے میں بتانے کے لئے نکلا تو دیکھا دو مسلمان لڑ رہے تھے تو وہ مجھ سے بھلا دیا گیا شاید کہ تمہارے لئے بہتر ہوتا، اب اس کو سات، نو اور پانچ کی (طاق راتوں) میں تلاش کرو۔

پس میرے بھائی دیکھئے کہ اختلاف کی نحوست سے اللہ تعالیٰ نے خیر اور برکت کو اٹھا لیا۔ قاضی عیاض فرماتے ہیں کہ:

”یہ اس بات کی دلیل ہے کہ لڑائی جھگڑا ناپسند چیز ہے، اور یہ ہی باطنی پکڑ یعنی محرومی کا سبب ہے۔ اور یہ اس بات کی بھی دلیل ہے کہ جس جگہ شیطان ہوتا ہے وہاں سے خیر اور برکت اٹھالی جاتی ہے“۔ [فتح الباری ج۱ ص۱۵۲]

حضرت عبد الرحمن بن یزید سے روایت ہے کہ حضرت عثمان بن عفانؓ نے منیٰ میں چار رکعتیں پڑھیں پس عبداللہ بن مسعودؓ نے کہا کہ میں نے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ دو رکعت ہی نماز پڑھی ہیں (یعنی قصر کیا) اور ابو بکرؓ کے ساتھ اور عمرؓ کے ساتھ بھی دو رکعتیں ہی پڑھیں (اور مسدد نے) حفص کے حوالہ سے یہ اضافہ نقل کیا ہے کہ اور حضرت عثمانؓ کے آغاز خلافت میں خود ان کے ساتھ بھی دو ہی رکعتیں پڑھی ہیں مگر وہ بعد میں پوری پڑھنے لگے تھے (اس کے بعد مسدد نے) معاویہ کے واسطہ سے یہ اضافہ نقل کیا ہے کہ (حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے فرمایا (اداء صلوۃ کے سلسلہ میں) پھر تمہارے طریقے مختلف ہوگئے (یعنی کچھ لوگوں نے اتمام کو اختیار کیا اور کچھ لوگ قصر ہی کرتے رہے) اور مجھے تو چار کے مقابلہ میں وہ دو رکعت ہی پیاری ہیں جو قبول ہوں، اعمش کہتے ہیں کہ معاویہ بن قرہ نے اپنے بعض شیوخ کے واسطہ سے نقل کیا ہے کہ (ایک مرتبہ) عبداللہ بن مسعودؓ نے بھی (حضرت عثمانؓ کے ساتھ چار رکعتیں پڑھی ہیں اس پر کچھ لوگوں نے ان سے کہا کہ تم نے (اتمام صلوۃ کے سلسلہ میں) حضرت عثمانؓ پر طعن کیا تھا اور اب تم خود چار پڑھنے لگے فرمایا (امام کی) خلاف ورزی بری چیز ہے۔

امام ابن تیمیہؒ فرماتے ہیں کہ اجتماعیت کا نتیجہ اللہ تعالی کی رحمت، اور اس کی رضا، اور اس کی جانب سے برکت، اور دنیا اور اخرت میں کامیابی اور چہروں کی رونق ہے۔ اختلاف کا نتیجہ اللہ کا عذاب، اور اس کی رحمت سے دوری، چہرے کی بے رونقی وسیاہی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا برأت کرنا ہے۔[مجموع الفتاویٰ ج۱ص۱۷]

پس مسلمانوں کا مقاصد میں کامیاب ہونا ان کی اجتماعیت کے بغیر ممکن نہیں ہے، اور مسلمان گمراہی پر کبھی مجتمع نہیں ہوسکتے۔ بلکہ مسلمانوں کے دین اور دنیا کے مقاصد کا حاصل ہونا ان کے جمع ہونے میں ہیں اور اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھامنے میں ہے۔[مجمع الفتاویٰ ج۱ص۱۸،۱۹]

عن عبد الله بن عمرو بن العاص رضي الله عنهما أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: (كيف بكم وبزمان، أو يوشك أن يأتي زمان يغربل الناس فيه غربلة، تبقى حثالة من الناس قد مرجت عهودهم وأماناتهم واختلفوا فكانوا هكذا)، وشبك بين أصابعه، فقالوا: كيف بنا يا رسول الله؟ فقال: (تأخذون ما تعرفون، وتذرون ما تنكرون، وتقبلون على أمر خاصتكم، وتذرون أمر عامتكم) [أخرجه أبو داود / كتاب الملاحم / باب الأمر والنهي، وابن ماجه كتاب الفتن / والحاكم في المستدرك / آخر كتاب الجهاد].

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: ''تمہارا اس زمانہ میں کیا حال ہو گا یا فرمایا کہ قریب ہے ایسا زمانہ آجائے کہ لوگ اس میں (چھلنی میں چھاننے کی طرح) چھانے جائیں گے اور ان میں بھوسے جیسے (گندے وبے فائدہ) لوگ رہ جائیں گے (اچھے لوگ اٹھ جائیں گے) جن کے عہد ٹوٹ جائیں گے اور ان کی امانتوں میں خیانت ہوگی (بدعہدی اور خیانت کریں گے)۔ اور اختلاف کیا کریں گے اور آپ نے اپنی انگلیوں کو ایک دوسرے میں ملا دیا کہ اس طرح آپس میں اختلاف کریں گے۔ صحابہ کرامؓ نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ہم کیسے رہیں اس وقت؟۔ فرمایا کہ جس کو تم اچھا سمجھتے ہو اسے پکڑے رہو اور جسے برا سمجھتے ہو اسے چھوڑ دو اپنے خاص خاص لوگوں کے معاملات کی طرف متوجہ ہو۔ اور اپنے عوام کو چھوڑ دو''۔

یہ حدیث اس بات کی دلیل ہے کہ اختلاف کرنا قیامت کی نشانی اور حالات کے بدترین ہو جانے کا سبب ہے۔ اور اختلاف سے روکنے کے لئے یہ ہی کافی ہے۔

اجتماعیت اور اکھٹے رہنے پر، اختلاف اور جماعت سے علیحدگی سے احتراز کرنے پر احادیث اور روایات بہت زیادہ ہیں، پس مزید کے لئے حدیث کی کتابوں میں باب الاعتصام بالسنہ اور باب الفتن کا مطالعہ کریں۔

دلیل ثالث: علماء کے اقوال سے

اجتہادی مختلف فیہ مسائل میں نہی عن المنکر کی گنجائش نہیں

امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے فرمایا: وہ لوگ جنہوں نے دین میں کوئی نئی بات ایجاد کی، لیکن وہ اس نئی بات کے ذریعے مسلمانوں کی جماعت میں اختلاف پیدا نہیں کرتے، اور نہ ہی اس کی وجہ سے اپنے مخالفین سے دشمنی رکھتے ہیں، تو یہ ایک طرح کی خطا ہے، اور اس طرح کے معاملات میں اللہ تعالی مومنین کی خطا کو معاف فرمائیں گے، اور اسی وجہ سے ائمہ متقدمین میں اس طرح کا اختلاف پایا جاتا ہے۔ اور ان ائمہ متقدمین کے بعض ایسے اقوال بھی ہیں جو انہوں نے اپنے اجتہاد سے کہے ہیں اور وہ قران اور احادیث سے ثابت شدہ باتوں کے خلاف ہوتے ہیں۔ لیکن جنہوں نے دین میں کسی نئی بات کو ایجاد کیا اور پھر اس بات کے ماننے والوں سے دوستی اور اس کی مخالفت کرنے والوں سے دشمنی رکھتے ہیں اور مسلمانوں کی جماعت میں اختلاف اور انتشار پیدا کرتے ہیں، اور اجتہادی مسائل میں اپنے مخالفین پر موافقت نہ کرنے کی وجہ سے کفر اور فسق کا حکم لگاتے ہیں۔ اور ان کے خلاف قتال کو حلال قرار دیتے ہیں۔ پس یہی وہ لوگ ہیں جو اختلافات پیدا کرتے ہیں اور مسلمانوں کی جماعت میں تفرقہ ڈالتے ہیں۔[ج۳ص۳۴۹]

تحقیق شدہ بات یہ ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اس بات پر اتفاق ہو چکا ہے کہ وہ مسائل جن میں اختلاف پایا گیا ہے ہر فریق دوسرے فریق کو اس کی بات پر برقرار رکھتا

ہے کہ ہر فریق ایسے مسائل میں اپنے اجتہاد پر عمل کریگا، جیسا کہ عبادات، نکاح، میراث، سیاست شرعیہ کے مسائل وغیرہ۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پہلے سال میں مسئلہ حماریہ [1] میں عدم شرکت کا حکم لگایا، اور دوسرے سال اس مسئلے میں شرکت کا حکم لگایا، اور جب حضرت عمر سے اس مسئلے کے بارے میں سوال کیا گیا تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: سابقہ معاملہ سابقہ فیصلے کے مطابق ہو گا اور حالیہ معاملہ موجودہ فیصلے کے مطابق ہو گا۔

اسی طرح علمی اعتقادی مسائل میں بھی صحابہ کرام میں اختلاف رائے ہوا، جیسا کہ سماعِ موتیٰ، اور مردے کو اس کے گھر والوں کے رونے کی وجہ سے عذاب، اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنے رب کو انتقال سے پہلے دیکھنا۔ لیکن ان تمام اختلافات کے باوجود باہم محبت اور اجتماعیت برقرار تھی۔[ج۱۹ص۱۲۲، ۱۲۳]

اہلسنت والجماعت کا مذہب یہ ہے کہ جس نے اجتہاد میں خطا کی اس پر کوئی گناہ نہیں ہے۔[ج۱۹ص۱۲۳]

بعض علما اپنے پیروکاروں کو کسی متعین عالم کے فتاوی کے مطابق چلاتے ہیں، چنانچہ وہی بات ان کے حق میں دین ہوتی ہے، لیکن جب دیگر ائمہ کے اقوال بھی ان پیروکاروں کے سامنے آئیں گے تو ان میں سے راجح کو ترجیح دی جائے گی (یعنی ترجیح کے اہل لوگ ترجیح دیں گے، نہ کہ مطلق عامی) لہٰذا عامیوں کے لئے سلف کے اقوال اور افعال کی کثرت ہو جاتی ہے۔ لیکن اس کے باوجود انہیں اس بات کا حکم دیا گیا ہے کہ وہ دین کو قائم کریں اور اس میں اختلاف نہ کریں، جیسا کہ انبیاء کو اس بات کا حکم دیا گیا۔ اور ان علما کو تو اس بات کا حکم دیا گیا ہے کہ وہ امت کو درمیان اختلاف نہ ڈالیں۔ کیونکہ یہ امتِ واحدہ ہے جیسا کہ اس بات کا انبیاء کو بھی حکم دیا گیا۔ اور ان لوگوں کو اس بات کی تاکید کی گئی ہے، پس یہی لوگ شریعت واحدہ اور کتاب واحد پر جمع ہوتے ہیں۔

اللہ تعالی نے ان علماء میں سے ہر ایک کو اس بات کا حکم دیا ہے کہ اپنی طاقت اور قدرت کے مطابق حتی الامکان حق کو طلب کریں، پس اگر انہوں نے حق کو پا لیا تو فبہا، اور اللہ تعالی نے ہر انسان کو اس کی طاقت کے مطابق مکلف بنایا ہے۔ اور ایمان والے تو اس طرح کہتے ہیں {ربنا لا تؤاخذنا إن نسينا أو أخطأنا} کہ ہمارے رب اگر ہم بھول جائیں یا خطاء کریں تو ہماری پکڑ مت کر۔

اور اللہ تعالی نے فرمایا کہ میں نے ایسا کر دیا اور فرمایا {وليس عليكم جناح فيما أخطأتم به} اور جس معاملے میں تم سے خطاء ہو جائے اس میں تم پر کوئی گناہ نہیں ہے۔

پس جس نے بھی ان مجتہدین علماء کی مذمت کی اور ان پر ملامت کی جس معاملے میں اللہ تعالی نے مواخذہ نہیں کیا تو اس نے حد سے تجاوز کیا۔

جس نے مجتہدین کے اقوال اور افعال کو انبیاء معصومین کے اقوال اور افعال کا درجہ دیا، اور ناحق پر ان کی مدد کی تو اس نے حد سے تجاوز کیا اور خواہشات کی پیروی کی۔

جس نے عمل کیا جس کا اسکو حکم دیا گیا ہے، خواہ اجتہاد کر کے اگر وہ اس کا اہل ہے، یا تقلید کر کے اگر وہ اجتہاد کا اہل نہیں ہے، اور تقلید کرنے میں اعتدال کی راہ کو اختیار کیا تو اس نے میانہ روی کو اختیار کر لیا۔[ج۱۹ص۱۲۷، ۱۲۸]

پس تمام مذاہب اور تمام راستے اور علما اور امراء کی توجیہات اگر ان کے ذریعے اللہ کی رضا مطلوب ہو (نہ کہ خواہشات کی پیروی) تاکہ ملت اور اس دین سے چمٹ جائیں جو کہ حقیقت میں اللہ وحدہ لاشریک کی عبادت ہے اور ان کے رب نے کتاب و سنت کے جو احکامات ان کی طرف نازل کئے ہیں حتی الامکان اجتہاد تام کے بعد ان کی اتباع کریں، تو ان کا یہ کام کر بعض اعتبار سے انبیاء کے اختلاف شرائع کی مانند ہے اور یہ لوگ اللہ کی منشاء طلب کرنے کی وجہ سے ثواب کے مستحق ہیں۔[ج۱۹ص۱۲۶]

(جاری ہے)

☆☆☆☆☆

آپ سب کو عید مبارک ہو۔ اللہ تعالی نیکیوں کو قبول فرمائیں۔

ہماری عید تو تب مکمل ہو گی جب مسلمان طواغیت کے پنجوں سے آزاد ہو جائیں گے، قیدی جیلوں سے رہائی پا جائیں گے، یہود کے خلاف جہاد برپا ہو چکا ہو گا اور امت تفریق و ذلت کے غم سے باہر آ چکی ہو گی۔

ہماری عید تو تب ہو گی جب ہم اسلام کے تحت پر امن زندگی گزاریں گے اور دین سارے کا سارا اللہ کے لیے ہو چکا ہو گا۔

اللہ اکبر اللہ اکبر اللہ اکبر، لا الہ الا اللہ۔

اللہ اکبر، اللہ اکبر وللہ الحمد۔

شیخ ابو قتادہ فلسطینی حفظہ اللہ

---

[1] ماں کی موت پر ذوی الفروض میں اگر اخیافی بھائی ہوں اور حقیقی بھائی (عصبہ) کے لیے کچھ نہ بچ رہا ہو تو کیا وہ ذوی الفرض اخیافی بھائی کے ساتھ شریک ہو گا یا نہیں؟ حضرت عمر نے پہلے حضرت ابو بکر کی رائے کے مطابق عدم استحقاق کا فیصلہ کیا تو حقیقی بھائیوں نے اس پر کہا کہ فرض کریں کہ ہمارا باپ گدھا یا پتھر ہے، (یعنی پدری نسبت کو ایک لمحے کے لیے نظر انداز کر دیں) تو کیا والدہ کی نسبت سے ہم میراث کے مستحق نہیں؟ (اسی لیے اس مسئلے کو مسئلہ حماریہ کہتے ہیں)، حضرت عمر قائل ہو گئے اور انہیں میراث کا مستحق قرار دے دیا، یہی رائے حضرت عثمان کی بھی ہے، لیکن احناف کے یہاں حضرت ابو بکر کی رائے راجح ہے۔

تنگ نظر کون؟

حافظ حبیب الرحمان

عام طور پر لبرل اور سیکولر حضرات کی جانب سے یہ تاثر دیا جاتا ہے کہ مذہب معاشرے میں نفرت، عدم برداشت، تشدد، تعصب، فرقہ بندیوں اور گروہ بندیوں کو فروغ دیتا ہے جب کہ دوسری جانب سیکولرازم انسانی آزادی، برداشت، تحمل، بردباری، رواداری کو فروغ دیتا ہے۔ حالانکہ ایسا بالکل نہیں ہے، چاہے کوئی بھی معاشرہ ہو قبائلی، مذہبی یا لبرل معاشرہ ان میں معاشرتی درجہ بندی ایک اٹل حقیقت ہے، اور ان درجہ بندیوں کی بنیاد پر عدم برداشت، تعصب وغیرہ کا ہونا بھی بعید از قیاس نہیں۔ لیکن ہمہ قسم کی درجہ بندیوں کی بنیاد مختلف ہو سکتی ہے۔

ایک مذہبی معاشرے میں انسانوں کی درجہ بندی مذہبی اخلاقیات کی بنیاد پر ہوتی ہے، یعنی ایمان اور اعمال صالحہ کی بنیاد پر... لوگ ایک شخص سے محبت کرتے ہیں اس لیے کہ وہ نمازی اور تہجد گزار ہے، ایک شخص کا احترام کرتے ہیں کہ وہ عالم، مفتی، محدث، مدرس یا مفسر ہے، کسی خاتون کو عزت و تکریم دیتے ہیں کہ وہ بہت عفیفہ اور باحیا ہیں۔ دوسری جانب ایک مذہبی معاشرے میں کسی شخص سے بغض رکھتے ہیں کہ وہ عادی شرابی یا بدکردار ہے، کسی سے نفرت کرتے ہیں کہ وہ بدعقیدہ شخص (رافضی، قادیانی وغیرہ) ہے۔ گویا ایک مذہبی معاشرے میں درجہ بندیاں، دوستی دشمنی مذہبی اخلاقیات کی بنیاد پر مرتب کی جاتی ہیں جو چودہ سو سال قبل نازل شدہ ہدایت کے چشمہ صافی سے ماخوذ ہیں۔

کسی روایتی قبائلی معاشرے میں بھی گروہ اور درجہ بندیاں یکساں موجود ہوتی ہیں۔ آپ کسی کا احترام کر رہے ہیں، کسی کی خدمت و فرماں برداری کر رہے ہیں، اس لیے کہ وہ آپ کے والدین ہیں۔ آپ کسی کا خیال رکھتے ہیں اس لیے کہ وہ آپ کے پڑوسی ہیں۔ کسی سے محبت کرتے ہیں اس لیے کہ وہ آپ کے بہن بھائی ہیں۔ کسی روایتی قبائلی معاشرے میں آپ کی دشمنیاں اور نفرتیں خاندانی لڑائیوں کی بنیاد پر کی جاتی ہیں، غیرت کا مظاہرہ خاندانی دشمنیوں پر کیا جاتا ہے اور اسی بنیاد پر انسانوں کی آپس میں تقسیم ہوتی ہے۔

تیسری قسم اس معاشرے کی ہے جس کے محبین بیک وقت متجددین، لبرلز، ملحدین، تجدد نواز مذہبی اور لائل وکٹوریز آف مدارس دینیہ ہیں۔ افسوس ناک بات تو یہ ہے کہ نظام کا مطالبہ کرتے وقت پکے ملحدین اور دستر خوان مستشرقین کے مذکور بالا تمام خوشہ چیں ایک ہی صف میں کھڑے ہوتے ہیں اور وہ نظام / معاشرہ سیکولر معاشرہ ہے۔ سرمایہ دارانہ سیکولر معاشرے میں بظاہر برابری کا خوش نما نعرہ لگایا جاتا ہے، مثلاً سیکولر معاشرہ بیٹے کو اکساتا ہے کہ وہ اپنے باپ سے برابری کی سطح پر بات کرے اور باپ کو بیٹے پر حکم چلانے سے منع کرتا ہے کہ انسان ہونے میں دونوں برابر ہیں۔ دوسری جانب یہی نظام ایک گریڈ فور کے ملازم کو سترہ گریڈ کے افسر کے برابر انسانی مقام سے گریزاں ہوتا ہے، ایک سپاہی اور جرنیل کو ایک دستر خوان پر کھانا تو در کنار، ساتھ بیٹھنے سے بھی روکتا ہے، ایک ملازم کو باس کے ساتھ برابری کی سطح پر تعلقات قائم کرنے سے ناک بھوں چڑاتا ہے۔ یہ نظام ایک بیوی کو تو اکساتا ہے کہ وہ اپنے شوہر کے ساتھ برابری کی سطح پر بات کرے اور شوہر کو بیوی پر حکم چلانے سے منع کرتا ہے کہ دونوں انسانی سطح پر برابر ہیں۔ لیکن اگر یہی بیوی باہر کسی بینک / این جی او میں ملازمت اختیار کرتی ہے تو سیکولر نظام اسے اپنے باس کے احکامات ماننے پر اس لیے مجبور کرتا ہے کہ حکم ماننے کے بدلے سرمایہ مل رہا ہے سو یہاں انسانی برابری کی کوئی گنجائش نہیں ہے، حتٰی کہ سرمایہ دارانہ دفاتر میں لوگوں کی کرسیوں کا سائز بھی سرمائے کے اعتبار سے چھوٹا یا بڑا ہوتا ہے۔

سیکولر معاشرے میں فرقہ واریت، گروہ بندی اور انسانی تقسیم اس قدر زیادہ ہے کہ انسانوں کی رہائشی آبادیاں بھی سرمائے کی بنیاد پر تقسیم کی گئی ہیں۔ پانچ مرلے والوں کا محلہ الگ ہے، دس مرلے والوں کی کالونی الگ ہے اور ایک کنال والوں کی سوسائٹی جدا ہے۔ یہ نظام ایک کنال والوں کی سوسائٹی میں کوئی پانچ مرلہ والا گھر برداشت کرنے سے یکسر قاصر ہے۔

امیروں اور غریبوں کے محلے الگ الگ ہیں یہاں تک کہ اگر کوئی بڑا سرمایہ دار مثلاً ملک ریاض لاہور میں مڈل کلاس آبادی اچھرہ کا دورہ کرتا ہے تو یہ باقاعدہ خبر بنتی ہے کہ فلاں بڑی مچھلی نے اچھرہ کا دورہ کیا حالانکہ انسان اگر برابر ہوں تو ایک دوسرے کے محلے کا چکر لگانا کوئی خبر نہیں ہوتی۔

کچھ الزامی باتیں جو سیکولر حضرات اہل مذہب سے منسوب کرتے ہیں ان کی حقیقت پر بھی کچھ کلام کرنا بہتر رہے گا۔ یہ حضرات ہم اہل مذہب سے کہتے ہیں کہ تم لوگوں کے پائنچے اور شلواریں ناپتے پھرتے ہو، اور ہم جواب میں شرمندہ اور کھسیانے ہو کر کہتے ہیں اجی نہیں نہیں! ہم تو ایسا نہیں کرتے۔

حالانکہ ان کی اپنی عدالت سے فوج تک اور حکومت سے بیوروکریسی تک لباس کے مخصوص کوڈ آف کنڈکٹ کی پابندی لازم ہوتی ہے لیکن اس کو دقیانوسیت اور لباس میں بے جا سختی کی بجائے ڈسپلن کہا جاتا ہے۔ اگر کوئی مسلمان اپنے عقیدے کی بنیاد پر کسی قادیانی لڑکی کے ساتھ شادی سے انکار کرتا ہے تو اسے عدم رواداری تنگ نظری اور ملائیت کا نام دیا جاتا ہے اور سیکولر معاشرے میں انسانوں کی اس تقسیم کو قابل مذمت سمجھا جاتا ہے۔ لیکن اگر کوئی ایم اے پاس لڑکی کسی پرائمری پاس لڑکے کا رشتہ رد کرتی ہے تو اسے انسانی برابری کے خلاف اور تنگ نظری سے بالکل تعبیر نہیں کیا جاتا بلکہ یہ تو اس کی اپنی ''چوائس'' ہوتی ہے۔ سو ایسے لوگوں سے عرض ہے کہ جس چیز کو تم فرقہ واریت، نفرت، تعصب، تنگ دلی کہتے ہیں وہ ہم سے دس گنا زیادہ تمہارے اندر پایا جاتا ہے، ہم جو تفریق ایمان اور اعمال صالحہ کی بنیاد پر کرتے ہیں اس سے کہیں زیادہ تفریق، تقسیم اور درجہ بندی تم سرمایہ دارانہ اخلاقیات کی بنیاد پر کرتے ہیں۔ اور اگر تمہارا اس تقسیم پر ڈٹے رہنا درست ہے تو ہم اس بات کا زیادہ حق رکھتے ہیں کہ آسمانوں سے اُتری کوثر و تسنیم سے دھلی، نکھری، اجلی صاف ستھری تہذیب و اخلاقیات کی روشنی میں تفریق کریں اور اپنی دوستی و دشمنی کو اسی کا تابع بنائیں۔

اللہ ہمارے ایمان اور اعمال صالحہ میں ترقی و برکت عطا فرمائے اور رواداری کے منجن فروشوں سے پوری امت کی حفاظت فرمائے۔ آمین ثم آمین

خونِ قلم

عزام ابراہیم

تاریخ عالم کے صفحات ہیں کہ امت کی زبوں حالی، کسمپرسی اور ابتلاؤں سے بھرتے ہی چلے جا رہے ہیں۔ عجب امتحان سے آج امت محمد یہ علی صاحبھا الصلوٰۃ والسلام گزر رہی ہے۔ جن آزمائشوں، امتحانات اور تنگنائیوں میں آج اہل ایمان گھرے ہیں گر آج قرون اولیٰ کے صاحبان استقامت و عزیمت کا حال قرآن عظیم نے کھول کھول کر بیان کر کے سامنے نہ رکھا ہوتا تو واللہ اعلم کہ نفوس پر کیا گزر رہی ہوتی اور خود قلوب کا کیا حال ہوتا۔

امت کے ایک ایک فرد کی جان، ان کے اموال، ان کی زمینوں اور سب سے بڑھ کر ان کے عقائد پر حملہ آور وحشی منظم جتھے اپنی پوری افرادی قوت، تمام تر صلاحیتوں اور وسائل کے ساتھ پل پڑے ہیں۔

بد قسمتی سے امت کا دفاع کرتے کچھ سر فروش، کچھ اہل ایمان اور مجاہد بندوں کے پاس امت کے ضعیفوں اور کمزوروں کی دعاؤں اور اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے آسرے کے علاوہ آخر ہے کیا؟؟؟

بے شک اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی نصرت و حمایت اور اہل ایمان کی دعاؤں کے مقابل اس کائنات میں ہے ہی کیا کہ جو ایک مومن اس پر بھروسہ رکھے اور میدانِ کارزار میں عدو کے مقابل جا کھڑا ہو۔ لیکن یہ بھی ہے کہ دنیا دارالاسباب ہے اور اسباب میں سے ایک یہ بھی ہے کہ باطل کے خلاف معرکہ آرا امت کے ابطال کی نصرت و حمایت، ان کے زخموں کی مرہم پٹی اور اس سے منسلک دیگر امور میں ان کی اعانت کی جائے اور یہ عین مطلوب اسلام ہے اور یہی اسلام کی بنیادی تعلیمات بھی ہیں۔

مگر چشم فلک نے یہ بھی دیکھنا تھا کہ امت میں عدم اتحاد اور اس کی مظلومیت پر ٹسوے بہاتے علما اور اسلام کا لبادہ اوڑھے تجدد کے عَلَم برداروں اور دانش وروں نے امت کے سینے میں "پیغام پاکستان" کے نام پر ایک ایسا زہر میں بجھا ہوا خنجر گھونپ دیا کہ جو بھلائے نہ بھولے۔

کیا پیغام پاکستان ایسے امریکی بیانیے کو جاری کرتے ہوئے ان کی زبانیں بھی نہ لڑ کھڑائیں؟ کیا ان کے قلم کو ایک ہلکی سی لرزش تک بھی نہ آئی؟ اور کیا کم از کم کے درجے میں ان کی نگاہ، تخیل اور خوف خدا انہیں اس حدیث مبارکہ کی طرف بھی نہ مائل کر سکا کہ جس میں مومن کی صفات میں سے ایک کا ذکر کر کے یہ بتایا گیا ہے کہ اپنے مومن بھائی کے لیے وہی پسند کرو جو تم اپنے لیے پسند کرتے ہو۔

تو کیا ہمارے محترم علمائے کرام جو عزت کی زندگی، امن و سکون، خوش حالی و عافیت اپنے لیے پسند فرماتے ہیں کیا اس کا حق ظلم و جبر کی چکی میں پستے کروڑہا کروڑ دیگر اہل ایمان کو دینا پسند نہیں فرماتے؟

ہونا تو یہ چاہیے تھا کہ ہمارے محترم و قابل عزت علمائے کرام 'باطل کے خلاف سینہ تان کر میدان عمل میں آ کھڑے ہوتے اور ابطالِ امت کی بھرپور نصرت و اعانت کر کے طاغوت کی جڑ اکھیڑ ڈالتے۔

مگر افسوس صد افسوس کہ امت میں سے کچھ اہل علم اٹھتے ہیں اور اعلائے کلمۃ اللہ کی سربلندی، شعائر اسلام، امت کے وسائل، اس کی زمینوں اور سب سے بڑھ کر امت کے ایمان کی حفاظت کے لیے فرعونوں، ظالموں اور ہر ایک جابر سلطان کے سامنے کلمہ حق کہنے اور اس پر ڈٹ جانے والے ان معدودے چند امت کے حقیقی خیر خواہوں کے ہاتھ پاؤں باندھ کر اُنہیں دشمن کے لیے تر نوالہ بنانے کے لیے فتوے پر فتوے دیتے ہیں۔

قرآن و حدیث اور اسلاف کے طرز عمل، فقہائے کرام اور فقہ کی تمام تر کتابوں سے قطعاً میل نہ کھانے والا "پیغام پاکستان" نامی ایک ایسا فتویٰ سامنے لایا گیا کہ اگر اسلاف کو اس کی خبر ہو تو وہ روئیں ان ناقدروں پر۔

کیا ہمارے ان معزز علمائے کرام نے نہیں دیکھا اس سرزمین پاکستان میں خون مسلم کی پیاسی فوج نے کیا کیا گل کھلائے۔ جہاں کہیں انہیں بھنک پڑی کہ ایک ایمانی دیا سا جلتا ہے، یہ بدبخت اسے بجھانے چل پڑے۔ کتنے ہی قابل احترام علمائے کرام ان درندوں کی خوں خواری و اسلام دشمنی کی بھینٹ چڑھ گئے۔ خیبر تا کراچی اہل ایمان کا وہ سفاکانہ قتل عام کیا گیا کہ ہندو بھیڑیا اور صلیبی وحشی بھی اس پر لعنت کریں۔

پیغام پاکستان کے پلیٹ فارم سے پاکستانی مسلمین کو 'پارلیمانی شریعت' کا سبق پڑھاتے انہیں ذرا سی بھی حیا نہ آئی کہ پارلیمنٹ کس طرح شریعت اسلامی کا تمسخر اڑاتی آرہی ہے اور جس کا وجود ہی اسلامی بنیادوں پر بلڈوزر چلاتا ہے۔ صلیبی جتھوں اور ان کے مفادات کی محافظ فوج و دیگر بدبخت سیکورٹی اداروں کی چاپلوسی میں تاریخ کے سیاہ ترین صفحات پر دستخط کرتے ہوئے انہیں ذرا سی بھی جھجھک محسوس نہ ہوئی کہ ان سفاک اور پیشہ ور قاتلوں نے کس طرح مساجد و مدارس کی حرمت کو پائمال کیا اور کیسے قرآن عظیم کے اوراق اور خود معصوم حفاظ کرام کے چیتھڑے اڑائے۔

حالیہ صلیبی جنگ میں کہ فتوحات شریعت اسلامی کے متوالوں کے قدم چومنے والی ہیں اور مسلم خطوں کے ساتھ ساتھ بلاد کفر میں بھی اہل ایمان نے کفر پر کاری ضربیں لگائیں کہ وہ چیخ اٹھا ہے اور عجلت میں اپنے زورِ بازو اور زورِ مال کی بنیاد پر آپ جیسے کچھ سر کردہ افراد کو ابطال امت کے خلاف کھڑا کرنے کی چال چل گیا ہے۔ یہ انتہائی شرمناک ہے کہ تاریخ میں مسلم سرزمینوں پر ایسے شخصیات و نظریات بہت ہی کم حتیٰ کہ آٹے میں نمک سے بھی کم تعداد میں ملیں گے مگر یہ کیا کہ اب ہم نے بڑے بڑے ناموں کا ایک انبوہ 'کفر کے لشکر کی حمایت میں کھڑا ہوتے دیکھا۔

انا للہ و انا الیہ راجعون

مسلمانانِ برصغیر کے مشترکہ دشمن...پاکستانی اور بھارتی نظام!

صہیب احسن

امریکی غلام اور بھارت کی یار پاکستانی فوج اور اس سے منسلک ایجنسیوں نے بلوچستان تا قبائل اپنے بنیادی انسانی حقوق کا مطالبہ کرنے والوں پر "را" کے ایجنٹوں کا لیبل لگا کر ظلم و ستم کے جو پہاڑ توڑے ہیں ، اس کی مثال تاریخ میں کم ہی ملتی ہے۔ ہزاروں لاکھوں خاندانوں کی دربدری اور پھر کبھی "دہشت گرد" کا لیبل لگا کر شہروں میں ان کے داخلے پر پابندی اور کبھی "را" کے ایجنٹ قرار دے کر جینے پر ہی پابندی لگائی رکھی ہے۔ امت کو دھوکہ میں مبتلا کرنے کے لیے "ایمان تقویٰ جہاد" کا موٹو رکھنے والی اس جہاد دشمن فوج کی اصلیت پچھلی دو دہائیوں میں تو ہر ایک پر کھل کر عیاں ہو ہی چکی ہے۔ اب خود اپنے منہ سے بھی اس کا اقرار کرتے پھرتے ہیں۔ پاکستان ڈے پریڈ پر بھارتی ملٹری اتاشی سنجے وشواس راؤ کی بطور مہمان آمد اور بھارت و پاکستانی افواج کی مشترکہ جنگی مشقیں اس امر کا کھلا ثبوت ہیں کہ اب گرین بک میں عملاً پہلا اور آخری دشمن صرف اور صرف اسلام کا نام لیتا کوئی مجاہد یا پھر "سویلین" عوام ہی رہ گئے ہیں۔ گاہے گاہے انٹرنیٹ پر آتی ویڈیوز بھی یہ ثابت کرتی ہیں کہ عوام کی حفاظت ان کی ترجیحات میں موجود ہی نہیں، ہاں اس عوام کے پسینے پر اور ڈالروں پر ان کی نجی ریاستیں خوب پھلیں پھولیں، اس کا مکمل دھیان رہتا ہے۔ جنرل احسان سے لے کر ناصر جنجوعہ تک کی بھارتی خفیہ ایجنسی کے سربراہوں سے خفیہ و سرعام ملاقاتیں بھی اب کسی سے ڈھکی چھپی نہیں۔ ملٹری اور انٹیلی جنس شیئرنگ نیز بھارتی "سالمیت" کے لئے ضرب عضب کرنے والوں اور پھر اس کا بے شرموں کی طرح سرعام اقرار کرنے والوں سے اسلام تو دور پاکستان کی جغرافیائی سرحدات کے تحفظ کی امید رکھنا بھی بے وقوفی کے سوا کچھ نہیں۔ یہ افسران اور ان کے ماتحت بہادری دکھانے کے لئے کبھی اوکاڑہ کے کسانوں کو چنتے ہیں، تو کبھی قبائلی نہتے نوجوانوں کو۔ کہیں بنگال کی سرزمین پر اپنی ہی ریاست کی عوام ان کے قہر کے نشانے پر ہوتی ہے اور کہیں کراچی و بلوچستان میں رینجرز کی صورت میں مظالم کی داستانیں رقم ہوتی ہیں اور چادر و چار دیواری کے تقدس کی دھجیاں اڑائی جاتی ہیں۔

حال ہی میں آئی ایس آئی کے سابق سربراہ جنرل اسد درانی اور بھارتی را کے سابق سربراہ اے ایس دولت کی مشترکہ کتاب اشاعت کے بعد منظر عام پر آئی ہے۔ گو کہ کتاب میں کچھ ایسا نیا نہیں جس سے مجاہدین و ہر باشعور شخص پہلے سے واقف نا ہو، لیکن "گھر کی گواہی" ان لوگوں کے لئے بھی دلیل ہے جو اب بھی کسی وجہ سے اس فوج سے کسی بھلائی کی توقع رکھتے ہیں۔ نیز وہ مخلص مجاہدین بھی جو امت کے لئے اپنا پاکیزہ لہو تک بہا رہے، لیکن ان ایجنسیوں کی پالیسیوں کے تابع جہاد مکمل ثمر آور نہیں ہو پا رہا۔ اسلامی افواج کے سربراہ تو حضرت ابو عبیدہ بن جراح و خالد بن ولید رضوان اللہ اجمعین ہوا کرتے تھے، جن کی جبینیں سجدوں کے نشانوں سے روشن ہوا کرتی تھیں۔ جن کے دن روزے و جہاد میں، جب کہ راتیں مالک دو جہاں کے سامنے گریہ وزاری کرتے گزرتی تھیں۔ آج ان جرنیلوں اور اس فوج پر اسلامی لشکر کو قیاس کرنا کتنی بڑی غلطی ہے اس کا اندازہ کرنا چنداں مشکل نہیں۔

مذکورہ بالا کتاب میں جابجا جنرل درانی کی شراب نوشی کا ذکر کیا جاتا ہے۔ ایک جگہ مصنف صحافی لکھتا ہے "ہم تینوں (درانی، دولت، سنہا) ہاتھ میں شراب کا گلاس لئے بیٹھ گئے اور مزید کھل کر اور ایمانداری کے ساتھ گفتگو کرنے لگے"۔ اسی طرح ایک جگہ اے۔ ایس دولت اسلام آباد میں جنرل کی گاڑی سے شراب لے کر اپنے کمرے میں مشترکہ محفل سجانے کا ذکر کرتا ہے۔ دلچسپ امر یہ ہے کہ اس محفل میں جنرل درانی کی گفتگو انتہائی "وطن دشمن" ہے۔ وہ دولت سے ایسے کسی سمجھوتے کی بات کرتا ہے جس میں ممبئی طرز کے حملے ہو جانے کی صورت میں بھارت کو ردِ عمل میں پاکستانی سرحد کے اندر حملے کی اجازت ہو گی اور اس پر معترض نہیں ہوا جائے گا۔ پھر ایک جگہ خود درانی کہتا ہے کہ میں ایک دوست کی نجی دعوت میں گیا جہاں شراب بھی پیش کی جا رہی تھی تو بعض فوجی افسران مجھے دیکھ کر گھبرا گئے ، اور میزبان کو اطمینان دلانا پڑا کہ پریشانی کی کوئی بات نہیں۔ یہاں سے اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ شراب کی رسیا اس "اعلیٰ" قیادت سے کس طرح کی توقعات وابستہ کرنا مناسب رہے گا۔

"بھارتی ایجنٹوں" سے لڑنے والی "پاک" فوج حقیقت میں بھارت کے ساتھ ہر سطح پر انٹیلی جنس و عسکری تعاون پر یقین رکھتی ہے۔ اے ایس دولت اس بات کو دہراتا ہے کہ مشرف پر ہونے والے دو ہزار تین کے حملے کی ناکامی کی وجوہات یہ تھیں کہ اس حملے کی پیشگی اطلاع بھارتی را نے مشرف کو دے دی تھی۔ اور دو ہزار تین ہی وہ سال تھا جب کشمیر میں چیختی چنگاڑتی بھارت فوج کے زخموں پر باڈر پر باڑ لگا کر مرحم رکھا گیا، اور ہزاروں جانوں کی قربانیاں دینے والی کشمیری قوم اور لاتعداد مجاہدین کے مبارک لہو سے پھر غداری کی گئی۔

ان خائنینِ امت کی خیانت کی ایک اور مثال شیخ اسامہ رحمہ اللہ کی شہادت کا واقعہ ہے جس سے بظاہر پاکستانی حکومت و فوج اپنی لاعلمی کا اظہار کرتے رہے۔ درانی کہتا ہے کہ میرا ماننا یہ ہے کہ ایک وقت ہم یہ جان چکے تھے کہ شیخ اسامہ رحمہ اللہ یہاں موجود ہیں اور پھر ہم نے مناسب وقت دیکھ کر ان کو امریکہ کے حوالے کر دیا۔ درانی کہتا ہے کہ ہم نے ہی یہ امریکہ کو کہا ہو گا کہ اس (شیخ اسامہ رحمہ اللہ) کو لے جاؤ، ہم لاعلمی کا ڈھونگ رچالیں گے۔

یہاں مشرف اور اس کی فوج کے اس جھوٹے دعوی کی بھی درانی تردید کرتا ہے جس میں کہا گیا کہ لال مسجد میں کوئی خاتون یا بچہ شہید نہیں ہوا۔ درانی لکھتا ہے کہ ایسی جگہ جہاں سیکڑوں بچے اور عورتیں موجود ہوں وہاں آپریشن کرنا اور پھر اس کو جلا ڈالنا انتہائی احمقانہ فیصلہ تھا۔

کشمیر کے حوالے سے بھی ریاست و فوج کی مبنی بر خیانت پالیسی کا ذکر کرتا ہے۔ جہاں وہ کشمیری مزاحمت کو اتنا مضبوط نہیں دیکھنا چاہتا کہ دونوں ملکوں کے درمیان جنگ کی نوبت آجائے۔ وہ کشمیری مزاحمت کو "کنٹرولڈ" چاہتا تھا اور ۹۰ کی دہائی میں کشمیری مزاحمت جب چھ ماہ سے زیادہ طول پکڑ گئی تو آئی ایس آئی کو تشویش لاحق ہو گئی۔

یہاں بر محل ہے کہ حضرت مفتی نظام الدین شامزئی رحمہ اللہ کا فتوی نقل کیا جائے، مفتی صاحب رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"اسامہ بن لادن کو گرفتار کیا گیا یا ان کو نقصان پہنچایا گیا تو جتنی ملکی یا غیر ملکی حکومتیں یا دیگر قوتیں اس عمل میں شریک ہوں گی شرعاً ان کے خلاف جہاد فرض ہو گا، کیونکہ شیخ اسامہ بن لادن اس وقت دنیا میں جہاد اور غلبہ اسلام کے علم بردار ہیں اور اپنا تن من دھن غلبہ اسلام کے لیے قربان کر چکے ہیں اور غلبہ اسلام ہی کے لیے اپنی پر تعیش زندگی ترک کر کے قربانی اور مشقت کی زندگی برداشت کر رہے ہیں۔ ظاہر ہے کہ شیخ اسامہ کی گرفتاری پاکستانی گورنمنٹ اور ایجنسیوں کے تعاون کے بغیر ناممکن ہے، لہٰذا ان کو گرفتار کیا جاتا ہے تو یہ صرف پاکستان کے تعاون سے ہو گا، لہٰذا اس صورت میں فتویٰ دیتا ہوں کہ شرعاً مسلمانوں پر خصوصاً پاکستانی مسلمانوں پر موجودہ حکومت کے خلاف جہاد کرنا فرض ہو گا۔ حکومتِ پاکستان اور سعودی حکومت کو شیخ اسامہ کی گرفتاری کی بجائے یہود کی غلامی سے آزادی پر اپنی قوتیں صرف کرنی چاہئیں۔ اس وقت امریکی فوجیں سعودی عرب اور دیگر خلیجی اور تیل پیدا کرنے والے ممالک میں لاکھوں کی تعداد میں موجود ہیں، جن میں اکثریت یہودیوں کی ہے، اور ان ممالک کی حکومتیں ان کے دیگر اخراجات کے علاوہ ان کو خنزیر اور شراب مہیا کرتی ہیں، اور ان کی جنسی تسکین کے لیے ان ممالک کی مسلمان بچیوں کو استعمال کیا جاتا ہے، لہٰذا شرعاً ان ممالک کے سربراہوں کے خلاف مسلمان عوام کے لیے بغاوت کر کے ان کو کیفرِ کردار تک پہنچانا فرض ہے، اس وقت امریکہ اور دیگر مغربی ممالک عربوں کے تیل کو زبردستی ان سے ۱۳ ڈالر فی بیرل خرید رہے ہیں جو واضح ڈاکہ ہے، اور مسلمانوں کو اربوں ڈالر کا سالانہ نقصان ان ممالک کے بزدل سربراہوں کی وجہ سے پہنچ رہا ہے۔ لہٰذا شرعاً ان سب کا معزول کرنا واجب ہے۔ اب اللہ کے فضل و کرم سے مسلمان نوجوانوں میں جو جذبہ جہاد بیدار ہو رہا ہے اس میں جہادِ افغانستان کے علاوہ شیخ اسامہ کی محنتوں کو بھی دخل ہے۔ لہٰذا اگر شیخ کے وجود کو نقصان پہنچتا ہے تو پاکستانی حکومت لازماً اس میں شریک ہو گی۔ کیونکہ امریکا اور یہودی کمانڈوز براستہ پاکستان اس آپریشن کو پایۂ تکمیل تک پہنچانا چاہتے ہیں، لہٰذا اس صورت میں اگر خدانخواستہ ایسا ہوا تو پاکستان کے مسلمان عوام پر اس عمل کو روکنے کے لیے جہاد فرض ہو گا۔ میں افغانستان کی اسلامی حکومت طالبان کو بھی خبردار کرنا چاہتا ہوں کہ اگر خدانخواستہ افغانستان کی سرزمین پر شیخ کے وجود کو کسی بھی طرح کا نقصان پہنچا تو دنیا بھر کے مسلمانوں کی ہمدردیاں طالبان سے ختم ہو جائیں گی۔ اس کے علاوہ میں ملک بھر کے علما سے اپیل کرتا ہوں کہ وہ جمعہ کے خطبات اور دیگر موقعوں پر مسلمان عوام کو اس سازش سے آگاہ کریں"۔

(جاری ہے)

☆☆☆☆☆

مبارک ہوں عید کی خوشیاں اُس کو
جس نے اطاعتِ الٰہی میں ماہِ رمضان گزارا
مبارک ہوں عید کی بابرکت ساعتیں اُس کو
جس نے قیام الیل کے ذریعے رب رحمان کی رضا کو پالیا
مبارک ہوں عید کی پُر لطف مسرتیں اُس کو
جس نے بھی عبادات و ریاضات کے ذریعے مالک الملک کی مسرت کو پالیا
مبارک ہوں عید کی رحمتیں اُس کو
جس نے تلاوتِ قرآن کریم کے دور سے رحمان اور رحیم کی رحمت کو سمیٹ لیا
مبارک ہوں عید کی برکتیں اُس کو
جس نے رمضان المبارک کی گھڑیوں کو تقویٰ اور پرہیز گاری سے گزارا
مبارک ہوں عید، عید مبارک اُس کو
جس نے مبارک اعمال کے ساتھ اپنی زندگی کو مبارک بنالیا
جس کو فرشتوں کے پاکیزہ گروہوں نے مبارک باد کا پیغامِ الٰہی پہنچا دیا

جہاد میں اللہ کی نشانیاں

معاذ بدر

۷۔ یہ واقعہ قندھار کے ایک محاذ پر پیش آیا۔ محاذ پر ڈرون کی صورت حال کچھ دنوں سے عجیب تھی۔ طارق بنگالی (کمان دان سہیل بنگالی) جو کہ بنگلہ دیش سے آئے ہوئے مہاجر بھائیوں کے مسئول تھے، اس کارروائی میں امریکیوں کے ساتھ جنگ کرتے ہوئے شہید ہوئے۔ انہوں نے کچھ عرصہ پہلے یہ خواب دیکھا تھا کہ سیف اللہ بھائی شہید' جو کہ ان کے بنگلہ دیش کے دوست تھے' آئے وہ نماز پڑھ رہے تھے۔ سیف اللہ بھائی سب کو اٹھا کر آسمان پر لے گئے۔ بہر حال دن گزرتے رہے۔

جب محاذ پر امریکیوں نے چھاپہ مارا تو مجاہدین اور امریکیوں کے درمیان لڑائی ہوئی جو پانچ دن تک جاری رہی۔ جس میں امریکیوں کے ۳۰ کے قریب فوجی مارے گئے اور کافی تعداد میں مجاہدین شہید ہوئے جس میں اکثریت پاکستانی اور مہاجر مجاہدین کی تھی۔ جس میں مفتی مولانا خبیب (کراچی)، قاری عبدالعزیز (بنگلہ دیش)، طارق بھائی (بنگلہ دیش)، صدیق بھائی (بنگلہ دیش)، استاد بلال (سرگودھا)، حماد بھائی (انڈیا)، مولانا سراقہ (کراچی)، میجر طارق عظیمؒ شہید کے بیٹے علی طارق (عمر خطاب) بھائی بھی شامل تھے اور ایک مجاہد زخمی ہوا۔ اس زخمی بھائی نے واقعہ بتایا کہ وہ بھائی جب زخمی ہوا تو ایک بڑے پتھر کے نیچے لیٹا رہا۔ کھانے کے لئے کوئی چیز نہیں تھی۔ بم باری میں سب کچھ تباہ ہو چکا تھا۔ حتیٰ کہ پینے کے لئے پانی تک بھی نہ تھا۔ ایک بندہ جس کو وہ جانتا بھی نہ تھا، ہر روز وہاں آتا۔ اس کو کھانا دے جاتا تھا۔ جب نماز کا وقت آتا تو شہدا میں سے ایک بندہ اٹھتا، اذان دیتا، حیرت کی بات یہ ہے کہ سارے شہدا اٹھ کر نماز ادا کرتے۔ وہ بھائی یہ واقعہ مسلسل پانچ دن دیکھتا رہا۔

۸۔ تین جون ۲۰۱۴ء کا ذکر ہے پاکستانی فوج آپریشن ضرب عضب کا فیصلہ کر چکی تھی۔ ہم لوگ میران شاہ میں مضافہ (مہمان خانہ) کا سامان آہستہ آہستہ سمیٹ رہے تھے۔ دوپہر کو میں کسی کام سے بازار گیا۔ واپسی پر ایک نئے بھائی کو اپنا انتظار کرتے پایا جن کی عمر کوئی ۳۵ سال ہو گی۔ دوسرے بھائی بھی ان کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے تو پتا چلا یہ ہمارے انیس بھائی ہیں۔ جو کہ پاکستان سے ابھی سیدھے راستے سے پہنچے ہیں۔ میں یہ بات سن کر حیران ہو گیا کہ آپریشن کی تیاری مکمل ہو چکی ہے، فوج سارے راستے بھی بند کر چکی ہے۔ ابتدائی طور پر میر علی میں بم باری بھی ہو چکی تھی، جس کی وجہ سے میر علی کی معروف مسجد تباہ ہو چکی تھی۔

میں نے انیس بھائی سے پوچھا کہ آپ کیسے پہنچے؟ تو انہوں نے بتایا کہ جن بھائیوں سے میرا رابطہ تھا وہ گرفتار ہو گئے۔ ان کی گرفتاری کے بعد وزیرستان جانے کے سارے راستے بند ہو چکے تھے۔ میں جب وزیرستان سے واپس گیا تھا تو کچھ کچھ راستہ یاد تھا۔ لیکن میڈیا میں آپریشن کی اطلاعات تھیں جس کی وجہ سے وزیرستان پہنچنا مشکل نہیں بلکہ ناممکن تھا۔

میں ہر روز گوگل پر نقشے دیکھتا لیکن سفر کرنے کی ہمت نہیں ہوتی تھی۔ اور سفر کرنے کے لئے رقم بھی نہیں تھی، جس کی وجہ سے میں کافی پریشان تھا۔ ایک دن میری بیوی نے مجھ سے پوچھا کہ آپ پریشان کیوں ہیں؟ میں نے بتایا کہ راستے سارے بند ہو چکے ہیں اور سفر کے لئے رقم بھی نہیں ہے۔ اس اللہ کی بندی نے اپنے کانوں کی بالیاں اتاریں اور مجھے دے دیں کہ یہ فروخت کر کے چلے جائیں۔ اللہ آپ کے لئے راہیں نکالے گا۔ پس میں نے بھی اللہ پر توکل کیا اور اگلی صبح بنوں پہنچ گیا۔ بنوں پہنچتے ہی میں نے گاڑی والے کو کہا کہ مجھے جانی خیل والے راستے پر اتار دو۔ گاڑی والے نے مجھے شہر میں اتارا اور کہا کہ وہ راستہ بند ہے۔ شاید فوج آپریشن کرنے والی ہے۔ یہ سن کر میں گاڑی سے پریشانی کے عالم میں اترا اور چلنا شروع کر دیا۔ مجھے کچھ بھی پتا نہیں تھا کہ میں کہاں جا رہا ہوں بس میں چلتا جا رہا تھا کوئی غیبی قوت مجھے آگے لے جا رہی تھی۔ چلتے ہوئے میں شہر سے کافی دور نکل آیا تھا۔ اور شام بھی ہونے والی تھی۔ اتنے میں ایک مقامی شخص ملا اس نے پوچھا کہ آپ کون ہیں اور کہاں جا رہے ہیں۔ شاید اس نے میرے حلیے سے اندازہ لگایا کہ یہ غیر مقامی ہے۔ میں نے اس کو کہا کہ پنجابی ہوں اور میران شاہ جانا چاہتا ہوں۔ مقامی نے کہا ابھی رات ہونے والی ہے آپ میرے ساتھ میرے گھر چلیں۔ رات وہیں گزاریں صبح ان شاء اللہ کوئی ترتیب میں بنا دوں گا۔ میں اس کے ساتھ اس کے گھر آیا۔ رات کو اس نے میری میزبانی کی اور خوب اکرام کیا۔ رات کو ہم سونے کی تیاری کر رہے تھے کہ اس کا والد آ گیا۔ وہ بیچارہ کافی ڈرا ہوا تھا۔ اس نے کہا کہ ارد گرد ساری فوج ہے رات کو چھاپہ آئے گا۔ آپ واپس چلے جاؤ جہاں سے آئے ہو۔ حالات کافی خراب ہیں۔ لیکن کسی طرح اس مقامی بھائی نے اپنے والد کو مطمئن کر دیا۔ ان کا والد چلا گیا۔ رات میں نے اس مقامی کے ہاں گزاری۔ جب صبح ہوئی تو اس نے رکشے والے کو بلایا اور ایک جگہ کا نام بتایا اور کہا کہ اس کو وہاں تک چھوڑ دو۔ رکشے والے کو اس مقامی نے اپنی طرف سے کرایہ بھی ادا کر دیا۔

رکشے والے نے مجھے رکشے میں بٹھایا اور اس جگہ تک چھوڑ دیا۔ جونہی رکشے والے نے اتارا تو سامنے گدھا گاڑی والا آ رہا تھا۔ اس رکشے والے نے گدھا گاڑی والے کو کہا کہ آگے پوسٹ ہے اس کو پوسٹ کراس کروادو۔ میں رکشے سے اتر کر گدھا گاڑی پر بیٹھ گیا۔ گدھا گاڑی تھوڑا سا آگے بڑھی تو میں نے دیکھا کہ چاروں طرف پہاڑوں پر فوج ہی فوج ہے۔ ہم ابھی پوسٹ سے تھوڑا دور تھے تو دور سے ایک پاکستانی فوجی نے سیٹی لگائی اور گاؤں کی طرف اشارہ کیا کہ اِدھر نہیں آؤ بلکہ گاؤں کی طرف چلے جاؤ۔ گدھا گاڑی والے نے اپنی گاڑی کا رخ گاؤں کی طرف کیا۔ گاؤں کی دوسری طرف سے ہم نکل گئے۔ الحمد للہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں پوسٹ والوں کے شر سے محفوظ رکھا۔ تھوڑا آگے جانے کے بعد ایک موٹر

سائیکل والا جا رہا تھا گدھا گاڑی والے نے مجھے اتار کر اس بائیک والے کے ساتھ بٹھا دیا۔ بائیک پر بیٹھ کر ہم تھوڑا آگے چلے تو ایک اور چیک پوسٹ آگئی۔ اس چیک پوسٹ والوں نے سب کو روکا ہوا تھا۔ اور تلاشی جاری تھی۔ میں موٹر سائیکل سے اترا اور فوجیوں کے سامنے سائیڈ سے گزر گیا۔ ان فوجیوں نے مجھے بالکل نہیں روکا۔ اللہ نے ان کو اندھا کر دیا۔ جب موٹر سائیکل والے کی تلاشی ختم ہوئی تو میں آگے پیدل جا رہا تھا اس نے مجھے بائیک پر دوبارہ بٹھایا اور میر علی میں چھوڑ دیا۔ جب میں میر علی پہنچا تو دیکھا کہ بمباری سے سب کچھ تباہ ہو چکا ہے۔ جس کمرے میں ساتھی رہتے تھے وہ کمرہ بھی بمباری سے تباہ ہو چکا تھا۔ اب میں پریشان ہو گیا یا اللہ اب کیا کروں؟ میں نے ایک ٹیکسی والے کو کہا کہ میر ان شاہ جانا ہے۔ اس نے کہا ٹھیک ہے آجاؤ۔ میں اس ٹیکسی والے کے ساتھ میر ان شاہ آگیا اور ابھی آپ کے سامنے ہوں۔ انیس بھائی جب میر ان شاہ پہنچے تو انہیں ایک بھائی کے علاوہ کوئی نہیں جانتا تھا اور اللہ کی عجیب نصرت کہ وہ بھائی بھی اُسی دن محسود سے واپس میر ان شاہ آئے تھے اور ہم بھی مہمان خانہ بند کرنے والے تھے اور مہمان خانے کے علاوہ انیس بھائی میر ان شاہ میں اور کوئی مرکز نہیں جانتے تھے۔

انیس بھائی جنوری ۲۰۱۵ء میں شیخ عزام امریکیؒ کے ساتھ ایک ڈرون حملے میں شہید ہوئے

فمنهم من قضى نحبه و منهم من ينتظر

۹۔ ڈیرہ اسماعیل خان میں اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے مجاہدین نے سکیورٹی فورسز، ایجنسی کے خفیہ اہل کاروں، پولیس اور رافضی ٹارگٹ کلروں پر کئی کامیاب ضربیں لگائیں۔ مجاہدین قلیل تعداد میں ہونے کے باوجود ڈیرہ جیل سے اپنے ساتھی چھڑا کر لے گئے۔ پھر جہانگیر، قیصر جہاں، بہاول خان، طارق، شاہجہاں اور خرم شہزاد جیسے بدنام زمانہ افسروں کو دن دیہاڑے جہنم واصل کیا۔ یہ بدبخت افسر عوام اور مجاہدین پر ظلم و تشدد کرنے میں مشہور تھے۔ ان کے مرنے کی وجہ سے عوام نے سکھ کا سانس لیا۔ مجاہدین کی دلیرانہ کارروائیوں کی وجہ سے سکیورٹی ادارے تنگ آچکے تھے۔ مجاہدین نے ایک دن میں چار مجرمین کو موت کے گھاٹ اتارا جس میں مشہور رافضی وکیل انجم شیرازی بھی شامل تھا جو کہ مجاہدین کو کافی عرصے سے مطلوب تھا۔

مجاہد بھائی کارروائی کر کے انصار کے گھر آئے، رات کا کھانا کھایا اور سونے کی تیاریاں کرنے لگے۔ ۲ بھائیوں میں سے ایک بھائی سو گیا۔ دوسرا بھائی تکیہ پر ٹیک لگا کر بیٹھا تھا۔ اتنے میں بھائی نے دیکھا کہ سامنے روڈ پر ایک سفید رنگ کی گاڑی آکر رکی اور اس میں سے چار افراد باہر نکلے۔ وہ بھائی چونک گیا کہ اتنی رات گئے گاڑی کا کیا کام۔ اس نے دوسرے بھائی کو جلدی سے اٹھایا کہ حالات صحیح نہیں لگ رہے۔ دوسرا بھائی اٹھا اس نے انصار کو بھیجا کہ دیکھیں یہ کس کی گاڑی ہے۔ دراصل وہ گاڑی ایجنسی والوں کی تھی۔ وہ انصار گئے تو ایجنسی والوں نے انہیں پکڑ لیا اور انہیں مارنا شروع کر دیا۔ اتنا زیادہ مارا کہ ان کا سارا جسم سوج گیا اور پورے جسم پر نیل کے نشانات تھے۔ یہ انصار کا انتظار کر رہے تھے کہ ابھی تک آیا کیوں نہیں۔ پاکستانی فوج پہلے ہی اس گھر کا محاصرہ کر چکی تھی۔ اچانک ان کو فوجیوں کے بوٹوں کی آواز آئی۔ یہ اس جگہ سے تیزی سے نکلے اور بھاگتے ہوئے ایک پل کے نیچے جا کر بیٹھ گئے۔ پاکستانی فوج پورے علاقے کو اپنے گھیرے میں لے چکی تھی اور یہ پل کے نیچے بیٹھے ہوئے تھے۔ فوج نے علاقے کا چپہ چپہ چھان مارا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو اندھا کر دیا اور یہ ان کو نظر نہیں آئے۔ پاکستانی فوج بار بار بڑی بڑی سرچ لائٹس بھی مار رہی تھی۔ جب بہت کوشش کے بعد یہ ساتھی فوج کے ہاتھ نہیں آئے تو پاکستانی فوجی بو سونگھنے والے کتے لے آئے۔ اس بھائی نے کہا کہ جب کتے آئے تو میں پریشان ہو گیا کہ ابھی ہم پکڑے جائیں گے۔ فوجیوں نے جو نہی کتوں کو چھوڑا تو کتوں نے ان کی طرف بو سونگھ کر بھاگنا شروع کر دیا۔ ابھی میں دیکھ رہا تھا کہ کتے میری طرف آرہے ہیں تو میں نے صُمٌّ بُكْمٌ عُمْيٌ فَهُمْ لَا يَرْجِعُوْنَ پڑھا اور کتوں کی طرف پھونکا جو کتے ہماری طرف آرہے تھے وہ دوبارہ فوجیوں کی طرف پلٹ گئے۔ ہم نے دیکھا کہ فوجی ان کتوں سے اپنی جان چھڑا رہے تھے۔ سبحان اللہ!

بالآخر پاکستانی فوجی پوری رات تلاش کرنے کے بعد واپس پلٹ گئے اور مجاہدین ان کو نہیں ملے۔ ہم نے جانے کے بعد ان کی تعداد معلوم کی تو معلوم ہوا کہ صرف دو مجاہدین کو پکڑنے کے لئے ۷ ٹرک لائے تھے، چھوٹی گاڑیاں اور موٹر سائیکل اس کے علاوہ تھیں۔ دشمن کے سیکڑوں کی تعداد میں ہونے کے باوجود بھی اللہ تعالیٰ نے ان کو دشمن کے شر سے محفوظ رکھا۔ فوج کے جانے کے بعد یہ بھائی وہاں سے نکل کر محفوظ مقام پر چلے گئے۔ الحمد للہ۔

۱۰۔ ایک محفل کے دوران جہاد میں اللہ تعالیٰ کی نصرت کے واقعات اور شہدا کی کرامتوں کے واقعات سنائے جا رہے تھے تو یہ واقعہ استاد المجاہدین قاری عثمان شہید (استاد عبد الحسیب بھائی) نے سنایا۔ انہوں نے بتایا کہ ڈاکٹر رشید وحید کے بچے ایک دفعہ بازار گئے۔ واپسی پر ان کی والدہ نے ان سے پوچھا کہ بتایئے آپ میں سے کس نے بازار میں جا کر موسیقی سنی ہے۔ تو بچوں نے کہا کہ ہم نے نہیں سنی اور ٹال مٹول کرنے لگے۔ امی کے اصرار کے بعد ایک بچے نے کہا کہ ایک جگہ موسیقی لگی ہوئی تھی میں نے اپنے کانوں کو اس طرف متوجہ کیا تھا۔ لیکن امی جان آپ کو کیسے پتا چلا تو ان کی والدہ نے جواب دیا: آپ کے ابو میرے خواب میں آئے تھے۔ انہوں نے بتایا کہ میرے بچے بازار گئے تھے وہاں پر انہوں نے موسیقی سنی ہے۔ میرے بچوں کو کہیں کہ آپ موسیقی نہ سنا کریں۔

۱۱۔ یہ واقعہ ہمارے ایک انصار کے بچے کے ساتھ پیش آیا۔ جس کی عمر آٹھ سال تھی۔ ہمارے انصار کا بچہ احسان اللہ 'مہاجر مجاہدین سے بہت محبت کرتا تھا۔ (بقیہ: صفحہ ۵۳ پر)

یہ سلسلہ قیامت تک نہیں رکنے والا

فاروق الخطاب

پہلی سیدہ فاطمہ سلام اللہ علیہا بنت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے کی تھی کہ جب ابو جہل و دیگر کفار مکہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم پر دوران سجدہ اونٹ کی کھال پھینکی تو سیدة النساء اهل الجنة بے قرار ہو کر گئیں اور باپ سے وہ سب ہٹایا اور ان کو پاک کیا...

جنگ کی حالت میں زخمیوں کی عیادت، ان کی مرہم پٹی ہماری مسلمان عورتوں کا کام رہا ہے، یہ صحابیات علیہم رضوان کی سنت ہے، سیدہ عائشہ صدیقہ سلام اللہ علیہا و دیگر امہات المؤمنین والمؤمنات بھی اس میں پیش پیش رہیں

پھر سیدہ ام ایمن رضی اللہ عنہا کو کون بھول سکتا ہے جو غزوۃ الاُحد میں سب سے آگے تھیں، غزوۃ یمامہ میں تو آپ نے اپنے بچے بھی قربان کر دیئے پھر بھی زخمی مسلمانوں کی عیادت میں کمی نا کی۔

سیدہ خولہ بنت الازور رضی اللہ عنہا نے جس طرح سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی قیادت میں لڑی جانے والی جنگوں میں مردوں کے شانہ بشانہ جہاد کیا یہ بات کون بھول سکتا ہے کہ جب شام کی فتح کے دوران سیدنا ضرار ابن الازور رضی اللہ عنہ کو رومی فوج نے گرفتار کر لیا تو ان کی بہن اپنا فوجی جتھہ لے کر پہنچیں اور اپنے بھائی کو رومیوں کی قید سے آزاد کروایا، سیدہ نے زخمیوں کی عیادت میں کوئی کسر نہیں چھوڑی۔

سیدہ شفاء بنت عبداللہ رضی اللہ عنہا جن کے لیے قرآن میں آیات اتریں، جن کو امیر المومنین سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے بازاروں کی دیکھ بھال پر مقرر فرمایا، آپ سیدنا سعد ابن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کی قیادت میں لڑی جانے والی جنگ قادسیہ میں زخمیوں کی مرہم پٹی و عیادت میں آگے آگے تھیں۔

اور ثانی زہراء سیدہ زینب بنت علی سلام اللہ علیہا کو کیسے فراموش کریں کہ جن کے بارے میں علامہ اقبال کا فرمانا ہے

حدیث عشق دو باب است کربلا و دمشق
یکے حسین رقم کرد و دیگرے زینب

آپ نے جس طرح دربار یزید میں حق کہا کوئی کیسے بھول سکتا ہے، آپ بھی کربلا اور شام میں دِلوں کے زخموں پر مرہم لگاتی رہیں۔

اور ابھی کل پرسوں کی بات ہے، ہماری ایک اور مسلمان بہن رازان نجار نے بھی اسی سنت کو ادا کرتے کرتے جام شہادت پی لیا، اللہ کرے کہ رازان کو سیدۃ النساء اھل الجنۃ قیامت کے دن اپنی آغوش میں لے لیں اور رازان بھی انہی صحابیات کے ساتھ جنت الفردوس میں ابدی زندگی جیۓ جن کی سنت ادا کرتے کرتے ظالموں کے ظلم کا نشانہ بن گئی۔

☆☆☆☆☆

آخری بات یہ کہ فلسطینیو! تم ثابت قدم رہنا، کہ تمہارے ان قدموں کی دھاک سے ہمارے دلوں میں بھی ولولہ پیدا ہوتا ہے، ایک سحر کی امید ہوتی ہے، تم اس وقت عزیمت کے مینار ہو، اور ہمیں معاف نا کرنا ہم وہ پرندے ہیں جو پیدا ہی پنجروں میں ہوئے، ہمیں اڑنا ایک بیماری لگتا ہے، ہم میں سے جو اڑنا چاہتا ہے اس کے نا صرف پر کاٹ دیے جاتے ہیں بلکہ اب تو مسخ شدہ لاشیں ملتی ہیں، خدا ہمیں سیدنا جعفر ابن ابی طالب الطیار رضی اللہ عنہ جیسے پر عطا کرے

پشیمانم پشیمانم پشیماں یا رسول اللہ

☆☆☆☆☆

بقیہ: جہاد میں اللہ کی نشانیاں

رات کو جب مہاجر مجاہدین تھکے ہارے اس کے گھر آتے تو خوشی اس کے چہرے سے محسوس ہوتی تھی۔ اپنی شہادت سے ایک رات پہلے اس کو خواب میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نصیب ہوئی۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس کا مفہوم ہے کہ جو ڈرون میں شہید ہوتے ہیں ان کے ٹکڑے میں خود اٹھاتا ہوں اور جو مرتدین کے ہاتھوں شہید ہوتے ہیں ان کے ٹکڑے فرشتے اٹھاتے ہیں۔

جب صبح ہوئی تو اس نے اپنی امی کو یہ خواب سنایا۔ اس کی امی نے اس کی یہ بات مذاق میں ٹال دی۔ اس کی امی نے کہا کہ جلدی کرو بکریوں کو چرانے لے جاؤ۔ زیادہ باتیں نہیں کرو۔ وہ تھوڑی دیر بعد بکریاں لے کر چلا گیا۔ اس دن اس کی بکری نے بچہ دیا۔ وہ دوپہر کے قریب بکری کے بچوں کو کپڑے میں لپیٹ کر گھر لے آیا۔

جب بکری کے بچے لے آیا تو اس کی والدہ نے کہا کہ جلدی کرو باقی ریوڑ کو بھی لے آؤ۔ اس نے زمین سے چند پتھر اٹھائے اور کہا کہ میں شہید ہونے جا رہا ہوں۔ وہ پتھر مارتے جا رہا تھا اور چلتا جا رہا تھا۔ احسان اللہ تھوڑا آگے گیا تو ڈرون نے میزائل داغا جو اس کے قریب آ کر لگا جس سے وہ شہید ہو گیا۔ نحسبہ کذالک

۱۲۔ میران شاہ میں جب شیخ ابو یحییٰ اللیبیؒ پر ڈرون حملہ ہوا جس میں آپ محفوظ رہے۔ جس خندق میں آپ رہ رہے تھے جب ڈرون نے میزائل داغنا شروع کیے تو خندق کا اوپر والا حصہ میزائل کی وجہ سے کھل گیا۔ تب آپؒ اپنے دونوں ہاتھ سر پر رکھ کر بیٹھ گئے اور اذکار شروع کر دیے۔ انتظار کرنے لگے کہ ابھی میزائل آیا، ابھی میزئل آیا۔ جب کافی دیر ہوئی آپ نے سر اٹھا کر دیکھا تو آسمان پر بادل کا ایک ٹکڑا جو آپؒ پر سایہ فگن تھا نظر آیا۔ آپؒ سمجھ گئے کہ ان شاءاللہ یہ آج آپؒ کا کچھ نہیں بگاڑ سکتے۔

مشرقی ترکستان میں امتِ مظلومہ کی حالتِ زار

خبیب خان یوسفزئی

مشرقی ترکستان چین کا ایک صوبہ نہیں بلکہ اپنی خود مختار شناخت رکھنے والا ایک مخصوص اسلامی خطہ ہے۔ جس پر چین نے غاصبانہ قبضہ کر کے اپنا مقبوضہ صوبہ بنا رکھا ہے۔ مشرقی ترکستان پر حملہ کر کے چین نے اس کا نام بھی تبدیل کر کے سنکیانگ رکھ دیا اور اس کے اسلامی تشخص کو مسخ کرنے کے لیے ہر حربہ استعمال کر رہا ہے تو دوسری طرف مشرقی ترکستان کے غیرت مند مسلمان بڑی تکلیفوں اور آزمائشوں کو جھیل کر اسلامی اقدار کے دفاع میں اپنی توانائیاں کھپا رہے ہیں اور ابھی تک چین سالہا سال کی بے انتہا کوششوں اور ظلم و جبر کے باوجود اپنے 'اس خطے سے اسلام کو ملیامیٹ کر دینے کے اپنے مقصد میں کامیاب نہیں ہو سکا۔

لیکن افسوس کہ اس لڑائی میں جو بالکل اسلام اور توحید کو کاشغر اور خطہ ترکستان میں زندہ رکھنے کا معرکہ ہے، دوسرے مسلمان اپنے مشرقی ترکستان کے مسلمانوں کو یک و تنہا چھوڑنے جیسے جرم عظیم کا شکار نظر آرہے ہیں۔

چین کی جانب سے دھائے جانے والے بے پناہ مظالم بھی ہمیں اپنے بھائیوں کی مدد کی طرف متوجہ نہ کر سکے۔ مشرقی ترکستان پر چین کے قبضے کو کئی دہائیاں بیت گئی ہیں لیکن اس کے باوجود آج تک عالمِ اسلام کی طرف سے کوئی آواز نہیں اُٹھی۔

مشرقی ترکستان میں چین اسلامی تشخص اور توحید و اسلامی روایات کو مٹانے کے لیے ہر غیر اخلاقی و غیر انسانی حربہ استعمال کر رہا ہے۔ مخلوط محفلوں اور بدکاری کے اڈوں کو قائم کر رہا ہے تاکہ مسلمانوں کو غیرت دین سے دور کر کے ہمیشہ کے لیے غلامی میں مبتلا کر دے۔ سرعام اسلامی شعائر مذاق اڑانا، مسجدوں میں گھُس کر لوگوں کو زدوکوب کرنا، زبردستی مسلمانوں کو شراب پلانا، اُن کے روزوں کو زبردستی تڑوانا، معمول کی کارروائیاں ہیں۔

لیکن اس ظلم اور ملحدین کے ساتھ مل کر ترتیب دیے گئے تربیتی پروگراموں کے خلاف جب مقامی مسلمان قائدین نے آواز اٹھائی تو بدبخت چینی ملحدین نے تین لاکھ سے زائد مسلمانوں کو قتل کیا، ان قتل ہونے والے مسلمان قائدین میں چند کے نام یہ ہیں، جنھوں نے ترکستان میں ایک لازوال تاریخِ عزیمت رقم کی۔ عبدالرحیم عیسیٰ، عبدلرحیم سیری، عبدالعزیز قاری رحمھم اللہ۔ ان ناموں سے چین کا وہ اعلامیہ بھی یاد آگیا جو ترکستانی مسلمانوں کے لیے جاری کیا گیا تھا۔ جس میں دو سو اسلامی ناموں پر پابندی عائد کر دی گئی تھی۔ میں میں سے کسی بھی نام کو مسلمان اپنے بیٹوں کے لیے نہیں رکھ سکتے، جس میں سرفہرست نام ہمارے حبیب، سید الکونین محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا نام تھا۔

اے ظالم، مشرک اور ملحد چینیو! تم ہمارے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے نام پر تو پابندی لگا سکتے ہو لیکن ہمارے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت ترکستان کے مسلمانوں کے دلوں سے ہرگز نہیں نکال سکتے! تمہارے یہ گھناؤنے کام مسلمانوں کے دلوں میں تمہارے لیے نفرت اور بغض مزید بڑھا دیں گے جو ایک دن لاوا بن کر تمہیں پگھلا دے گا اور مظلوم ایغوری مسلمانوں کے دل ٹھنڈے کر دے گا، ان شاء اللہ۔

دو کروڑ سے زیادہ آبادی پر مشتمل مشرقی ترکستان اپنا اسلامی تشخص بچانے چین جیسے جابر و ظالم ملک کے خلاف اکیلا کھڑا ہے۔ مسلمانوں کے لیے یہ ہرگز جائز نہیں کہ وہ اپنے مظلوم بھائیوں کو اکیلا چھوڑ دیں اور ہر مسلمان کو سوچنا چاہیے کہ کس طرح ایک پورا اسلامی خطہ سب کے سامنے ہمارے ہاتھوں سے چھینا گیا۔ آج آپ کو دنیا کے نقشے میں مشرقی ترکستان نامی خطہ کہیں نہیں ملے گا۔ متحدہ ترکستان کو ہڑپ کرنے کے لیے روس اور چین کے درمیان بارہا چپقلش رہی ہے، بالآخر دونوں نے متحدہ ترکستان کو تقسیم کر دیا۔ جی ہاں! وہی ترکستان جس کو قتیبہ بن مسلمؒ نے فتح کیا تھا۔ مشرقی ترکستان پر چین کا قبضہ ہوا جب کہ مغربی ترکستان پر روس قابض ہوا۔

مشرقی ترکستان رقبہ کے لحاظ سے پاکستان سے دوگنا بڑا خطہ ہے۔ اس کا رقبہ ۱۶۶۴۸۹۷ مربع کلومیٹر ہے۔ اس کی آبادی دو کروڑ چھتیس لاکھ نفوس پر مشتمل ہے۔ مشرقی ترکستان کا صدر مقام کاشغر ہے۔ ۱۹۴۵ء سے ہی چین نے مشرقی ترکستان کو کئی خطوں میں تقسیم کر دیا اور شہروں اور قصبوں کے نام تبدیل کر دیے گئے۔ ابتدائی سالوں میں مساجد مقفل ہوا کرتی تھیں لیکن بعد میں مساجد کھولنے کی کوششیں کامیاب ہوئیں البتہ حکومت کی جانب سے مساجد کی کڑی نگرانی کی جاتی ہے۔

ترکستانی مسلمان کبھی بھی چین کے اس قبضے سے مطمئن نہیں ہوئے اور یہی وجہ ہے کہ ترکستان میں چین سے آزادی کی تحریکیں اٹھتی رہتی ہیں۔ چین کا پہلا قبضہ ۱۷۶۰ء میں ہوا تھا، ۱۷۶۳ء میں آزادی کی پرزور تحریک اٹھی اور اس کے نتیجے میں مشرقی ترکستان کو آزاد کروا لیا گیا۔ یعقوب خان کی قیادت میں مشرقی ترکستان ایک باقاعدہ اسلامی ملک قرار پایا اور عثمانی خلیفہ سلطان عبدالعزیز خان کی بیعت کا اقرار کیا۔ لیکن اس کے بعد پھر سے چین کا قبضہ ہوا۔ یہاں کے مسلمان کبھی بھی اس جارحانہ قبضے پر راضی نہیں ہوئے اور اسلام کے دفاع کی خاطر جہاد کرتے رہے اور قربانیوں کی داستان رقم کرتے رہے۔ اس طویل جہاد میں اب تک کئی ملین مسلمان شہید ہو چکے ہیں۔ لیکن افسوس اس بات کا ہے کہ پڑوس میں موجود مسلمانوں سے اپنے اِن مسلمان بھائیوں کی حالتِ زار ہمیشہ اوجھل ہی رہی ہے۔

۱۶ اکتوبر ۲۰۱۷ کو چینی حکام نے سنکیانگ کے شمالی مغربی علاقے میں مسلمان خاندانوں کو یہ حکم دیا کہ وہ اپنی مذہبی اشیا حکومت کے حوالے کر دیں بشمول جائے نماز اور قرآن مجید کے نسخوں کے۔ یہ بھی حکم دیا گیا کہ رضامندی کے ساتھ مذہبی مطابقت رکھنے والی تمام اشیا جمع کروائیں وگرنہ بعد میں اگر کسی کے گھر میں کوئی بھی مذہبی چیز پائی گئی تو اذیت ناک سزا دی جائے گی۔ چینی حکومت کی طرف سے سنکیانگ کے ایغور مسلمانوں کے ساتھ اس غیر انسانی امتیازی سلوک کا اقرار کئی مقامی ایغور مسلمان اور وہاں سے آنے جانے تاجروں کے ساتھ ساتھ کئی بین الاقوامی نشریاتی اداروں نے بھی کیڈپٹی ایڈیٹر پانچ ستون-5 (pillers) دلی حسین نے یونی ورسٹی کالج لندن میں ہفتہ اسلامی تاریخ کے موقع پر ایک لیکچر میں کہا:

''سنکیانگ انتظامیہ اور حکام نے ایغور مسلمانوں کی تدفینی رسومات کو مسخ کرنے کے لیے 'سرکاری تدفینی مراکز' قائم کیے ہیں''۔

ضلع ہوتان (ہوتین) کی ضلعی انتظامی حکومت جو کہ سنکیانگ کا شمال مغربی علاقہ ہے، وہاں کچھ تدفینی مراکز قائم کر جارہے ہیں۔ جن کے بارے ملک بدر ایغوری کمیونٹی کا کہنا ہے کہ یہ ہمارے مسلمانوں کی زندگی کا ہر پہلو حتی کہ تدفین کے رسومات پر کنٹرول کرنے کی جانب ایک اور قدم ہے۔ ہوتان میں دو مختلف ضلعوں سے حکام نے رفاء ایغور سروس کو بتایا کہ اسی طرح کے مراکز ان کے زیر کنٹرول علاقوں میں بھی بنائے گئے ہیں۔ حکمران کیمونسٹ پارٹی نے رفاء (RFA) سروس کو بتایا کہ تدفینی انتظامی مرکز جولائی ۲۰۱۷ء میں کھول دیا گیا ہے، چینی حکومت کی طرف سے سنکیانگ کی انتظامیہ کو علاقے میں حکومت کرنے کے لیے باقاعدگی سے چار ہدایات کا حوالہ دیا جاتا ہے۔ جس پر عمل کرنا ان کے لیے لازم ہے۔

1. چینی ساختہ مذہب یا چائینیز اسلام کی ترقی کے مطابق نشرواشاعت کو مضبوط بنانا۔
2. ان مقامی شہریوں کی حوصلہ افزائی کرنا جو اپنوں کی مخبریاں کرتے ہوں اور اپنے رویوں اور رہن سہن کے اصولوں (اسلامی زندگی) پر تنقید کریں۔
3. مذہبی انتہاپسندی و بنیاد پرستی کی مخالفت کریں۔
4. کیمونسٹ پارٹی کے ساتھ تشکر والا رویہ رکھنا یعنی ان کا مشکور و شکر گزار رہنا۔

جلاوطن ایغور برادری کے ممبرز نے ذرائع کے ساتھ رفاء نامی ادارے کو بتایا کہ چینی حکام بنائے گئے سرکاری تدفینی مراکز کے ذریعے ایغور نسل کے روایات کو تباہ و برباد کرنے اور تدفینی رسم و روایات سے اسلامی قرینے اور سیاق و سباق ختم کر رہے ہیں۔ اپریل ۲۰۱۷ء کے بعد سے تمام ایغور مسلمانوں کو مضبوط مذہبی نظریات اور سیاسی طور پر غلط خیالات کے الزام میں 'ری ایجوکیشن کیمپوں' میں قید یا حراست میں رکھا گیا ہے۔ جہاں چینی قانون کے تحت مسلمانوں کے ساتھ سرائیت کرنے والا امتیازی سلوک مذہبی جبر، دباؤ اور روک تھام کا سامنا ہے۔ زمرت ناروے میں مقیم ایک ایغور مسلمان تجزیہ نگار خاتون ہیں۔ اُن تجزیئے کو مختصر اطور پر یہاں نقل کیا جارہا ہے، وہ کہتی ہیں:

''ایغور مسلمانون کو حراست و تحویل میں رکھنے کے باوجود جو اپنی مذہبی شناخت بچاگئے ہیں' چینی حکام اب کفن دفن کے طریقوں میں ردوبدل کے ذریعے اُن کی زندگیوں کی آخری نجی پہلوؤں کو قابو کرنے کی تلاش میں ہیں۔ ہم ایغور مسلمانوں کے لیے یہ انتہائی اہم ہے کیونکہ ہم یقین رکھتے ہیں کہ ہمیں بہرصورت اپنے مردے کو پاک سوچ و ذہن کے ساتھ آخری سفر پر روانہ کرنا ہے، ہم کفن دفن کے دوران نماز جنازہ ادا کرتے ہیں کہ جسم اور روح پاک ہوجائے''۔ زمرت نے مزید کہا کہ ''چینی حکومت کا مقصد یہ ہے کہ ہم پر زندگی کے ہر پہلو اور شعبے میں دباو ڈالے، ہمارے اسلامی و ثقافتی روایات و اقدار کو روک کر یا محدود کر کے... جو اکثر لوگوں کو بغاوت پر مجبور کر دیتی ہے''۔

ہیومن رائٹس واچ کے عہدیدار نے اپنے دیگر ہم منصب اور گارڈین کو بتایا کہ سنکیانگ کے باشندے جنہوں نے کیمپوں میں وقت گزارا تقریباً آٹھ لاکھ تک پہنچ گئے ہیں جبکہ ایک ملک بدر ایغور گروپ نے بتایا کہ اپریل ۲۰۱۷ء سے تقریباً ۱۰ لاکھ مسلمان حراست میں لئے گئے ہیں۔ عالمی مبصرین کہنا ہے کہ بیجنگ نے ایغور مسلمانوں کی طرف سے خطرے کو مبالغہ آمیز انداز میں بڑھاچڑھا کر پیش کیا ہے اور جس عوامی عسکری ردعمل کا سامنا چینی حکام کو ہے اس کا اک سبب ایغور مسلمانوں کے خانگی معاملات میں جابرانہ تشدد ہے۔ مگر افسوس کہ گندی دوستی کا راگ الاپنے والوں کے کانوں پر جوتک نہ رینگی اور باوجود باخبر ہونے کے باوجود اس ظلم اور ناروا سلوک کو پاکستانی مسلمانوں سے پوشیدہ رکھنے کا جرم عظیم اپنے سر لے رہے ہیں۔ اس جرم میں بشمول تمام میڈیا کے پاکستان کے وہ تمام صحافی حضرات بھی برابر کے شریک ہیں جو جان لینے کے بعد بھی خاموش تماشائی بنے بیٹھے ہیں۔ پاکستان کے ظالم جرنیلوں اور فسادی سیاست دانوں کی ذاتی مفاد کو ملکی مفاد'' کے نام پر چین کی خوشی کی خاطر اپنے ترکستان کے بے سہارا مظلوم مسلمانوں کے ساتھ روا رکھنے والے ظلم کا تھوڑا سا بھی حصہ دکھانا اپنے لیے گویا نقصان کے ہی مترادف قرار دے رہے ہیں یعنی امریکہ کی طرح اب چین بوٹ پالیسی میں خرابی لانے کا سبب بتلا رہے ہیں۔ ہمارے ترکستانی بھائی قتل کر دیے جائیں، ملک بدر کر دیے جائیں، ذبح کر دیے جائیں، ان کی داڑھیاں زبردستی منڈوایں جائیں، تشدد کر کے شراب پلائی جائیں اور یا طاقت کے بل بوتے پر روزے تڑوادیے جائیں، ہماری مسلمان ترکستانی بہنوں سے زبردستی برقعے اتار

دیے جائیں، ملحد چینی مردوں سے اُن کی جبری شادیاں کر دی جائیں لیکن پاکستانی حکام اور جرنیل ٹس سے مس نہیں ہوتے اور وہ ہوں گے بھی کیوں ؟ کہ انہوں نے بارہا مسلمانوں کی خون اور عزت کے بدلے کبھی امریکہ سے ڈالر وصول کیے تو کبھی اقوام متحدہ کی جانب سے صرف شاباش لینے پر گزارہ کیا۔ ان کے ہاں تو مسلمان کے خون کی نہیں بلکہ اس خون کی حرمت ہے جس کے پیچھے سے ڈالر کی خوشبو یعنی بدبو آتی ہو۔ لیکن درد اور اذیت کا سمندر تو تب دل میں تباہی مچاتا ہے جب ہمارا مسلمان بھائی بھی ان ظالم حکمرانوں کی بولی بولتا ہے۔ بڑے فخر سے پاک چین دوستی کے تذکرے کرتے نہیں ،جب کہ دوسری طرف خون میں آلودہ اپنی ترکستانی بھائیوں کی لاشیں اور 'ری ایجوکیشن کیمپوں 'میں بہنوں کی دل دہلا دینے والی چیخیں بھول جاتا ہے۔ مظلوم ترکستانی مسلمانوں پر جو ظلم جاری رکھا گیا ہے وہ یقیناً چنگیز و ہلاکو کے مظالم بھلا دیتا ہے لیکن اس کے باوجود بھی یہی غافل مسلمان ان چنگیز سے کئی گنا بڑے ظالم چین سے دوستی کا نعرہ بڑے فخر بلند کرتا دکھائی دیتا ہے۔ سچ فرمایا ہے میرے عظیم اللہ اور صدیقین کے رب نے کہ کفار و مشرکین تم مسلمانوں کے کبھی دوست نہیں ہوسکتے…خواہ وہ بھارت کا مشرک ہندو ہو یا پھر یورپ کا عیسائی و یہودی یا پھر چین کا مشرک ملحد کیمونسٹ …لیکن افسوس کہ میرا یہ مسلمان بھائی صدیقین و شہدا کے رب کے فرمان سے منہ پھیر کر ظالم حکمران کے غلط، غیر اسلامی اور کھوکلے نعروں پر یقین کرلیتا ہے، حالانکہ یہ حکمران اور جرنیل تو اپنے ذاتی اغراض ومفادات کے لیے ہی ہر ہر پالیسی ترتیب دیتے ہیں …یہ کبھی پاک امریکہ دوستی کے نام پر مسلمانوں سے غداری کرکے مسلمانوں کا ہی خون بہاتے ہیں اور اس سفاکیت میں امریکہ کے فرنٹ لائن اتحادی بننے پر فخر بھی کرتے ہیں…تو کبھی پاک چین دوستی کو مضبوط کرنے کے لیے اُن بے خانماں ترکستانی مجاہدین کو پکڑ کر چین کے حوالے کرتے ہیں جو محض اپنا بچانے کے لیے مہاجر ہوئے اور آزاد قبائل میں آبسے، اناللہ وانا الیہ راجعون۔ یہ جرنیل اور حکمران کبھی پاک چین دوستی کے نام پر ظالم چینی حکام کی خوشنودی کی خاطر ترکستانی مسلمانوں کی قتل وغارت اور بے یارومددگار ہونے پر مجرمانہ خاموشی اختیار کیے رکھتے ہیں اور ساتھ ساتھ میڈیا کو بھی پابند کرتے ہیں کہ ان مظلوم مسلمانوں کی حالت زار کسی بھی صورت میں سامنے نہ ئے اس ظلم کو امت کی نظروں سے پوشیدہ رکھ کر ترکستانی مسلمانوں کو تن تنہا کیا جائے اور چین کا ''حق دوستی'' ادا کیا جائے۔

لیکن اگر ہم ایک امت ہے تو پھر یہ تفریق کیسا؟ کہ اک طرف پاکستانی حکام اور جرنیلوں کی اپنی سیاسی مفاد اور ذاتی اغراض کی خاطر کشمیر میں بھارت کا ظلم کا اکثر خاص تاریخوں ذکر کرتے ہیں اور دوسری طرف کشمیری مسلمانوں سے کہیں زیادہ مظلوم ترکستانی مسلمانوں پر ڈھانے والے ظلم کا ہر ہر منظر چھپانے کی کوشش کرتے ہیں۔ بلکہ یہ کہنا بھی مبالغہ نہیں ہوگا کہ کسی نے آج تک پاکستانی میڈیا پر شاید ہی کبھی سنکیانگ اور ترکستان کا نام غلطی سے سنا ہو……اور یہ سب ملحد چین کو خوش کرنے کی خاطر کیا جارہا ہے…ارے ظالم حکمرانو! اندھے بہرے پتھر دل جرنیلو! سن لو کہ چین بھی تم سے راضی کبھی نہیں ہوگا اور اُسے راضی کرتے کرتے تم اپنے القہار والجبار رب العالمین کو ناراض کرکے ہمیشہ والی ناکامی اپنے سر لے لوگے!

اے میرے مسلمان بھائی!! مجھے بتاؤ کیا ہم ایک امت نہیں ہیں؟ کیا کشمیر سے لے کر شیشان اور سنکیانگ سے لے کر افریقہ و شام تک کے تمام مسلمان ایک جسم اور تن کے مختلف اعضا اور حصوں کی مانند نہیں ہیں؟ کیا محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم بتاکر نہیں گئے تھے کہ مسلمان مسلمان کا بھائی ہے نہ تو اس پر ظلم کرتا ہے اور نہ اسے کفار کے حوالے کرتا ہے؟…تو اگر بھائی ہیں تو پھر یہ دوری اور فرق کیسا؟…تجھ پر خاموشی کیوں غالب آگئی ہے میرے بھائی؟ تیرے گھر میں موجود خونی رشتے کے بل بوتے پر بنایا گیا بھائی جب اک آہ کرتا ہے تو تُو تڑپ اٹھتا ہے…جب کہ یہ توحید کے رشتے سے مزین مسلمان بھائی کو کیا تُو بھائی کا درجہ نہیں دے گا؟ اور کیا گھر میں موجود بہن ہی صرف تمہاری بہن ہے؟ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات کے مطابق تیرے گھر سے باہر دور کسی مقبوضہ ترکستان میں موجود وہ موحدہ بنت اسلام تمہاری بہن نہیں؟…اگر واقعی وہ تمہارا بھائی اور مظلوم بنت اسلام تمہاری دینی بہن ہے تو پھر اتنی بے رخی کیوں کہ وہ ظالم ملحد چینیوں کی قید میں ہے اور تجھے خبر تک نہیں؟… کیا عنوان دوں میں تمہاری اس بے حسی و غفلت کو؟… اپنے مسلمان بھائی بہن کے بارے میں تیری غفلت اور لاعلمی دیکھ آسمان بھی روئے گا…

تیرے جسم میں خون اور بازو میں طاقت ہونے کے باوجود مشرک چینی حکومت تیرے پاکدامن موحدہ بہنوں کی شادیاں ملحد چینی مردودوں سے کرارہے ہیں…تو کیوں اتنی زیادہ بے حرمتی پر بھی نہیں روتا؟… تیرے دل میں غم کیوں پیدا نہیں ہوتا اپنی مظلوم مسلمان بہنوں کی خاطر… آخر تو رب القہار کو کیا جواب دے گا؟ جب روز محشر وہ میری موحد بہن رب کے عدالت میں کھڑی ہو کر دل میں توحید منور کیے اور چہرے پر آنسوؤں کا سیلاب لیے تیری شکایت لگانے آجائے اور چیختی روتی ہوئی گویا ہو جائے گی کہ میرے رب آپ کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم تو جاتے ہوئے مجھے ان بھائیوں کی بہن بناکر چلے گئے لیکن یہ بھائی کا رشتہ نبھا نہ سکے اور میری عزت مشرکوں کے ہاتھوں لٹتی رہی مگر مجال ہے کہ میرے اس بھائی کا ایک قدم بھی میری مدد کی خاطر بڑھا ہو! بلکہ یہ تو 'سی پیک' پر خوش تھا اور معاشی ترقی کے خوابوں کے پیچھے ہی ساری عمر دوڑ دوڑ کر ہلاک ہو گیا…کل قیامت کے

دن جب آپ سے پوچھا جائے مظلوم بے سہارا بہنوں کے بارے میں اور کمزور کیسے گئے ہمارے غریب الدیار ترکستانی ایغور مسلمان بھائیوں کے بارے...تو بتاؤ تمہارے پاس ہے کوئی جواب جو دے سکوگے؟ ہے کوئی شرعی عذر؟ یا پھر یہ کہوگے کہ پاک چین دوستی میرے سامنے رکاوٹ رہی مظلوموں کی مدد کرنے میں... مشرکوں کے ساتھ دوستی اور کمزور مسلمانوں کو اکیلا چھوڑدینا کون سے اسلام کا حکم ہے؟ نبی الملاحم صلی اللہ علیہ وسلم کے دین نے تو کبھی ایسا درس نہیں دیا... تو کیا پھر تم وطن اور ظالم حکام کے جھوٹوں نعروں اور گندی دوستی کو دلیل سمجھ کر اپنے بھائیوں کی مدد سے پیچھے بیٹھے رہوگے؟ نہیں میرے بھائی نہیں!

اب تو جاگ جانا چاہیے... ورنہ ہمیں کل ان بہنوں کے اک اک آنسو کا حساب دینا ہوگا... اس ماں سے کیسے آنکھیں چرائیں گے جس کے جگر گوشے کو دن دیہاڑے چینی ظالموں نے قتل کیا... اس بوڑھے باپ کو کیا جواب دیں گے جس کے بڑھاپے کے آخری سہارے کو ظالموں کی قید میں سالوں سال گذر گئے؟ یہی قرآن جو حبیبِ خدا محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل کیا گیا اسی قرآن کو مسلمانوں کے گھروں سے بے حرمتی کے ساتھ زبردستی ظلم و تشدد برپا کئے اپنے نجس ہاتھوں سے چینی مشرکوں و ملحدوں نے اکھٹا کیا... یہ وہی ترکستان ہے جس کا مرکز کاشغر نے قتیبہ بن مسلم رحمہ للہ جیسے عظیم جرنیل کا مسکن رہا... مجاہدین علماء وفقہاء کا یہی مرکز کسی زمانے میں توحید کا تاج سر پر لئے سرخرو تھا... رب کے توحید کے ترانے ترکستان کے کونے کونے میں گونجتے تھے... پھر ظالم چینی بدبخت مشرکین مکہ کی اولاد سے توحید کہاں برداشت ہوسکتی تھی... تب ہی تو اپنے آباؤ اجداد ابوجہل و ابولہب کی طرح مسلمانوں پر چڑھ دوڑے اور توحید سے مزین اسلامی نظام کو گراکر کفریہ چینی نظام کا نفاذ کیا، پھر ہر طرف رب کے توحید کو چیلنج کیا جانے لگا کہ ہے کوئی ابراہیم علیہ السلام کا بیٹا جو ان کے کھڑے کیے گئے بتوں کو گرادے!... ملت ابراہیمی پر عمل پیرا عُشاق نوجوان ہر دور میں آپنے خون سے توحید کی شمع روشن رکھنے کے لیے چینی مشرکوں سے ٹکرانے آرہے ہیں لیکن کیا یہ فرض صرف چند جوانوں کا ہے؟ کیا ہم امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ملت ابراہیم علیہ السلام کا حصہ نہیں؟ قیامت کے روز جب وہ اللہ وحدہ لاشریک 'اسی عقیدۂ توحید کے لیے طاغوت سے ٹکرانے اور اسے زمین بوس کرنے کی کوششوں اور قتال کے بارے پوچھے گا تو بتاؤ کیا جواب دوگے رب وحدہ لاشریک کو؟ لیکن ہمارے پاس کوئی جواب نہیں کیونکہ ہم جوان ہیں... ہماری رگوں میں اُسی رب کا عطا کردہ خون دوڑرہا ہے، جو ہم سے دین کی نصرت کا بار بار کہہ رہا ہے... ذرا قرآن اٹھائیں، ذرا اپنے دین سے دل تو لگالو... پھر ہمیں احساس ہوجائے گا کہ دُور چینی مقبوضہ سنکیانگ نامی علاقے کے اک لٹے گھر کے دروازے کے ساتھ بیٹھی آنسو بہاتی وہ مظلوم ماں کسی اور کی نہیں ہماری ماں ہے اور جب ہمیں وہی احساس اور درد نصیب ہوگا جو صحابہ کرام رضوان للہ علیہم اجمعین کے سینوں میں تھا تو پھر ہم بھی بھاگتے ہوئے محاذوں کی جانب نکلیں گے اور ظالموں کے خلاف مظلوموں کا ڈھال بن جائیں گے ...تو کس چیز نے ہمیں اپنے دین کی نصرت سے پیچھے ہٹایا ہے... بس بہت ہوگیا اب تو اٹھ جائیے اور رب کی توحید کو سینے میں سجائے، تقویٰ کے لباس سے مزین ہوکر، اخلاص کے پانی سے باوضو ہوکر، نمازِ عشق تلواروں کے سائے میں اداکرکے آخری غسل خون سے حاصل کرنے کے لیے نکلیں... اس سے پہلے کہ موت ہمیں دبوچ لے... دوڑو لپکو کہیں قافلہ چھوٹ نہ جائے...

☆☆☆☆☆

بقیہ: امریکہ اور دیگر غاصب افواج افغانستان سے نکل جائیں

''جہاں بھی ہو، اللہ سے ڈرتے رہو۔ گناہ (ہو جائے تو اس) کے بعد نیکی کر لیا کرو۔ وہ (نیکی گناہ کو) مٹا دیتی ہے۔ لوگوں کے ساتھ اچھے اخلاق سے معاملہ کرو''۔

تمام ذمہ داران کو چاہیے کہ عوام کی خدمت اور رعایا کے حقوق کو پہنچانے کی اپنی ذمہ داری سمجھیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

الا كلكم راع و كلكم مسئول عن رعيته، فالإمام راع وهو مسئول عن رعيته، والرجل راع في أهله وهو مسئول عن رعيته۔(رواه البخاری و مسلم)

''تم میں سے ہر فرد ایک طرح کا حاکم ہے اور اس کی رعیت کے بارے میں اس سے سوال ہوگا۔ پس بادشاہ حاکم ہے اور اس کی رعیت کے بارے میں اس سے سوال ہوگا۔ ہر انسان اپنے گھر کا حاکم ہے اور اس سے اس کی رعیت کے بارے میں سوال ہوگا''۔

آخر میں ایک بار پھر عید سعید الفطر کی مبارک باد پیش کرتا ہوں۔ میرا تمام مجاہدین اور عوام سے مطالبہ ہے کہ گاؤں اور پڑوس کے غربا، یتیموں، بیواؤں، لاچار مسلمانوں اور قیدی حضرات کے خاندانوں کو عید کی خوشیوں میں فراموش نہ کریں۔ ان کے ساتھ تعاون کریں، تاکہ وہ بھی عید منا سکیں اور خوشیوں کے اس موقع سے محروم نہ رہ جائیں۔

والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

امیر المومنین شیخ الحدیث مولوی ہبۃ اللہ اخندزادہ حفظہ اللہ

زعیم امارت اسلامیہ افغانستان

۲۷ رمضان المبارک ۱۴۳۹ھ

ایغور کے مسلمانوں پر چین کی حکومت کے مظالم

حمزہ محمد صدیق

مشرقی ترکستان (سنکیانگ) 'چین کا سب سے بڑا صوبہ ہے۔ اس کی آبادی ۲۲ ملین کے لگ بھگ ہے جن میں نصف سے زائد آبادی مسلمانوں پر مشتمل ہے۔ ۱۹۴۹ء میں چین کی کمیونسٹ حکومت نے آزاد مشرقی ترکستان کی حکومت ختم کر کے اسے اپنے ملک کا ایک صوبہ بنالیا تھا۔ اس وقت اس علاقے کی ۸۰ فی صد آبادی مسلمانوں پر مشتمل تھی۔ لیکن سرکاری سرپرستی میں ایک طرف مسلمانوں کی ثقافت اور رہن سہن کو تبدیل کرنے کی کوشش کی گئی تو دوسری طرف مسلمانوں کو اپنے ہی علاقے میں اقلیت میں تبدیل کرنے کے لیے بڑی تعداد میں 'ہان' چینی باشندوں کو اس علاقے میں نقل مکانی پر آمادہ کیا گیا اور انہیں مراعات دے کر اعلیٰ سرکاری عہدوں پر فائز کیا گیا۔ جب کہ مسلمانوں کو امتیازی سلوک کا نشانہ بنایا گیا۔ ان حالات میں ترکستان اسلامی پارٹی کے نام سے چین سے علیحدگی کی تحریک بھی چلائی جارہی ہے جسے چین طاقت کے زور پر دباتا رہا ہے۔ بعض ایغور مسلمانوں نے جہادی گروہ بھی منظم کیے جو چینی حکومت کے مظالم سے آزادی کے لیے مسلح جدوجہد پر یقین رکھتے ہیں۔ چین انہیں "دہشت گرد" گروہ قرار دیتا ہے۔

ایغور مسلمانوں کا کہنا ہے کہ چین نے ۱۹۴۹ء میں ناجائز طور پر مشرقی ترکستان پر قبضہ کیا تھا اس لیے انہیں علیحدہ ہونے کا حق حاصل ہے۔ چینی حکومت کی طرف سے اس علاقے کی مسلمان آبادی کے خلاف غیر انسانی پالیسیاں پچھلے ۷۰ سالوں سے جاری ہیں۔ چین کی سیاسی اور اقتصادی حیثیت کی وجہ سے اس قسم کے ظالمانہ فیصلوں پر دنیا کی طرف سے کوئی خاص ردعمل دیکھنے میں نہیں آیا۔ خاص طور پر مسلمان ممالک میں تو ایغور مسلمانوں کے حقوق کے حوالے سے کوئی آگاہی بھی موجود نہیں ہے۔ حالانکہ مشرقی ترکستان کے ایک کروڑ سے زائد مسلمان کئی دہائیوں سے چین کے بدترین ریاستی جبر کا شکار ہیں۔

یہاں مسلمانوں پر مذہبی پابندیاں عائد کرنے کا سلسلہ ۲۰۰۹ء میں شروع ہوا۔ داڑھی، برقعہ، نماز اور رمضان کے روزوں پر پابندی لگادی گئی۔ بچوں کے 'محمد' سمیت دوسرے اسلامی نام رکھنے، بچوں کا سکولوں میں السلام علیکم کہنے اور بچوں کے کسی بھی مذہبی مشغولیت میں حصہ لینے پر پابندی لگائی گئی ہے۔ یہ سلسلہ یہیں پر نہیں رکا بلکہ اب تو مسلمانوں کو زبردستی شراب پلائی اور خنزیر کا گوشت کھلایا جارہا ہے۔ جب کہ تازہ ترین خبر کے مطابق مسلمان عورتوں کی کافر چینی مردوں کے ساتھ جبراً شادیاں کرائی جارہی ہیں۔ داڑھی رکھنا اور اسلامی لباس پہننا تو کیا، چینی حکومت کے نزدیک رمضان کھ روزے رکھنا بھی شدت پسندی کی علامت اور اس شدت پسندی کا توڑ چینی حکام نے یہ نکالا کہ مسلمانوں کو زبردستی شراب پلائی جائے۔ مشرقی ترکستان میں حکومتی ملازمین، طالب علموں اور بچوں کو روزہ رکھنے سے منع کر دیا گیا ہے مسلمان طلباء اور ان کے والدین سے روزہ نہ رکھنے کے عہد نامے پر دستخط لیے جاتے ہیں۔ مسلمان مزدوروں سے زبردستی روزہ توڑنے کو کہا جاتا ہے۔ مسلمان ہوٹل اور ریسٹورنٹ والوں کو رمضان میں دوکانیں بند کرنے سے منع کیا جاتا ہے۔ پاکستان کے ساتھ سرحد کے قریب 'تاشکرگان' میں تو حکام نے حلال خوراک بیچنے والے ایک ریستوران کو سزا کے طور پر بند کر دیا۔ مرد پچاس برس کی عمر سے پہلے داڑھی نہیں رکھ سکتے اور خواتین برقع نہیں پہن سکتی۔ داڑھی والا مرد اور باپردہ مسلم عورت کو پبلک ٹرانسپورٹ میں سفر کرنے پر پابندی ہے۔ مسلمان اپنے ہی اکثریتی علاقے میں کسی بھی عوامی جگہ پر نماز نہیں پڑھ سکتے۔ مساجد پر چھاپے مارے جاتے اور ناحق گرفتاریاں کی جاتی ہیں تاکہ علاقے کے مسلمانوں پر دباؤ بنا رہے۔ ایک، دو مساجد کو بند کر کے صرف سیاحوں کے گھومنے کے لیے کھلا رکھا گیا ہے۔ جبکہ مساجد کے اندر چینی جھنڈا لہرانا اور چینی صدر کی تصویر لگانا بھی لازمی ہے۔ مساجد کے پیش اماموں کو سربازار ناچنے کو کہہ کر ان کی تذلیل کی جاتی ہے۔ مسلمانوں سے زبردستی کمیونسٹ پارٹی کے ترانے گوائے جاتے ہیں۔ انہیں جبری کمیونزم کی تعلیم دی جارہی ہے۔ حج کرنے والے علما پر سختیاں کی جاتی ہیں، حتیٰ کہ قتل بھی کر دیے جاتے ہیں۔ کسانوں اور تاجروں پر مذہبی اور معاشی پابندیاں عائد کی گئی ہیں۔ نیز ہر طبقہ ہی چینی حکومت کے ظلم و ستم کا شکار ہے۔ ۲۰۱۵ء میں سنکیانگ کی ایک عدالت نے ایک شخص کو داڑھی رکھنے کے جرم میں ۶ برس کی سزائے قید سنائی۔ اسی عدالے نے داڑھی رکھنے والے مسلمان کی اہلیہ کو نقاب کرنے پر دو سال قید کی سزا بھی دی۔ کچھ مسلمانوں عورتوں کے حمل زبردستی ضائع کیے جانے کے واقعات بھی ہوئے ہیں۔

ویسے تو دنیا میں کہیں بھی مسلمانوں کے حوالے سے کوئی واقع ہوتا ہے تو مسلم ممالک میں کم از کم احتجاج اور مذمتی بیانات تو سامنے آتے ہیں، لیکن اس حوالے سے حکومتیں، سیاستدان اور مذہبی طبقات خاموش ہیں۔ انسانیت کا ڈھنڈورا پیٹنے والا مغربی میڈیا چین کی انسان دشمن پالیسیوں پر خبر نہیں چلاتا۔ مسلمانوں سے چھینے گئے علاقے میں مسلمانوں کے خلاف انتہائی جبری اقدامات کیے جارہے ہیں، اسلامی شعائر ختم کیے جارہے ہیں۔ یہاں تک کہ مسلمان اپنے مردے بھی اپنی مرضی سے نہیں دفنا سکتے نہ انہیں دفنانے سے قبل غسل دے سکتے ہیں۔ چین کی حکومت نے اس علاقے میں مردہ دفنانے کے سینٹر قائم کیے ہیں جہاں دراصل مسلمان مردے کو جلا کر پھر تابوت میں ڈال کر ورثاء کے حوالے کیا جارہا ہے۔ اپنے خلاف ہونے والے مظالم پر آواز اٹھانے پر اوغیور مسلمانوں کو چینی حکومت "دہشت گرد" قرار دے رہی اور ان کو قید کر کے مزید تشدد کیا جاتا ہے۔ اب تک نو سے دس لاکھ اوغیور چینی مسلمانوں کو ری ایجوکیشن کیمپ جو کہ دراصل جیل ہے، میں قید کر چکا ہے۔ یہاں لائے جانے والے افراد کا اپنے اہل خانہ سے رابطہ کٹ جاتا ہے۔ نہ صرف جسمانی بلکہ ذہنی تشدد کا نشانہ بنایا جاتا ہے۔ اگر قیدی اپنے عقائد پر تنقید نہ کرے اور ان سے دستبردار نہ ہو تو بطور سزا سور کا گوشت اور شراب زبردستی کھلایا اور پلائی جاتی ہے۔

پاکستان نے بھی چین کے موقف کی حمایت کرتے ہوئے کہا کہ ایغور "شدت پسند" ہیں اور اس بات کا خاص خیال رکھا جائے گا پاکستان میں ان "شدت پسندوں" کا کوئی ٹھکانہ نہ بننے پائے۔

☆☆☆☆☆

مشرقی ترکستان سے ایک بہن کی پکار!

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

میں آپ کی بے بس بہن ہوں جو غاصب افواج کے ظلم کا شکار ہے... میں مشرقی ترکستان کی ایغور مسلم ہوں، وہ سرزمین کہ جس کی عزت و شرف ملحد شیطانی مخلوق نے پامال کر رکھا ہے۔ جی ہاں! میں آپ کی وہی بہن ہوں جو خوف و دہشت کی فضا میں اپنے شب و روز گزارتی ہے...

میں آپ کی بہن ہوں کہ جو اس حالت میں صوم وصلوٰۃ کے فرائض کی ادائیگی کر رہی ہوں کہ چینی سپاہیوں نے نماز کی ادائیگی اور روزہ رکھنے پر پابندی لگا رکھی ہے، اور میں اُس وقت تک اپنے روزے اور نماز کی حفاظت کرنے کی جُہد کرتی ہوں جب تک چینی بت پرست زور وزبردستی سے میرا روزہ تڑوا نہیں دیتے۔

جی ہاں! مشرقی ترکستان سے تعلق رکھنے والی عائشہ ہوں! اور میرا روزہ زبردستی تڑوایا جاتا ہے! ہاں میں ہی عائشہ ہوں، سمیہ کی بڑی بہن! وہ سمیہ جس کے پانچ بڑے بھائی قید خانوں میں ڈال دیے گئے، تین چھوٹے بھائی ہجرت کر گئے، اُس کے والدین شہید ہو چکے، اور جب اُس کے خاندان میں تمام مرد ختم ہو گئے تو چینی حکومت نے "ہفتۂ تعلقاتِ باہمی" کے نام پر ایک ملحد چینی کو اُس کے ساتھ اُس کے گھر میں ٹھہرا دیا، جس کے نتیجے میں اُس نے گھر کی چھت سے کُود کر جان دے دی!

ہاں! میں عائشہ ہوں! مریم کی بڑی بہن! وہ مریم جس کی ملحد اور بت پرست سے زبردستی شادی کروادی گئی، اور شادی کے موقع پر دکھ، الم اور کرب کے علاوہ اُس کے پاس کچھ بھی نہیں تھا۔

جی ہاں! میں عائشہ ہوں! میرے شوہر مصطفیٰ کو محض نماز پڑھنے، روزہ رکھنے اور اپنے بچوں کو دینی تعلیم دینے کی پاداش میں ۸ سال سے چینی ملحدین نے قید کر رکھا ہے، اُس کا جرم لا الہ الا اللہ کے سوا کچھ بھی تو نہیں تھا!

ہاں میں عائشہ ہوں! مشرقی ترکستان میں بسنے والی امت مسلمہ کی ایک فرد! جنہیں غلامی میں اس قدر بے بس کر دیا گیا کہ وہ نماز وروزہ کی ادائیگی سے بھی روک دیے گئے اور لاکھوں کی تعداد میں قید کر دیے گئے، ملحد بت پرستوں نے اُن کی مساجد اور قرآن نذرِ آتش کر دیے، علمائے کرام کو یکے بعد دیگرے شہید کر دیا گیا، ائمہ کو ذلیل ورسوا کیا گیا، لیکن اس سب ظلم وجور کے باوجود ترکستانی مسلمانوں کے ایمان وعقائد ناقابلِ تسخیر رہے!!!

ہاں میں عائشہ ہوں! جو امت محمدیہ علی صاحبھا السلام کا حصہ ہوں! ہم نے اپنے ایمان کو نہیں چھوڑا حالانکہ یہاں کے مسلمانوں کو اس کی پاداش میں قید وبند اور جان سے گزرنے کے کٹھن مراحل سہنا پڑے۔ یہاں کے مسلمانوں نے کفر کو ہر طرح سے مسترد کیا اور برتر وعظیم امت مسلمہ سے اپنے تعلق کو نبھایا!

جی ہاں! میں اِس امت کا حصہ ہوں! اِس کا غم میرا غم ہے! لیکن کیا میرا غم بھی آپ کا غم ہے؟؟؟! اگر آپ کے جوتے ذرا بھی خراب ہو جائیں تو آپ فوراً سے بیشتر اُنہیں مرمت کرواتے ہیں... کیا آپ اپنی مسلمان بہنوں کو اتنی بھی حیثیت واہمیت نہ دیں گے جتنی آپ اپنے جوتوں کو دیتے ہیں؟؟؟!

جی ہاں! میں امت مسلمہ کا حصہ ہوں! لیکن کیا آپ بھی امت میں سے ہیں یا نہیں؟؟؟! کیا آپ اُس امت میں سے نہیں ہیں جس کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

> مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں، ایک مسلمان دوسرے مسلمان پر ظلم ڈھاتا ہے نہ ہی اُسے بے یارومددگار چھوڑتا ہے، اور نہ ہی اُسے کسی مشکل میں اکیلا رہنا دیتا ہے"

ہم اللہ تعالیٰ پر یقین رکھتے ہیں اور اُس کے احکامات پر عمل پیرا ہیں! ملحد چینیوں کے پاس لاکھوں فوجی اور ہتھیار ہوں گے لیکن ہمارے پاس اللہ تعالیٰ ہیں!!! وہ مالک الملک کہ جس نے فرعون کو غرق کیا، وہ اِن ملحدین کو بھی بہت جلد تباہ وبرباد کر دے گا!

لیکن اے امت مسلمہ! تجھ پر افسوس ہے! کہ تاریخ تو امت مسلمہ کو ایک عظیم امت کے طور پر جانتی ہے لیکن آج کیا حالت ہو رہی ہے!!! آج میں اپنی پُرنم آنکھوں کے ساتھ کہہ رہی ہوں کہ اے امتِ مسلمہ! جو دنیا کی چمک دمک اور خوش حالی پر راضی ہو گئی ہے، اے امت مسلمہ! کہ جس نے اپنے دینی بھائیوں کو بے یارومددگار چھوڑ دیا ہے، اے امت مسلمہ! جو دنیا کی رنگینیوں ہی کی اسیر ہو کر رہ گئی ہے! اگر تم ہماری مدد نہیں کر سکتے تو کم از کم اس مقدس ماہِ رمضان میں ہمارے لیے دعائیں ہی کر دیا دو!!!

☆☆☆☆☆

> "ہم نے تو شریعت سے یہی سمجھا ہے کہ جو ہم سے لڑے گا ہم اس سے لڑیں گے۔ جو ہم پر میزائل داغے گا اور ہمیں قتل کرے گا ہم اسے قتل کریں گے۔ جو ہمارا خون بہائے گا ہم اس کا خون بہائیں گے، جو ہماری عورتوں کو رلائے گا اور بچوں کو یتیم کرے گا ہم ان شاءاللہ اس کی عورتوں کو بیوہ اور اولادوں کو یتیم کریں گے۔ ان شاءاللہ"
>
> استاد یاسر رحمہ اللہ

فمنھم من قضی نحبہ ومنھم من ینتظر

معاذ بدر

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ رِجَالٌ صَدَقُوْا مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَيْهِ ۚ فَمِنْهُمْ مَّنْ قَضٰى نَحْبَهٗ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّنْتَظِرُ وَمَا بَدَّلُوْا تَبْدِيْلًا

”انہی ایمان والوں میں وہ لوگ بھی ہیں جنہوں نے اللہ سے جو عہد کیا تھا اسے سچا کر دکھایا۔ پھر ان میں سے کچھ وہ ہیں جنہوں نے اپنی نذر پوری کر دی، اور کچھ وہ ہیں جو ابھی انتظار میں ہیں۔ اور انہوں نے (اپنے ارادوں میں) ذرا سی بھی تبدیلی نہیں کی“۔

یہ شہدا ہی امت کی زندگی ہیں، ان نوجوانوں نے اپنے دنیاوی مشغلوں کو چھوڑا، وقت کی پکار پر لبیک کہا، اپنی عیش بھری زندگی کو چھوڑ کر پہاڑوں میں غرباء بن گئے۔ قابل رشک ہیں وہ لوگ جنہیں اللہ رب العزت نے کفر کے مقابلے میں حق کے ساتھ کھڑا ہونے کی توفیق دی۔ سعادت کی زندگی کے بعد شہادت کی موت نصیب فرمائی۔ ایسے ہی آج ایک ایمان کے ساتھی کے ساتھ گزرے ہوئے لمحات کا ذکر کرنا چاہوں گا۔ جس کے ساتھ اللہ رب العزت نے ہجرت و جہاد و اعداد جیسی عظیم عبادتوں کا ساتھ نصیب فرمایا۔

عربی کا ایک شاعر کہتا ہے: تو جو میرے احباء کے ساتھ بیتے ہوئے لمحات کی یاد دلاتا ہے، کیا ہی اچھا ہو تو پھر سے میرے سامنے یہ باتیں دہرا، کیونکہ محبوب کی یادیں بھی محبوب ہوا کرتی ہیں۔

پاکستانی فوج امریکی احکامات پر ضرب عضب (ضرب کذب) آپریشن شروع کر چکی تھی۔ عوامی مقامات، مساجد و مدارس، بازاروں پر پاکستانی فضائیہ کی وحشیانیہ بمباری جاری تھی۔ امریکی ڈرون طیارے تقریباً روز کی بنیاد پر مجاہدین کے کسی نہ کسی مرکز یا گاڑی کو نشانہ بنا رہے تھے۔ ہر ڈرون حملے کے بعد یہ فکر لاحق ہو جاتی تھی پتا نہیں اب کی بار امت کا کون سا محافظ شہید ہوا ہے۔ میں دیگر ساتھیوں کے ساتھ انگور اڈہ (جنوبی وزیرستان) میں تھا۔ خبر آئی کہ لواڑہ (شمالی وزیرستان) میں بنگالی بھائیوں کے مرکز پر ڈرون حملہ ہوا ہے۔ شہادتوں کا کچھ پتہ نہ چل رہا تھا کہ کون کون شہید ہوا ہے۔ بھائیوں سے پتہ کرنے کی کوشش کی لیکن اطلاعات نہیں مل رہی تھیں۔

دوپہر تقریباً ۱۲ بجے ایک ساتھی نے اپنے پاس بلایا اور کہا کہ آجائیں کہیں جا کر بیٹھتے ہیں، آپ سے گپ شپ کرنی ہے۔ ہم دونوں بھائی چلتے ہوئے ایک چلغوزے کے درخت کے نیچے جا کر بیٹھ گئے۔ رسمی حال احوال کے بعد اس بھائی نے جہاد میں صبر اور شہادت کے فضائل اور شہدا کے جنت میں مقام کے اوپر گفتگو شروع کر دی۔ اس بھائی نے بتایا کہ لواڑا سے آنے والے بھائیوں نے پیغام دیا ہے کہ ڈرون حملے میں شہید ہونے والے بھائیوں میں ہارون بھائی کا نام بھی شامل ہے۔ میری زبان سے بے ساختہ نکلا انا للہ وانا الیہ راجعون۔ آج اس دعا کی تاثیر عجیب ہی لگ رہی تھی۔ بے شک ہم اللہ تعالیٰ کے ہیں اور اسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔ یہ دعا پہلے کئی دفعہ پڑھی تھی لیکن آج اس کے پڑھنے میں عجیب مزا آ رہا تھا۔ ایسا لگ رہا تھا کہ کوئی شفیق ذات ماں سے بھی زیادہ مہربان ذات دلاسہ اور تھپکیاں دے رہی ہے۔ وہ بھائی یہ خبر سنا کر چلے گئے۔ یقین ہی نہیں آ رہا تھا کہ وہ ہنستا مسکراتا چہرہ جو ہر ملاقات میں رخصت ہوتے ہوئے یہی کہتا ”مولوی دعا کرو میں شہید ہو جاؤں“ اللہ نے اس کو اپنے پاس بلا لیا۔

عرش کے سائے تلے ذہب کی قندیلوں میں
ہوں جواہر کے محلات جہاں میلوں میں

آپ کا اصل نام عبد السلام تھا۔ جہادی نام ہارون ایک شہید کی مناسبت سے رکھا تھا۔ آپؒ نے ابتدائی تعلیم اپنے علاقے سے حاصل کی۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو بلا کی ذہانت سے نوازا تھا۔ آپ نے اپنے علاقے میں میٹرک سے ٹاپ کیا۔ بعد میں ایف ایس سی کرنے کے لئے دوسرے علاقے میں چلے گئے۔ اور ایف ایس سی میں بھی اپنے علاقے میں ٹاپ کیا۔ شہباز شریف کے لیپ ٹاپ اسکیم میں آپ کو لیپ ٹاپ بھی ملا لیکن اس کے باوجود بھی آپ نے دنیا کی طرف آنکھ اٹھا کر نہیں دیکھا۔ دوران تعلیم مسلسل اسی کوشش میں لگے رہتے تھے کہ کسی طرح جہاد کی سرزمین وزیرستان چلا جاؤں۔

یہ آپ پر اللہ تعالیٰ کا احسان تھا کہ اس نے بچپن ہی سے آپ کو ایجنسیوں سے پاک جہاد کی سمجھ دے دی تھی۔ دین کی غیرت آپ کی گھٹی میں تھی۔ میرا ان سے تعلق بچپن سے تھا گو کہ علاقہ کافی دور تھا۔ ایک واقعہ مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ ہم جب بچپن میں کھیلتے، جب نماز کا وقت ہوتا تو آپ سب بچوں کو زبردستی نماز کے لئے لے جاتے۔

ایف ایس سی مکمل کر لینے کے بعد آپ نے اجازت مانگی تو بھائیوں کی طرف سے آپ کو اجازت نہیں ملی بلکہ آپ کو یہ امر دیا گیا کہ آپ یونی ورسٹی میں داخلہ لیں تاکہ مجاہدین کو ایک مکمل انجینئر میسر آجائے۔ آپ نے بھائیوں کے کہنے پر بہاؤالدین زکریا یونی ورسٹی میں داخلہ تو لے لیا لیکن آپ کو ہرگز گوارا نہ تھا کہ یونی ورسٹی کے دین بے زار ماحول میں رہ کر آہستہ آہستہ آپ کی دینی اور جہادی روح کچلی جائے۔ آپ کا دل یونی ورسٹی کی چار دیواری میں بالکل بھی نہیں لگتا تھا۔ مجھے یاد ہے کہ میں ایک دفعہ آپ کے پاس آپ کے ہاسٹل میں گیا۔ اس دن آپ نے کہا میں یونی ورسٹی نہیں جاؤں گا۔ میں نے کہا کہ والدین نے اتنا پیسہ خرچ کیا ہے کچھ تو احساس کرو۔ آپ نے کہا یار میں کیا کروں میرا یونی ورسٹی میں دل نہیں لگتا۔ یہ بات سن کر میں خاموش ہو گیا۔

آپ کی یونی ورسٹی کے دوران یہی کوشش رہی کہ کسی طرح وزیرستان چلے جائیں۔ بالآخر اللہ تعالیٰ نے آپ کے لئے راہ کھول دی۔ انہیں دنوں حذیفہؒ (عمار فاروق ٹیپوؒ) نیچے آئے ہوئے تھے۔ مجھے بھی اوپر آنے کی اجازت مل چکی تھی۔ آپ نے ان سے کہا تو انہوں نے کہا کہ میں کچھ دنوں تک جاؤں گا۔ آپ تیاری کر لیں۔ آپ نے فوراً یونی ورسٹی کو خیر آباد کہا اور ہجرت کر کے وزیرستان آ گئے۔

جب آپ گھر سے نکل رہے تھے تو ایک ہفتے بعد آپ کی بہن کی شادی تھی۔ آپ کے گھر والوں نے کہا کہ آپ شادی میں شرکت کر لیں۔ اس کے بعد چلے جائیں۔ آپ نے کہا کہ شادی تو ہو جائے گی لیکن پتہ نہیں پھر ترتیب بن پائے یا نہیں۔ گویا آپ کو لگ رہا تھا کہ اب کی بار نہ گئے تو کہیں قافلہ چھوٹ ہی نہ جائے۔ آپ بہن کی شادی سے ہفتہ پہلے اوپر آ گئے۔ اللہ تعالیٰ نے ہجرت کے اس سفر میں مجھے بھی ان کا ساتھ نصیب فرمایا۔ اس سفر میں حذیفہ بھائی، ہارون اور میں شامل تھے۔ میران شاہ پہنچتے ہی حذیفہ بھائی مجھے اور ہارون کو تدریبی ساتھیوں کے مرکز میں چھوڑ کر چلے گئے۔ کچھ دن میران شاہ میں گزارنے کے بعد دیگر تدریبی ساتھیوں کے ہمراہ منڈاؤ چلے گئے۔ جہاں استاد محترم قاری عبد الحسیبؒ بھائی نے اور حافظ صاحبؒ نے ہمیں تدریب کروائی۔

تقریباً ۴ ماہ ہم نے اکٹھے محسود میں گزارے۔ وہاں پر آپ سے اکثر محبت بھری نوک جھونک چلتی رہتی تھی۔ ایک دن اسامہ بھائی (شعیبؒ بھائی) نے کہا کہ یار ہارون بھائی معاذ بھائی کے ساتھ نہیں رہ سکتے تو دوسرے ساتھی نے فوراً کہا ہاں ساتھ بھی نہیں رہ سکتے لیکن ایک دوسرے کے بغیر بھی نہیں رہ سکتے۔ اس پر سارے ساتھی ہنسنے لگے۔ معسکر میں تمام ساتھی خیموں میں سوتے تھے۔ تین ساتھیوں کو ایک ایک خیمہ تقسیم کیا گیا تھا۔ مجھے اور ہارون بھائی کو ایک خیمے میں رکھا گیا۔ رات کو جب پہرا ہوتا تو میں ہارون کو جگاتا آ جائیں پہرا دیتے ہیں اور ہم دونوں مل کر اکٹھا پہرا دیتے تھے۔

تدریب میں عموماً کافی سختی ہوتی ہے لیکن آپ کسی بھی قسم کا حرف شکایت زبان پر نہ لاتے۔ عسکری کلاس کے دوران بھی ہم ساتھ ساتھ بیٹھتے تھے۔ ایک واقعہ ہر روز پیش آتا جو مجھے کبھی نہیں بھولتا۔ ایک ساتھی معاویہ بھائی جو کہ کافی مزاحیہ بھائی تھے جب حافظ صاحب ان سے سوال پوچھتے تو وہ عموماً الٹا جواب دیتے جس سے پوری کلاس کشت زعفران بن جاتی۔ جب معاویہ بھائی کی باری آتی تو ہارون بھائی میرے پاؤں پر چٹکی کاٹتے جو اس بات کی طرف اشارہ ہوتا کہ ایک اور چھکا۔ میں کلاس کے بعد ان کو مصنوعی غصے میں کہتا، یار کسی دن ڈنڈ پوزیشن کرواؤ گے۔ دوپہر کو جب کلاس ختم ہوتی تو ہم سب مل کر قریبی ندی نالے پر نہاتے جو کہ کافی تیز تھا لیکن آپ کو تیراکی بہت اچھی آتی تھی۔ تدریب ختم ہونے کے بعد تمام بھائیوں نے حکمت عملی کا دورہ کیا۔ اس میں آپ کی صلاحیتیں کافی کھل کر سامنے آئیں۔ کچھ دنوں بعد ہم لوگ میران شاہ آ گئے۔ وہاں سے میری محاذ پر تشکیل ہو گئی۔ محسود کے علاقے میں جہاں پر تمام مجاہدین نے پاکستانی فوج کے خلاف خط بنا رکھا تھا اور وقتاً فوقتاً کارروائیاں کرتے رہتے تھے۔ تشکیل سے واپسی پر آپ سے میران شاہ میں ملاقات ہو گئی۔ بہت محبت سے ملے۔ پتا چلا کہ آج کل میران شاہ میں استاد اسامہ محمود بھائی کے ساتھ ہوتے ہیں۔ میران شاہ میں آپ سے ہر روز ملاقات ہو ہی جاتی تھی۔ آپ بازار میں خریداری کرنے آتے تو ہمارے مرکز ضرور ایک چکر لگاتے۔ ایک دفعہ آئے کہنے لگے یار گھر والوں سے رابطہ ہوا ہے، دوسری بہن کی شادی ہے انہوں نے اصرار کیا ہے کہ چکر لگا لو اور شادی میں ضرور شرکت کرو۔ آپ مشورہ دو۔ میں نے کہا یار چکر لگا لو تو کہنے لگا کہ آپریشن کی اطلاعات ہیں۔ اگر آپریشن ہو گیا تو میں نیچے رہ جاؤں گا، اس لئے میں نہیں جاتا۔ میں نے بہت سمجھایا لیکن آپ نہیں مانے۔ بہر حال دن گزرتے رہے اور شمالی وزیرستان میں فوج نے آپریشن کا آغاز کر دیا تو آپ میران شاہ سے ڈوگہ میں چلے گئے۔ ہم لوگ جب میران شاہ سے نکلے اور ڈوگہ پہنچے تو آپ سے ملاقات ہو گئی۔ پتا چلا کہ اگلی صبح آپ نے لیواڑا جانا ہے۔ حالات ایسے تھے کہ پتہ ہی نہیں چلتا تھا کہ کب کس کی باری آ جائے۔ کوائف تو آپ کے بھی پورے تھے لیکن دل نہیں مانتا تھا۔

رات کو کافی دیر تک گپ شپ ہوتی رہی۔ آپ کی گپ شپ میں شہادت کی تڑپ واضح طور پر چھلکتی تھی۔ بہر حال صبح آپ چلے گئے۔ کچھ ماہ بعد میں لیواڑا آیا۔ لیواڑا پہنچنے کے بعد میں نے استاد اسامہ محمود بھائی کو پیغام بھیجا کہ ایک بھائی کی تلاش ہے اگر مل جائے تو ہمارے پاس بھیج دیجئے گا۔ یہ بات سن کر وہ ہنسنے لگے اور کہا کہ وہ بھائی ہمارے پاس نہیں ہے۔ اگر وہ ہمارے پاس آ گئے تو میں ضرور بھیج دوں گا۔ کچھ دنوں بعد انہوں نے اپنا وعدہ پورا کیا اور ہارون بھائی کو جس مرکز میں میں رہتا تھا وہیں لے آئے۔ رمضان بھی شروع ہو چکا تھا، رات کو سب بھائی ڈرون اور بم باری کے خطرے کی وجہ سے افطاری کے فوراً بعد نکل جاتے۔ آپ رات کو میری وجہ سے رک جاتے۔ تراویح میں میرے مقتدی ہوتے۔ میرے ساتھ تراویح پڑھ کر ہم دونوں ساتھ نکلتے اور صبح آ کر تمام بھائیوں کے لئے سحری بناتے۔ لواڑہ میں آپ آخری دفعہ ہمارے پاس آئے اور کہنے لگے کہ امیر صاحب نے کہا ہے آج رات آپ دوسرے بھائیوں کے مرکز میں گزاریں اس لئے آپ کے پاس آ گیا۔ آ جاؤ رات اکٹھے گزارتے ہیں۔ ہم تین ساتھی ایک بائیک پر نکلے۔ تقریباً آدھا گھنٹہ بائیک چلانے کے بعد ایک کھیت میں جگہ ڈھونڈی اور بستر وہاں بچھا دیے۔ بستر ہم مرکز سے لے آئے تھے۔ رات کو کافی دیر تک گپ شپ ہوتی رہی، موضوع سخن شہدا کی طرف مڑ گیا۔ اس ساتھی کا محمد عسکریؒ (حافظ عمر فاروقؒ) کے ساتھ کافی وقت گزرا تھا۔

(بقیہ صفحہ ۶۳ پر)

سر زمینِ امارتِ اسلامیہ سے مختصر خبریں

حمزہ محمد صادق

☆خبر ہے کہ قندھار شہر میں بارود سے بھری گاڑی پکڑی گئی جسے خاد (افغان خفیہ ایجنسی) والوں نے اپنے ہیڈ کوارٹر منتقل کیا۔ہیڈ کوارٹر پہنچتے ہی اس میں دھماکہ ہو گیا۔دھماکے میں بڑے ظالم کماندان سمیت خاد کے متعدد اہلکار مردار ہونے کی اطلاعات ہیں۔الحمد للہ

☆افغانستان کے کٹھ پتلی صدر اشرف غنی نے قندوز میں مدرسے پر بم باری میں شہید ہونے والے بچوں کے خاندانوں سے معافی مانگ لی ہے۔صدارتی محل سے جاری ہونے والے بیان میں افغان فوج کی سفاکیت اور جارحیت کا کوئی ذکر نہیں تھا۔مزید یہ کہہ کر کہ ''اس حملے میں طالبان کے اڈے کو نشانہ بنایا گیا''،اس بم باری کو ایک طرح سے جائز مانا گیا۔شہید ہونے والے بچوں کے لواحقین نے صحافیوں سے گفتگو میں بتایا کہ وہاں امارت اسلامیہ افغانستان کا کوئی کیمپ موجود نہیں تھا اور معصوم بچوں کو نشانہ بنایا گیا۔

☆افغانستان کے سب سے اہم اسٹریٹیجک صوبے بدخشاں پر قبضہ کرنے کی کوشش کے دوران میں امارت اسلامیہ افغانستان کے مجاہدین نے پیش قدمی کرتے ہوئے ضلع کوہستان کے پولیس ہیڈ کوارٹر پر قبضہ کر لیا ہے۔

☆امارت اسلامیہ نے الخندق عملیات کے اعلان کے فوراًبعد چند دنوں میں تین بڑے اضلاع فتح کر لیے۔جس میں صوبہ بدخشان کا ضلع کوہستان،صوبہ بغلان کا ضلع تالاؤبرفک اور صوبہ فاریاب کا ضلع بک چراغ شامل ہے۔ان فتوحات میں ہلکے اور بھاری اسلحے کے وسیع ذخائر بطورِ غنیمت حاصل ہوئے۔الحمد للہ ثم الحمد للہ

☆امارت اسلامیہ افغانستان کے خلاف جنگ میں ناکامی پر امریکی جنرل نکلسن کی چھٹی کر دی گئی۔ٹرمپ نے افغان جنگ کے لیے لیفٹیننٹ جنرل اسکاٹ ملر کو نیا کمانڈر مقرر کر دیا ہے۔اسکاٹ ملر عوامی مقامات،مساجد اور شادی بیاہ کے مواقع پر بم باری کرنے کا بدترین ریکارڈ رکھتا ہے۔

☆آرمی چیف قمر جاوید باجوہ نے راولپنڈی میں افغان وفد سے ملاقات کے موقع پر کہا کہ خطے میں دیرپا امن کے لیے مشترکہ دشمن کو شکست دینی ہے۔

پاکستان اور افغانستان کا دشمن کون ہے یہ فیصلہ ان ممالک کے حکومتی اور فوجی ادارے نہیں کرتے بلکہ امریکہ کرتا ہے۔امریکہ کا دشمن اعلائے کلمۃ اللہ کے لیے لڑنے والے مجاہدین ہیں،لہٰذا یہی پاکستانی اور افغانی افواج کا مشترکہ دشمن ہیں۔جن کے خلاف لڑ کر امریکی ڈالر اور داد وصول کرنی ہے۔

☆امارت اسلامیہ کے مجاہدین نے فراہ شہر میں انٹیلی جنس سمیت دیگر سرکاری عمارتوں پر قبضہ کر لیا۔امارت اسلامیہ کے مجاہدین نے ۶ روز کی مسلسل لڑائی کے بعد شمالی صوبہ فراہ کے صدر مقام پہنچ گئے اور مرکزِ استخبارات سمیت سرکاری عمارتوں پر قبضہ کر لیا۔مرکزی جیل سے ۳۰۰ سے زائد قیدی رہا کرا لیے گئے۔گورنر اور دیگر حکام فرار ہو گئے۔فراہ پر قبضہ امریکہ اور افغان کٹھ پتلی حکومت کے لئے بڑا دھچکا ثابت ہو سکتا ہے،کیونکہ اس سے افغان امارت اسلامیہ افغانستان ایران جانے والے تمام راستوں پر قابض ہو جائیں گے۔

☆افغانستان کے مشرقی صوبے خوست کی ایک مسجد میں قائم ووٹر رجسٹریشن مرکز میں بم دھماکے سے ۱۳۰فراد جاں بحق اور ۴۱ زخمی ہو گئے۔امارت اسلامیہ افغانستان نے واقعے کی شدید مذمت کرتے ہوئے کہا کہ ان کا اس ظالمانہ اور مجرمانہ بم دھماکہ میں کوئی کردار نہیں۔

☆گورنر غزنی عبدالکریم متین نے اعتراف کیا ہے کہ افغان عوام امارت اسلامیہ افغانستان کو تسلیم کرتے اور ان کے ساتھ کھڑے ہیں،جب کہ سرکاری افواج کے ساتھ عوام کا تعاون صفر ہے۔مثال دیتے ہوئے اُس نے کہا کہ عوام امارت اسلامیہ افغانستان کے مجاہدین کو کھانا کھلاتے ہیں،کپڑے دیتے ہیں،ان کے ہتھیاروں کو چھپاتے ہیں اور ان کے لئے مفت جاسوسی کرتے ہیں۔

☆امریکہ نے کاپیسا اور ہلمند میں وحشیانہ بم باری سے ۱۵۳فراد شہید کر دیے۔۱۴۵فراد کاپیسا اور ۸ نمازی ہلمند مین شہید ہوئے۔مجاہدین کے حملوں میں شدت کی وجہ سے افغان فوجیوں کے بھگوڑا ہونے کی شرح میں اضافے نے امریکہ کو پریشان کر دیا ہے اور امریکہ اپنے اس غصے اور بدحواسی میں عام شہریوں کو نشانہ بنا رہا ہے

☆امارت اسلامیہ کے مجاہدین نے نے الخندق عملیات میں ۵۲افغان سیکورٹی اہل کار ہلاک کر دیے۔ادھر افغان پارلیمنٹ نے حکومت سے مطالبہ کیا ہے کہ وہ امریکہ اور نیٹو سے سیکورٹی معاہدوں کو منسوخ کرے۔سینیٹر زلمی زابلی کا کہنا ہے کہ ان معاہدوں سے ہمیں سوائے رسوائی کے کچھ حاصل نہیں ہوا۔

☆امارت اسلامیہ افغانستان نے افغان دارالحکومت کابل پر بڑے حملوں کی تیاری شروع کر دی ہے اور اس سلسلے میں شہریوں کو انتباہ کیا گیا ہے کہ وہ حساس مقامات سے دور رہیں۔ایک جاری کردہ اعلامیے میں کہا گیا ہے کہ امارت اسلامیہ افغانستان آپریشن میں بہترین احتیاط اور عوام کے جان و مال کی حفاظت اپنی ذمہ داری سمجھتے ہیں۔کابل میں قاتل اسپیشل فورسز،جاسوسا ہل کاروں اور دشمن کے دیگر فوجی ادارے ایسے مقامات پر قائم کیے گئے ہیں جہاں سے وہ عوام سے ڈھال کے طور پر فائدہ اٹھاتے ہیں۔

☆امریکہ نے افغانستان میں ۵٫ارب ڈالر کی بدعنوانی ہونے کا اعتراف کیا ہے۔متاثرہ علاقوں کی بحالی اور استحکام پر خرچ کیے جانے والے ۴٫اعشاریہ ۷ بلین ڈالر میں سے بیشتر بدعنوان اہل کار کھا گئے۔

☆امارت اسلامیہ افغانستان نے سرکاری سیکورٹی اہلکاروں کو ساتھ ملانے کے لئے ملک گیر مہم کا آغاز کر دیا ہے۔ امارت اسلامیہ کے دعوت وارشاد کمیشن اور شہدا کمیشن کی جانب سے جنگ میں مارے جاچکے پولیس اور دیگر سیکورٹی اہلکاروں کے اہل خانہ کو بھی رمضان پیکیج دیا جارہا ہے۔ ان فلاحی سرگرمیوں سے متاثر ہو کر شمالی افغانستان میں پندرہ کمانڈروں سمیت پانچ سو سیکورٹی اہلکار، جن افغان فوج، پولیس اور ویلیج ڈیفنس ملیشیا کے اہلکار شامل ہیں، ہتھیار ڈال کر طالبان کے ساتھ مل گئے ہیں۔ ہتھیار ڈالنے والوں کا کہنا ہے کہ وہ اس بے مقصد لڑائی سے تنگ آ گئے ہیں۔

اس مہم کے آغاز میں ہی افغانستان کے شمالی صوبے بادغیس کا ضلع قادیس، جو پہلے سرکاری کمانڈروں کے کنٹرول میں تھا، اب طالبان کے قبضے میں آ گیا ہے۔ دعوت وارشاد کمیشن کے سربراہ مولوی صالح بلخی نے ہتھیار ڈالنے والوں سے کہا کہ وہ امریکہ کی جنگ نہ لڑیں، طالبان کے ساتھ مل کر امریکہ کے خلاف جہاد کریں اور افغانستان کو آزاد کرائیں۔ ان سیکیورٹی اہلکاروں نے امریکہ کے خلاف لڑنے پر رضامندی ظاہر کی اور تحریری طور پر طالبان کو یقین دہانی کرائی کہ وہ افغان فوج یا امریکہ کا ساتھ نہیں دیں گے۔ طالبان کا ساتھ دینے والوں کو تربیت کے لئے بھیجا گیا۔ دوسری طرف شمالی افغانستان میں الخندق عملیات کے خلاف حکومتی ناکامی کی بحث افغان پارلیمنٹ میں شروع ہو گئی ہے۔

☆رمضان المبارک میں امارتِ اسلامیہ کی طرف سے غربا اور مساکین کی دل جوئی کے لیے اب تک چھ لاکھ بیواؤں، یتیموں اور نادار افراد کی رجسٹریشن مکمل کر کے ان کے گھروں پر اجناس اور عید کے ملبوسات پہنچائے جاچکے ہیں۔امیر المومنین ملاہبۃ اللہ اخونزادہ نے رمضان پیکیج کے لئے ملنے والے عطیات دیگر مدوں میں خرچ کرنے پر پابندی عائد کر دی ہے۔

امارتِ اسلامیہ کی رہبری شوریٰ نے شہدا کمیشن اور دعوت وارشاد کمیشن کو پوری دنیا سے عطیات اکھٹی کرنے کی اجازت دی تھی جو کسی بھی صورت جنگ اور دوسرے مقاصد کے لئے استعمال نہیں کیئے جائیں گے بلکہ مستحق افراد کے گھروں پر آٹا، چاول، دالیں، شکر، کھجور، مشروبات، گھی وغیرہ پہنچائیں جائیں گے۔

مستحق افراد میں شہدا کے لواحقین اور افغانستان میں آنے والے مہاجرین شامل ہیں۔ اس کے علاوہ افغان پولیس اہلکاروں اور دیگر سرکاری اہلکاروں جن کے مارے جانے کے بعد ان کے گھروں میں فاقے ہیں اور حکومت نے ان کو حالات کے رحم و کرم پر چھوڑ دیا ہے، ان کے اہل خانہ کو بھی رمضان پیکیج دینے کا فیصلہ کیا گیا ہے۔

دوسری جانب افغان حکومت اور امریکی حکام نے طالبان کا رمضان پیکیج روکنے کے لیے ایڑی چوٹی کا زور لگایا ہوا ہے۔ تاجروں سمیت کئی لوگوں کو متنبہ کیا گیا کہ وہ طالبان کو عطیات نہ دیں۔ تاہم تاجروں اور دیگر مخیر حضرات نے افغان اور امریکی حکام کی اس بات پر کان نہیں دھرے۔

☆☆☆☆☆

بقیہ: فمنهم من قضى نحبه و منهم من ينتظر

جو کہ ہارون کے بچپن کے دوست اور ماموں تھے۔ کافی دیر تک ان کے واقعات سے ہم دونوں ہنستے رہے۔ کافی دیر بعد محفل ختم ہوئی، وہ بھائی یہ کہہ کر سوگئے کہ صبح نماز کے لئے اٹھنا ہے۔ میں اور ہارون بھائی جاگتے رہے۔ آپ کی باتوں سے لگ رہا تھا کہ اس کے کوائف پورے ہیں یہ اللہ کا بندہ کچھ دنوں کا مہمان ہے۔

پھر وہی ہوا اللہ تعالیٰ کو آپ کے دل کی تڑپ پسند آگئی۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو آپ کے دل کی صفائی، مجاہدین سے حسن ظن، جنتوں کا شوق اور اپنے شہید ساتھیوں سے ملنے کی تڑپ کی نتیجے میں ۲۳ اکتوبر کی رات لواڑہ میں ایک ڈرون حملے میں شہادت عطا فرمائی۔ نحسبہ کذالک واللہ حسیبہ

ایک رات ہم دونوں اپنے اپنے بستر پر لیٹے بات کر رہے تھے۔ کہنے لگے کہ یار مجھے اگر کوئی نصیحت کرے تو میرے نفس کو گراں گزرتا ہے لیکن میں اپنے نفس کو کچلنے کے لئے ساتھیوں سے جا کر نصیحت مانگتا ہوں۔ آپ کے ساتھ گزرے ہوئے وقت کے واقعات اور یادیں تو بہت وابستہ ہیں لیکن مضمون کی طوالت کے خوف سے ذکر نہیں کر رہا۔

مجھے ان کی شہادت کے بعد ان کا ایک خط ملا جو انہوں نے اپنی شہادت والی رات ہی میرے نام تحریر کیا تھا۔ اس میں اشاروں اشاروں میں یہی ذکر تھا کہ اب رب کی جنتوں میں ہی ملاقات ہو گی۔ بس اللہ سے یہی دعا ہے کہ وہ اس انعام سے محروم نہ فرمائے اور ان کی بات پوری ہو جائے۔ آج وہ ہمارا محبوب دوست لواڑہ میں آرام سے خاک کی چادر اوڑھے سو رہا ہے۔ ان شاء اللہ قیامت کے دن اس حالت میں اٹھے گا کہ زخموں سے خون ابل رہا ہو گا، رنگ تو خون کا ہو گا لیکن خوشبو مشک کی ہو گی۔ سچ تو یہ ہے

کوئی شہید غم کی تار رات دل میں بھر گیا
سعید ہو کے ہاں مگر نشاط دل میں بھر گیا
اب اس کی یاد منسلک ہے جنتوں کی یاد سے
سفیر جناں مبشرات دل میں بھر گیا

☆☆☆☆☆

انڈونیشیا کی علما کانفرنس اور امارتِ اسلامیہ کا موقف

موسیٰ خان مہاجر

کٹھ پتلی افغان انتظامیہ اپنے غیر ملکی آقاؤں کے زور وزر کے بل بوتے پر افغان قوم پر مسلط ہے اور صلیبیوں کے خلاف جاری جہاد کی ہر طریقہ سے مخالفت کرتی ہے۔ ایسی ہی ایک کوشش پچھلے ماہ انڈونیشیا میں علما کانفرنس کے نام پر کی گئی۔ بوگور کے صدارتی محل میں اس کانفرنس کا انعقاد "انڈونیشیا علما کونسل" کی طرف سے کیا گیا تھا۔ جس میں امن او رمصالحت کے نام پر صرف اور صرف غاصب حملہ آوروں کے مفادات کو تحفظ فراہم کرنے کی کوشش کی گئی۔

گزشتہ کئی برسوں سے امریکی اور نیٹو فوج کی بم باری اور اندھا دھند فائرنگ سے ہزاروں افغان باشندے، جن میں کثیر تعداد بچوں کی بھی شامل ہے، شہید ہو چکے ہیں۔ لیکن مجال ہے ان ممالک نے امریکی بربریت کے خلاف بھی کوئی متفقہ اعلامیہ جاری کیا ہو۔ مجاہدین نے پہلے ہی اس کانفرنس کو مسترد کرتے ہوئے علما سے کہا تھا کہ وہ اس کانفرنس میں شرکت نہ کریں کیونکہ اس اجلاس کا مقصد افغانستان پر حملہ کرنے والی صلیبی قوتوں کی موجودگی کو قانونی جواز فراہم کرنا ہے۔ جب کہ غیر ملکی قبضہ کے خلاف جاری مقدس جہاد کو غیر قانونی قرار دینا ہے۔

مجاہدین کو جس چیز کا اندیشہ تھا، بالکل ویسا ہی ہوا۔ پاکستان، افغانستان اور انڈونیشیا کے ۷۰ علما نے فدائی حملوں سمیت "پر تشدد انتہا پسندی اور دہشت گردی" کو اسلامی اصولوں کے منافی قرار دیتے ہوئے امارت اسلامیہ افغانستان کو جنگ کے خاتمے کے لیے واضح پیغام دیا۔

مجاہدین نے افغان علما کو خبر دار کرتے ہوئے کہا تھا کہ "افغانستان میں حملہ آور کفار کو اپنا نام استعمال نہ کرنے دیں اور اس کانفرنس میں شرکت کا مطلب ان کے عناد پرستانہ مقاصد کے حصول میں مدد فراہم کرنا ہے۔"

کانفرنس میں جاری ہونے والے اعلامیے میں علما کا کہنا تھا کہ "اسلام امن کا مذہب ہے اور دہشت گردی سمیت پر تشدد انتہا پسندی کو مسترد کرتا ہے"۔

افسوس کی بات ہے آج ہمارے نزدیک امن کا مطلب گویا مغربی غلامی تلے دبے رہنا ہے اور اس سے نکلنے کا مطلب "انتہا پسندی اور دہشت گردی" ہے۔ امن و مصلحت کے نام پر ناصرف یہ کہ کفار کے مظالم سہنے کی تعلیمات دی جا رہی ہیں بلکہ ان کے ظلم و جبر کو قانونی شکل بھی دی جا رہی ہے اور اپنے اوپر مسلط ذلت سے نکلنے اور جہاد و قتال فی سبیل اللہ کرنے سے روکا جا رہا ہے۔

اس حوالے سے کانفرنس کے اعلامیہ میں مزید کہا گیا "ہم توثیق کرتے ہیں کہ تشدد اور دہشت گردی کو کسی مذہب، قوم، تہذیب یا نسلی گروپ سے نہیں جوڑا جائے۔ پر تشدد انتہا پسندی اور خود کش حملوں سمیت دہشت گردی کی تمام اقسام اسلام کے مقدس اصولوں کے خلاف ہیں"۔

تشدد اور دہشت گردی کا مرتکب جب تک یہودی، عیسائی، ہندو اور بدھ ہو تب تک تو واقعی ان افعال کو ان میں سے کسی مذہب یا قوم سے نہیں جوڑا جاتا۔ البتہ مسلمان اپنے اوپر ہونے والے ظلم کے خلاف پتھر بھی ہاتھ میں اٹھالے تو وہ فوراً دہشت گرد اور اس کا مذہب انتہا پسند بن جاتا ہے۔ ان معاملات میں امت پر ظلم توڑنے کے لیے کفار کے ساتھ ساتھ علمائے سوء بھی پیش پیش ہیں۔ اس طرح کی کانفرنسوں سے بھلا مسلمانوں کا کب فائدہ ہوا ہے۔ یہ تو منعقد ہی مغربی خوش نودی کے لئے کی جاتی ہیں۔ جو لوگ مسلمانوں کا خون بہانے والے کفار سے جہاد کے منکر ہیں تو ان کے نزدیک فدائی (خود کش) حملوں کا رد کوئی بڑی بات نہیں ہے۔ اللہ سبحانہ و تعالیٰ فرماتے ہیں:

اِنَّ اللّٰهَ اشْتَرٰى مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اَنْفُسَهُمْ وَ اَمْوَالَهُمْ بِاَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ ؕ يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَيَقْتُلُوْنَ وَيُقْتَلُوْنَ (التوبة : ۱۱۱)

"بے شک اللہ تعالیٰ نے مومنوں سے ان کی جانیں اور ان کے مال اس بات کے بدلے خرید لیے ہیں کہ جنت انہی کی ہے۔ وہ اللہ کے راستے میں جنگ کرتے ہیں جس کے نتیجے میں قتل کرتے بھی ہیں اور قتل ہوتے بھی ہیں"۔

یہ حضرات کبھی یہ وضاحت بھی دیں کہ انتہا پسندی اور دہشتگردی کی حدود شرعاً شروع کہاں سے ہوتی ہیں؟ کیونکہ عالمِ اسلام پر مسلط حکمران طبقے کے نزدیک تو سورۂ انفال، توبہ اور سورۂ محمد کے مضامین بھی انتہاپسندانہ ہیں، مدارسِ اسلامیہ کو انتہا پسندی کے اڈے سمجھتے ہیں۔ بھارت کشمیریوں کو دہشت گرد قرار دیتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی تعریف کرتے ہوئے فرمایا کہ وہ کافروں کے مقابلے میں سخت ہیں"۔ (الفتح:۲۹)۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا کہ "کافروں اور منافقوں سے جہاد کرو اور ان پر سختی کرو"۔ (التوبۃ:۷۳)

لہٰذا گزارش ہے کہ انتہا پسندی اور شدت پسندی قرآن و سنت کی روشنی میں بیان کر دیں؟ جن مجاہدین کے خلاف چار درجن ملکوں کی صلیبی افواج کے جدید ہتھیار نہ چل سکے، ان کے خلاف زبان و قلم کی تلواریں چلائی جا رہی ہیں۔ اس طرح کی کانفرنس، فتوے، اعلامیے اور بیانیے اللہ کے حکم سے مجاہدین کو ان کے مقصد سے نہیں ہٹا سکتے۔

☆☆☆☆☆

کابل میں مذہبی علما کے نام سے منعقدہ تقریب کے ردعمل پر ترجمان کا وضاحتی بیان

ذبیح اللہ مجاہد حفظہ اللہ

اسلامی معاشرے میں علمائے کرام اور مشائخ عظام اعلیٰ مقام کے حامل ہیں اور ان کی عظیم ذمہ داری ہے، جیسا کہ ماضی میں امتوں کو پیغمبر علیہ السلام کو انسانی معاشروں کی رہبری کی ذمہ داری سونپی گئی تھی۔ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد یہ ذمہ داری بر حق علمائے کرام کو میراث میں ملی ہے، اسی وجہ سے تاریخ کے مختلف ادوار میں دینی علمائے کرام امن وامان اور سربلندی کی خاطر امت کے جہاد، علم، ارشاد، اصلاح، دعوت وغیرہ کے تمام میدانوں میں سرفہرست رہے اور کھٹن حالات میں امت کی کشتی کو نجات دلوا دی ہے۔

ہمارے ملک اور خطے میں اجنبی حملوں اور آزمائشوں کے تمام مراحل میں علمائے کرام ہمیشہ اپنے مؤمن عوام کے ساتھ شانہ بشانہ کھڑے رہے، انہوں نے اپنے معاشرے کے دینی اقدار، متدین فکر اور مایہ ناز ثقافت اور اسلامی تشخص سے دفاع کی ہے اور استعمار کے تمام سازشوں کو ناکارہ بنادیے ہیں۔

اگر ہم حالیہ صدیوں کی تاریخ کا گہرا مطالعہ کریں، ہمارے ملک اور ہمسائیہ ممالک میں انگریز استعمار کے آمد کے موقع پر افغانستان میں ملامشک عالم، حضرت نورالمشائخ مجددی، مولینا نجم الدین اخندزادہ وغیرہ علمائے کرام کے مانند مزاحمت کار کفری جارحیت کے ساتھ مقابلہ میں مصروف تھے۔ بھارت اور موجودہ پاکستان میں شیخ الہند مولانا محمود الحسن صاحبؒ، مولانا عبیداللہ سندھی صاحب اورابریشم تحریک کے دیگر معروف مزاحمت کاروں کی طرح مجاہد علمائے کرام نے انگریز استعمار کے خلاف جہاد اور مزاحمت میں مصروف تھے اور اس راہ میں قیدوبند، ہجرت اور مختلف النوع صعوبیں برداشت کیں۔

اسی طرح افغانستان پر روسی جارحیت کے دوران علمائے کرام نے اپنی مؤمن ملت کی نجات اور کمیونسٹی کفر کو مار بھگانے کی خاطر بہت قربانیاں دیں اور افغانستان پر امریکی قبضے کے خلاف جہاد جو ملک کے سیکڑوں علمائے کرام کے فتوی سے شروع ہوا، اس میں بھی علمائے کرام اور طالبان کا کردار نمایاں ہے، جو اپنی مؤمن اور حریت پسند عوام کی دفاع کی خاطر جہاد کررہاہے اور اسلامی نظام کے قیام کی حاکمیت کی آرزو کو وفادار ہیں۔

یہ کہ علمائے کرام اسلامی معاشروں کی دفاع میں سب سے اہم اور بنیادی کردار کے حامل ہیں، اسلام کے دشمن بھی اسی نکتے کو متوجہ ہے، اسی وجہ سے ہمیشہ کوشش کررہی ہے کہ علماء کرام سے اپنی جارحانہ سازشوں کو انجام دینے کی راہ میں فائدہ اٹھائے۔

یہ کہ امریکہ کے خلاف جہاد نے گذشتہ سترہ سالوں کے دوران افغان عوام کی بے مثال قربانیوں کی برکت سے استعماری افواج کو اس پر آمادہ کیا کہ مزید جنگ میں شکست کو تسلیم کریں اور ملک سے فرار کی راہ پر آمادہ ہوجائے، تو اسی کامیابی سے مایوس ہونے والے غاصبوں نے اب دیگر سازشوں کو بروئے کار لایا ہے، تاکہ افغان مؤمن اور حریت پسند عوام کی استقلال کی صدا کو خاموش اور بے دریغ قربانیوں کے ثمرات کو ضائع کریں۔

امریکی غاصب افواج کے جنرل کمانڈر جنرل جان نیکولسن نے ۱۸مارچ ۲۰۱۸ء کو کابل میں ایک کانفرنس کے دوران کہا کہ امریکہ کا منصوبہ ہے کہ رواں سال میں طالبان پر مختلف النوع دباؤڈالے۔ اس نے کہا کہ ہم طالبان پر فوجی، سیاسی، معاشرتی اور حتی مذہبی دباؤڈالنا چاہتے ہیں، مذہبی دباؤ کا مطلب یہ ہے کہ افغانستان اور چند دیگر ممالک کے علماء کے نام سے فرمائشی تقریبات کا انعقاد کریں اور ان تقریبات میں طالبان کے خلاف فتوی جاری کرتے ہوئے سترہ سالہ جہاد کے بعد ان کی مزاحمت کے جواز کو مذہبی پہلو سے چیلنج کریں۔

اسی سلسلے میں امریکی منصوبے کی رو سے علمائے کرام کا پہلا اجلاس ۱۱مئی ۲۰۱۸ء کو انڈونیشیا کے بوگور شہر میں منعقد کیا گیا اور آج ایک ایسا نمائشی اجلاس کابل میں منعقد کروایا گیا۔

علماء کے عنوان سے دینی علماء کے اس منصوبے کو امارت اسلامیہ مکمل امریکی اسلام دشمن منصوبہ سمجھتی ہے، جس کی منصوبہ بندی، فنڈنگ اور عملی ہونے کے تمام امور امریکی غاصبوں کی جانب سے رہبری ہوتے رہتے ہیں، ایسے اجلاسوں کے ذریعے امریکہ اپنی ظالمانہ فوجی جارحیت کو جوزار ڈھونڈہوتے اسے دینی رنگ دیتے ہیں، تاکہ اس کے خلاف افغان مؤمن عوام کے شروع ہونے والے جہاد کو مردود ثابت کریں۔

ہمارا اس پر ایمان اور یقین ہے کہ حق حق ہے اور کسی کے پاس اسے باطل کرنے کی طاقت نہیں ہے۔ ہمارا برحق جہاد امارت اسلامیہ کے مکمل حاکمیت کے دوران سیکڑوں علمائے کرام کے شرعی فتوی کے بنیاد اور ملت کی حمایت سے شروع ہوا اور اب منزل مقصود کو پہنچنے والا ہے۔

امریکی جس طرح فوجی، سیاسی اور پروپیگنڈے کی جدوجہد میں ناکامی سے روبرو ہوئے ہیں، تو اللہ تعالی اس کے اس حالیہ سازش کو بھی شکست اور رسوائی سے دوچار کرے گا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ

يُرِيدُونَ لِيُطْفِئُوا نُورَ اللَّهِ بِأَفْوَاهِهِمْ وَاللَّهُ مُتِمُّ نُورِهِ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُونَ

(الصف:۸)

”یہ چاہتے ہیں کہ اللہ کے چراغ کی روشنی کو اپنی پھونکوں سے بجھادیں حالانکہ اللہ اپنی روشنی کو پورا کرکے رہے گا خواہ کافر ناخوش ہی ہوں“۔

کابل میں آج کے دن علما کے نام سے فتوی پہلے ہی مرتب کی گئی تھی۔ وہاں جمع ہونے والے مبلغین کے رائے لینے اور ان سے مشورہ لینے کے بجائے اسٹیج ہی سے ابلاغ کی گئی، جو کسی صورت میں شرعی دلیل نہیں بن سکتی۔ (بقیہ: صفحہ ۷۶ پر)

جنرل نیکولسن امریکی عوام کو حقائق بتائے

مصدر: امارت اسلامیہ افغانستان کی اردو ویب سائٹ

افغانستان میں امریکی افواج کے سپہ سالار جنرل جان نیکولسن جو افغانستان میں طویل عرصہ فوجی منصب انجام دینے کے بعد سبکدوش اور ملک سے جانے والا ہے، انہوں نے ۳۰ مئی کو امریکہ میں ٹیلیفونک پریس کانفرنس کے دوران کہا کہ اشرف غنی حکومت طالبان سے خفیہ مذاکرات میں مصروف ہے اور پس پردہ طالبان کے ساتھ مختلف سطح پر خفیہ ملاقاتوں کا سلسلہ جاری ہے۔

نیکولسن کا یہ بے بنیاد دعویٰ امریکی جنرلوں کے ان جھوٹے پروپیگنڈوں کا تسلسل ہے، جنہوں نے ہمیشہ امریکی عوام کو افغانستان کی سیاسی اور فوجی حالات کے متعلق من گھڑت معلومات فراہم کیے ہیں۔ امارت اسلامیہ نے بروقت امریکی جنرل کے اس بے بنیاد دعوے کی وضاحتی اعلامیہ کے ذریعے تردید کی اور موصوف جنرل کو مشورہ دے رہا ہے کہ موجودہ حقائق پر چشم پوشی نہ کریں اور امریکی عوام کے مختلف معاشرتی طبقات کو افغانستان کی صورتحال کے متعلق جھوٹی تسلی نہ دیا کریں۔

اگر نیکولسن چاہتا ہے کہ امریکی تاریخ کی سب سے طویل جنگ کی غلطی سے روبرو لڑائی کو ختم کردیں اور اس ملک میں امریکیوں کے خون اور منابع بغیر کسی ہدف کے ضائع نہ ہوجائیں، تو انہیں چاہیے کہ امریکہ پہنچتے ہی دنیا کے دیگر گوشے میں موجود افغانستان کے بارے میں امریکیوں کو صاف صاف حقائق بتادیں اور امریکی عوام کو تمام مصائب و مسائل سے آگاہ کریں۔

نیکولسن کو چاہیے کہ اس جنگ میں ذاتی اور عینی گواہ کے طور پر امریکی حکام اور عوام اس سے مطلع کریں، کہ افغانستان میں سترہ سالہ جنگ اور فوجی جدوجہد کے بعد بھی وہاں امریکی فوج کے لیے کامیابی اور کامرانی کی کوئی کرن نظر نہیں آرہی ہے۔ ملک کے ستر فیصد اراضی پر طالبان کا قبضہ ہے، طالبان کی کامیابی کا راز یہ ہے کہ عوام کے ان کے دینی اور استقلال طلب داعیہ کی حمایت کرتی ہے اور جان و مال کی قربانی کے بدلے ان کے ساتھ شانہ بشانہ کھڑے ہیں۔

نیکولسن کو چاہیے کہ ایک عینی گواہ کے طور پر امریکی عوام کو یہ بھی بتادیں کہ کابل انتظامیہ کے حکام جن پر امریکہ نے اربوں ڈالرز خرچ کیے، اب تک ان میں حاکمیت کا استعداد اور قابلیت نہیں ہے۔ انہیں افغان عوام کے مفادات کی جگہ اپنی ذاتی مفادات کا زیادہ فکر ہے اور ان کا واحد کارنامہ افغانوں کے نام پر آنے والی رقوم کی لوٹ مار، سرکاری املاک پر قبضہ، سیکورٹی فورسز کی لاجسٹک مواد کو ہڑپنے اور اپنی جیبیں بھروانے ہیں۔ یہاں تک کہ اس منحوس کردار کی وجہ سے انہوں نے عوام میں اعتماد کھودیا ہے اور افغان عوام انہیں قومی سرمایہ کو لوٹنے والوں کی حیثیت سے ان کی شر سے چھٹکارا حاصل کرنا چاہتا ہے۔

نیکولسن کو چاہیے کہ یونائیڈ اسٹیٹ امریکہ کے منصوبہ ساز حلقہ جات کو اس سے آگاہ کریں، افغان تنازعہ کا واحد حل طالبان کیساتھ براہ راست مذاکرات اور ایک ایسے معاہدے تک پہنچنا ہے، جو دونوں ممالک کے مفاد میں ہو۔ کیونکہ اب وہ وقت آن پہنچا ہے کہ اس طویل جنگ کے بارے میں صاف صاف حقائق کہہ دیے جائیں اور بے بنیاد دعوؤں، فریب دہی اور من گھڑت خوش فہمیوں سے چھٹکارا حاصل کیا جائے۔

☆☆☆☆☆

جب تک تاریخ کی کتابوں میں بدر، احد، خندق اور خیبر کے واقعات تازہ رہیں گے تب تک دنیا کی کوئی طاقت صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے غلاموں کو دبا نہیں سکتی۔ تم ایک سو قتل کروگے تو ایک ہزار اور اٹھ کھڑے ہوں گے۔ بقول مولانا علی شیر حیدری رحمہ اللہ: یہ مرتے تھوڑی ہیں... یہ تو بیج بن جاتے ہیں اور پھر جب ان بیجوں کو لہو کی بہار سے سیر ابی میسر آتی ہے تو تازہ اور ہری بھری کونپلیں زمین کا سینہ چیر کر تناور درختوں کا روپ دھار لیتی ہیں۔ اور یہ تناور درخت دو سعادتوں کے حصول میں اپنی زندگیاں کھپا کر شریک زمرۂ لایحزنون ہوجاتے ہیں۔

یہ سلسلہ یوں ہی چلتا رہے گا یہاں تک کہ یہ سرفروشان اسلام ایک روز عیسیٰ ابن مریم اور سیدنا مہدی علیہم السلام کے مبارک قافلے سے جاملیں گے۔ پھر آسمانی مبشرات اور مالک ذوالجلال کے وعدے پورے ہونے کا وقت آن پہنچے گا، ہم رہے نہ رہے لیکن ایک روز زمین پر ہر کچے اور پکے گھر میں اللہ کا دین داخل ہوجائے گا چاہے کوئی عزت سے قبول کرے یا پھر ذلیل ہوجائے۔ دنیا کے ہر محاذ پر کفر سے برسرپیکار مجاہدین صدیقین کو سلام ہو، آپ ہی ہماری آنکھوں کی ٹھنڈک ہیں اور دل کا قرار ہیں۔

آج رمضان المبارک کی مقدس ساعتوں میں ہم اللہ سے اس کے سوا کچھ نہیں طلب کرتے کہ اپنی حسین مرغزاروں اور نیلگوں چشموں سے سجی جنتوں میں ایسے مخلصین سے لقاء کرائے جو دن کو گھوڑے کی پیٹھ پر اور رات کو مصلے کے شہسوار ہیں۔

اللھم ارزقنا شہادۃ فی سبیلک

اللھم آمین یا رب المجاھدین

خراسان کے گرم محاذوں سے

ترتیب وتدوین: عمر فاروق

افغانستان میں محض اللہ کی نصرت کے سہارے مجاہدین صلیبی کفار کو عبرت ناک شکست سے دوچار کر رہے ہیں۔ مئی ۲۰۱۸ء میں ہونے والی اہم اور بڑی کارروائیوں کی تفصیل پیش خدمت ہے۔ یہ تمام اعدادوشمار امارت اسلامیہ ہی کے پیش کردہ ہیں۔ تمام کارروائیوں کی مفصل روداد امارت اسلامیہ افغانستان کی ویب سائٹ http://www.urdu-alemarah.com پر ملاحظہ کی جاسکتی ہے۔

یکم مئی:

☆صوبہ کاپیسا کے ضلع تگاب میں نوروز خیل کے علاقے میں امریکی و کٹھ پتلی افواج نے مجاہدین کے خلاف آپریشن کا آغاز کیا، جنہیں شدید مزاحمت کا سامنا ہوا اور لڑائی چھڑ گئی، جس کے نتیجے میں 6 امریکی قتل، 8 زخمی اور 7 کٹھ پتلی کمانڈوز اور فوجی ہلاک جب کہ 9 شدید زخمی ہوئے، اس کے علاوہ کئی گاڑیاں بھی تباہ ہوئیں۔

2 مئی:

☆صوبہ لوگر کے صدر مقام پل عالم شہر میں مجاہدین اور کٹھ پتلی فوجوں کے درمیان چھڑنے والی لڑائی میں ایک ٹینک اور ایک رینجر گاڑی تباہ ہونے کے علاوہ 5 اہل کار ہلاک جب کہ 3 زخمی ہوئے

☆صوبہ قندہار کے ضلع شاہ ولیکوٹ میں ویاند سر کے علاقے میں مجاہدین نے پولیس چیف کے قافلے پر ہلکے اور بھاری ہتھیاروں سے حملہ کیا، جس کے نتیجے میں 2 فوجی ٹینک تباہ ہونے کے علاوہ 13 پولیس اہل کار ہلاک جب کہ متعدد زخمی ہوئے۔

☆صوبہ پکتیا کے ضلع احمد آباد کے کامران خیل کے علاقے میں جنگ جوؤں کی گاڑی دھماکہ سے تباہ اور اس میں سوار کمانڈر سمیت 4 ہلاک اور زخمی ہوئے۔

☆صوبہ میدان کے صدر مقام میدان شہر میں کشمیری قلعہ کے علاقے میں بم دھماکہ اور حملے کے دوران ایک ٹینک اور اک رینجر گاڑی تباہ ہونے کے علاوہ اس میں سوار اہل کاروں کو ہلاکتوں کا سامنا بھی ہوا۔

3 مئی:

☆صوبہ بدخشاں کے ضلع کوہستان میں مجاہدین نے ضلعی مرکز، پولیس ہیڈ کوارٹر اور آس پاس چوکیوں پر ہلکے اور بھاری ہتھیاروں سے وسیع حملہ کیا، جس کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ کی نصرت سے پولیس ہیڈ کوارٹر، آس پاس تمام چوکیاں اور وسیع علاقے فتح ہونے کے علاوہ 4 اعلیٰ افسروں سمیت 14 اہل کار ہلاک جب کہ 8 زخمی اور 3 رینجر گاڑیاں تباہ ہوئیں اور ساتھ ہی مجاہدین نے کافی مقدار میں مختلف النوع ہلکے اور بھاری ہتھیار غنیمت کر لیا۔

4 مئی:

☆صوبہ قندھار کے ضلع معروف میں فوجی چوکی پر مجاہدین نے حملہ کیا، جس کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ کی نصرت سے چوکی فتح وہاں تعینات 4 اہل کار ہلاک جب کہ دیگر فرار ہوگئے، مجاہدین نے 6 موٹر سائیکلیں، 9 عدد مختلف النوع ہلکے اور بھاری ہتھیار غنیمت کر لیے۔

☆صوبہ بادغیس کے ضلع غورماچ میں آب گرمک کے علاقے میں واقع چوکی پر مجاہدین نے حملہ کر کے اس کا کنٹرول حاصل کر لیا، وہاں تعینات اہل کاروں میں سے 6 ہلاک جب کہ 4 زخمی اور دیگر فرار ہوئے، مجاہدین نے دو ہیوی مشین گنیں، تین کلاشنکوفیں، دو ہینڈ گرنیڈ اور دیگر فوجی سازوسامان غنیمت کر لیا۔

☆صوبہ غزنی کے صدر مقام غزنی شہر اور ضلع شلگر میں کٹھ پتلی فوجوں کے کاررواں پر ہلکے اور بھاری ہتھیاروں سے وسیع حملہ کیا، جس کے نتیجے میں چار ٹینک تباہ ہونے کے علاوہ 9 اہل کار ہلاک جب کہ 10 زخمی ہوئے۔

5 مئی:

☆صوبہ زابل کے صدر مقام قلات شہر میں مربوطہ خارجوئے کے علاقے میں فوجی کاررواں پر ہلکے اور بھاری ہتھیاروں سے حملہ کیا گیا، جس کے نتیجے میں 4 گاڑیاں تباہ ہوئیں، 3 فوجی ہلاک جب کہ 2 زخمی ہوئے۔

☆صوبہ قندہار کے ضلع نیش میں پولیس ہیڈ کوارٹر پر میزائل داغے گئے، جس کے نتیجے میں 3 اہل کار ہلاک جب کہ 2 زخمی ہوئے اور وہاں کھڑا ٹینک بھی نذر آتش ہوا۔

6 مئی:

☆صوبہ پکتیا کے ضلع احمد آباد میں مجاہدین نے ڈسٹرکٹ چیف کمانڈر حضرت محمد رودوال کی گاڑی کو زفیروز خیل کے علاقے میں بارودی مواد سے نشانہ بنایا، جس سے گاڑی تباہ اور اس میں سوار ضلعی سربراہ 3 محافظوں سمیت شدید زخمی جب کہ 2 محافظ ہلاک ہوئے۔

☆صوبہ ہلمند کے ضلع نادعلی میں ماتکی کے علاقے میں مجاہدین نے جارح امریکی فوجوں کے ہمراہ آنے والے کٹھ پتلی فوجوں اور پولیس اہل کاروں پر حملہ کیا، جس کے نتیجے میں 16 اہل کار ہلاک ہوئے، اور ایک ٹینک بھی تباہ ہوا۔

☆صوبہ ننگرہار کے ضلع سرخ رود میں مجاہدین نے مقامی جنگ جوؤں کی چوکیوں پر حملہ کیا، جس کے نتیجے میں ایک موٹر سائیکل اور رینجر گاڑی تباہ ہونے کے علاوہ چوکیوں میں تعینات جنگ جوؤں میں سے 6 ہلاک جب کہ 5 زخمی ہوئے۔

☆صوبہ پکتیا کے صدر مقام گردیز شہر میں ابراہیم خیل کے علاقے میں مجاہدین نے فوجی کاررواں پر حملہ کیا، جس میں 2 ٹینک اور 2 گاڑیاں تباہ ہوئیں اور 3 پولیس اہل کار ہلاک جب کہ 3 زخمی ہوئے۔

☆صوبہ غزنی کے صدر مقام غزنی شہر کے آرزو اور سردار قلعہ جب کہ ضلع شلگر کے مربوطہ پکتیکا، غزنی شاہراہ کے ارد گرد خانے قلعہ، امین قلعہ سلطان باغ اور چار دیوار کے علاقوں میں مجاہدین اور کٹھ پتلی فوجوں کے درمیان چھڑنے والی لڑائی دن بھر جاری رہی، جس کے نتیجے میں 17 فوجی ٹینک تباہ ہونے کے علاوہ 38 اہل کار ہلاک جب کہ 46 زخمی اور دیگر فرار ہونے میں کامیاب ہوئے۔

7 مئی:

☆صوبہ ننگرہار کے صدر مقام جلال آباد شہر کے قریب سپیشل فورس کمانڈر جان محمد کو محافظ سمیت موت کے گھاٹ اتار دیا گیا اور اس کا اسلحہ غنیمت کرلیا گیا۔

☆صوبہ قندہار کے ضلع شاہ ولیکوٹ کے مربوطہ علاقے میں مجاہدین کے حملے میں 4 پولیس اہل کار ہلاک جب کہ ان کی گاڑی تباہ اور اسلحہ کو مجاہدین نے غنیمت کرلیا۔

☆صوبہ ہلمند کے ضلع ناد علی میں شاول اور مانگی دشت کے علاقے میں مجاہدین نے فوجی کارروان کو نشانہ بنایا، جس کے نتیجے میں ایک افسر سمیت 9 اہل کار ہلاک اور زخمی ہوئے۔

☆صوبہ ہلمند کے ضلع مارجہ کے کیمپ اور حاجی حیدر اڈہ کے علاقوں میں مجاہدین نے فوجی کارروان پر حملہ کیا، جس میں 9 پولیس اہل کار اور فوجی ہلاک اور زخمی ہوئے۔

☆صوبہ بدخشان کے ضلع کوہستان میں مجاہدین نے دشمن کے مراکز پر ہلکے اور بھاری ہتھیاروں سے وسیع حملہ کیا، جس کے نتیجے میں ایک چوکی اور وسیع علاقہ فتح ہونے کے علاوہ ڈسٹرکٹ پولیس چیف کمانڈر قربان محمد سمیت 4 اہل کار ہلاک ہوئے۔

☆صوبہ غزنی کے ضلع قرہ باغ میں آہینو، میدانک اور لیلیزئی کے علاقوں میں جنگ جوؤں کی تین چوکیوں پر حملہ کیا گیا، جس کے نتیجے میں 7 اہل کار ہلاک جب کہ 9 زخمی ہوئے۔

8 مئی:

☆صوبہ قندہار کے ضلع ارغستان میں وام کے علاقے میں کٹھ پتلی فوجوں کو مجاہدین کی کمین گاہ کا سامنا ہوا اور لڑائی چھڑ گئی، جس کے نتیجے میں 7 اہل کار ہلاک جب کہ 8 زخمی اور مجاہدین نے ایک فوجی رینجر گاڑی، دو ہیوی مشین گنیں، ایک کلاشنکوف، ایک وائرلیس سیٹ اور دیگر فوجی سازوسامان غنیمت کرلیا۔

☆صوبہ بدخشان کے ضلع تیشکان میں سوکان کے دیمری کے علاقے میں کمانڈوز نے مجاہدین پر حملہ کیا، جنہیں شدید مزاحمت کا سامنا ہوا اور لڑائی چھڑ گئی، جس کے نتیجے میں 9 کمانڈوز ہلاک جب کہ متعدد زخمی اور دیگر فرار ہو گئے۔

☆صوبہ زابل کے صدر مقام قلات شہر میں مجاہدین کے حملے میں صوبائی نائب پولیس چیف کمانڈر مزمل سمیت 3 اہل کار ہلاک ہوئے، مجاہدین نے ایک رینجر گاڑی، ایک ہیوی مشین گن، ایک سنائپر گن، دو کلاشنکوفیں اور دیگر فوجی سازوسامان غنیمت کرلیا۔

☆صوبہ اروزگان کے صدر مقام ترینکوٹ شہر میں جارح امریکی فوجوں اور کٹھ پتلی کمانڈوز نے چھاپہ مارا، جنہیں مجاہدین کی شدید مزاحمت کا سامنا ہوا اور لڑائی چھڑ گئی، جس کے نتیجے میں امریکی فوجی ہلاک جب کہ 4 کمانڈوز زخمی اور دیگر فرار ہوئے اور مجاہدین نے امریکی اسلحہ وغیرہ غنیمت کرلیا۔

☆صوبہ فاریاب کے ضلع المار میں چغاتک کے علاقے میں مجاہدین اور کٹھ پتلی فوجوں کے درمیان چھڑنے والی لڑائی میں شام تک جاری رہی، جس کے نتیجے میں 4 فوجی ٹینک تباہ ہونے کے علاوہ سفاک جنگ جو کمانڈر نقیب اللہ کاریزی ہلاک جب کہ 6 زخمی ہوئے۔

☆صوبہ فاریاب کے ضلع بل چراغ میں کولیان اور توغلس کے علاقوں میں مجاہدین نے دشمن کی چوکیوں پر ہلکے اور بھاری ہتھیاروں سے حملہ کیا، جس کے نتیجے میں 11 چوکیاں اور دونوں علاقے فتح ہونے کے علاوہ 9 فوجی ہلاک جب کہ 11 زخمی اور 30 گرفتار ہوئے اور ساتھ ہی مجاہدین نے دو گاڑیاں، 30 موٹر سائیکلیں 32 عدد ہلکے اور بھاری ہتھیار اور دیگر فوجی سازوسامان غنیمت کرلیا۔

9 مئی:

☆صوبہ غزنی میں غزنی شہر کے آرزو اور ضلع شلگر کے خانی قلعہ، زاڑہ شار، بدوان اور نظر خان کے علاقوں غزنی پکتیکا قومی شاہراہ پر فوجی کارروان پر ہلکے اور بھاری ہتھیاروں سے شدید حملہ کیا، جس کے نتیجے میں 7 فوجی ٹینک تباہ ہونے کے علاوہ 18 اہل کار ہلاک جب کہ 25 زخمی ہوئے۔

☆صوبہ جوزجان ضلع درزآب میں مربوطہ علاقے میں داعش گروہ کے جنگ جو کمانڈر حمزہ نے حقائق کا ادراک کرتے ہوئے 11 مسلح افراد کے ہمراہ امارت اسلامیہ کے مجاہدین کے سامنے ہتھیار ڈال دیے، جنہوں نے 6 موٹر سائیکلیں، ایک ہیوی مشین گن، ایک اگایز گن، ایک راکٹ لانچر، 9 کلاشنکوفیں، ایک وائرلیس سیٹ اور دیگر فوجی سازوسامان مجاہدین کے حوالے کردیے۔

10 مئی:

☆صوبہ غزنی کے صدر مقام غزنی شہر میں گنج کے علاقے میں چوکی پر ہونے والے حملے میں چوکی فتح وہاں تعینات 3 اہل کار ہلاک جب کہ 4 زخمی اور مجاہدین نے ایک ہیوی مشین گن، ایک راکٹ، دو امریکی ایم 16 رائفلیں، ایک کلاشنکوفیں اور دیگر فوجی سازوسامان غنیمت کرلیا۔

☆صوبہ بادغیس کے ضلع قادس میں خردک کے علاقے میں پانچ کمانڈروں نے مجاہدین کی دعوت کو لبیک کہہ کر 130 مسلح افراد کے ہمراہ ہتھیار ڈال دیے، جنہوں نے کافی مقدار

میں اسلحہ وغیرہ بھی مجاہدین کے حوالے کر دیا اور وعدہ کیا کہ زندگی کی آخری دم تک اسلام اور ملک سے دفاع کی خاطر جہاد میں کسی قسم کی قربانی سے دریغ نہیں کریں گے۔

☆صوبہ بادغیس کے ضلع آب کمری میں مبارک شاہ کے علاقے میں مجاہدین نے امریکی فضائیہ کی نگرانی میں آپریشن کے لیے آنے والے کٹھ پتلی فوجوں، پولیس اہل کاروں اور مقامی جنگ جوؤں کے کارروان پر ہلکے اور بھاری ہتھیاروں سے حملہ کیا، جس کے نتیجے میں 12 اہل کار ہلاک جب کہ 13 زخمی اور 6 ٹینک تباہ ہوئے اور دیگر فرار ہو گئے۔

☆صوبہ کابل میں کابل شہر میں واقع بیرونی غاصب دشمن کے انٹیلی جنس مرکز پر امارت اسلامیہ کے ہلکے اور بھاری ہتھیاروں، دستی بموں وغیرہ سے لیس چار فدائی مجاہدین نے حملہ کیا، سب سے پہلے فدائی مجاہد مبشر مرکز کے مین گیٹ پہنچ کر وہاں موجود سیکورٹی اہل کار قتل کو کر دیا اور دوسرے دروازے پر حملہ کر کے دیگر فدائین کے لیے راستہ صاف کیا، جس کے بعد تینوں سرفروشان اسلام مرکز کے مہمان خانے میں پہنچ گئے اور وہاں موجود اہل کاروں کا صفایا کیا اور بعد میں مرکز کی چھٹی منزل پر مورچہ زن ہو کر سرکاری تاسیسات اور تازہ دم اہل کاروں کو نشانہ بنایا۔ چھٹی منزل سے فدائین نے پر ہلکے اور بھاری ہتھیاروں سے حملہ کیا، جو ساڑھے چھ گھنٹے جاری رہا، جس کے نتیجے میں 20 سے زائد بیرونی غاصب اور کٹھ پتلی اینٹلی جنس سروس اہل کار ہلاک جب کہ درجنوں زخمی ہوئے اور اس کے علاوہ باہر سے ہونے والے کمانڈوز کے کئی حملوں کو پسپا کر دیے۔

☆صوبہ لغمان کے صدر مقام مہترلام شہر کے بدیع آباد کے علاقے میں مجاہدین نے امریکی و کٹھ پتلی فوجوں پر حملہ کیا، جس میں ایک امریکی فوجی قتل جب کہ متعدد کٹھ پتلی فوجی ہلاک اور زخمی ہوئے۔

11 مئی:

☆صوبہ فراہ کے ضلع فراہ رود میں ہرات، قندہار قومی شاہراہ پر دوراہی کے مقام پر واقع فوجی مرکز پر مجاہدین نے ہلکے اور بھاری ہتھیاروں سے شدید حملہ کیا، جس کے نتیجے میں اللہ تعالی کی نصرت سے مرکز فتح اور وہاں تعینات اہل کاروں میں 27 اہل کار ہلاک جب کہ متعدد زخمی ہوئے اور مجاہدین نے چار فوجی ٹینک، ایک بڑی گاڑی، دو ہیوی مشین گنیں، دو راکٹ لانچر، 12 عدد کلاشنکوفیں اور دیگڑ فوجی سازوسامان غنیمت کر لیا، اس کے علاوہ چار ٹینک، ایک بڑی گاڑی اور اسلحے کا ذخیرہ مکمل طور پر تباہ ہوئے۔

☆صوبہ پروان کے ضلع بگرام میں قلعہ نصرو کے علاقے میں امریکی بکتر بند ٹینک بارودی سرنگ کا نشانہ بن کر تباہ ہوا اور اس میں سوار 4 وحشی واصل جہنم ہوئے۔

☆صوبہ غزنی کے ضلع شلگر میں لغڑو کے علاقے میں واقع پولیس چوکی پر مجاہدین نے حملہ کیا، جس کے نتیجے میں اللہ تعالی کی نصرت سے چوکی فتح اور وہاں تعینات 5 اہل کار ہلاک جب کہ دیگر فرار اور مجاہدین نے ایک راکٹ، ایک ہیوی مشین گن، ایک امریکی گن، ایک کلاشنکوف اور دیگر فوجی سازوسامان غنیمت کر لیا۔

☆صوبہ قندہار کے ضلع بولدک میں بیبی کے علاقے میں واقع چوکی پر مجاہدین نے حملہ کیا، جس کے نتیجے میں اللہ تعالی کی نصرت سے چوکی فتح اور وہاں تعینات اہل کاروں میں سے 4 ہلاک جب کہ دیگر فرار اور مجاہدین نے دو ہیوی مشین گنیں، دو کلاشنکوفیں اور دیگر فوجی سازوسامان غنیمت کر لیا۔

☆صوبہ زابل کے ضلع ارغنداب میں مربوطہ علاقے میں مجاہدین نے فوجیوں چوکیوں پر ہلکے اور بھاری ہتھیاروں سے وسیع حملہ کیا، جس کے نتیجے میں اللہ تعالی کی نصرت سے سپین پوٹی، شیروانی اور داؤد نامی چوکیاں تین چوکیاں فتح اور وہاں تعینات 31 اہل کار ہلاک جب کہ 2 فوجی رینجر گاڑیاں تباہ اور مجاہدین نے 15 عدد مختلف النوع ہلکے اور بھاری ہتھیار غنیمت کر لیاے۔

☆صوبہ زابل کے ضلع دائی چوپان کے برج نامی چوکی پر مجاہدین نے حملہ کیا، جس کے نتیجے میں چوکی فتح اور وہاں تعینات 7 اہل کار ہلاک ہوئے جب کہ دو ہیوی مشین گنیں، ایک راکٹ، دو کلاشنکوفیں اور دیگر فوجی سازوسامان مجاہدین نے قبضے میں لے لیے۔

12 مئی:

☆صوبہ غزنی کے ضلع شلگر میں چاردیوار اور لغڑ کے علاقوں میں مجاہدین نے فوجی کارروان پر حملہ کیا، جس کے نتیجے میں ٹینک تباہ ہونے کے علاوہ 4 اہل کار ہلاک جب کہ 6 شدید زخمی ہوئے۔

13 مئی:

☆صوبہ فاریاب کے ضلع قرمقول میں آق گذر کے علاقے میں مجاہدین نے فوجی کارروان پر حملہ کیا، جس کے نتیجے میں 3 ٹینک تباہ ہونے کے علاوہ 6 اہل کار ہلاک جب کہ 10 زخمی ہوئے، مجاہدین نے اسلحہ وغیرہ غنیمت کر لیا۔

☆صوبہ فاریاب کے ضلع جمعہ بازار میں قرہ شیخی کے علاقے میں واقع فوجی مراکز اور چوکیوں پر اسی نوعیت حملہ کیا، جس کے نتیجے میں اللہ تعالی کی نصرت سے دو مراکز اور دو چوکیاں فتح ہونے کے علاوہ 6 اہل کار ہلاک جب کہ متعدد زخمی اور مجاہدین نے 4 ٹینک، 2 ماؤٹر توپ، 2 اینٹی ایئر کرافٹ گن، ایک راکٹ، 5 ہیوی مشین گن، 20 کلاشنکوفیں اور کافی مقدار میں مختلف النوع فوجی سازوسامان غنیمت کر لیا۔

☆صوبہ قندوز کے ضلع دشت آرچی میں مربوطہ علاقے میں واقع چوکی پر مجاہدین نے حملہ کیا، جس کے نتیجے میں چوکی فتح اور وہاں تعینات 12 اہل کار ہلاک جب کہ 4 زخمی ہوئے، 2 ٹینک بھی تباہ ہوئے۔

☆صوبہ زابل کے ضلع ارغنداب میں باغ کے علاقے میں واقع چوکیوں پر مجاہدین نے ہلکے اور بھاری ہتھیاروں سے شدید حملہ کیا، جس کے نتیجے میں اللہ تعالی کی نصرت سے تین چوکیاں فتح ہونے کے علاوہ 35 اہل کار ہلاک جب کہ ڈسٹرکٹ پولیس چیف کمانڈر ملامت سمیت 17 زخمی اور ایک ٹینک و تین گاڑیاں تباہ ہوئیں اور مجاہدین نے 3 ہیوی مشین گن، 2 راکٹ، 5 ایم 16 امریکی گنیں، ایک ہینڈ گرنیڈ اور دیگر فوجی سازوسامان غنیمت کرلیا۔

☆صوبہ زابل کے ضلع دائی چوپان میں گلو نامی چوکی پر مجاہدین نے حملہ کیا، جس کے نتیجے میں چوکی فتح اور وہاں تعینات اہل کار ہلاک ہوئے۔

☆صوبہ زابل میں قلات شہر سے آنے والے کٹھ پتلی فوجوں کو نشانہ بنایا گیا، جس کے نتیجے میں ڈسٹرکٹ پولیس چیف کمانڈر بادام گل سمیت 26 اہل کار ہلاک جب کہ 17 زخمی ہوئے اور مجاہدین نے کافی اسلحہ وغیرہ غنیمت کرلیا۔

☆صوبہ غور کے ضلع شہرک میں اوشان کے علاقے پر ہلکے اور بھاری ہتھیاروں سے وسیع حملہ کیا گیا، جس کے نتیجے میں اللہ تعالی کی نصرت سے وسیع علاقہ اور چوکیاں فتح ہونے کے علاوہ 15 اہل کار ہلاک جب کہ 10 زخمی اور دیگر فرار ہوگئے، مجاہدین نے سات فوجی ٹینک، ایک کاماز، دو رینجر گاڑیاں، پچاس موٹر سائیکلیں، دو اینٹی ایئر کرافٹ گنیں، ایک ہیوی مشین گن، ایک مارٹر توپ، 8 کلاشنکوفیں اور دیگر فوجی سازوسامان غنیمت کرلیا۔

☆صوبہ ہلمند کے ضلع گریشک میں نہر سراج کے علاقے پر جارح امریکی فوجوں نے کٹھ پتلی کمانڈوز کے ہمراہ سرخ شاخ کے مقام پر چھاپہ مارا، جنہیں مجاہدین کی شدید مزاحمت کا سامنا ہوا اور اس دوران ایک مجاہد نے جارح امریکی و کٹھ پتلی کمانڈوز کے ہیلی کاپٹر کو نشانہ بنا کر مار گرایا اور اس سوار تمام اہل کار لقمہ اجل بن گئے، اس کے علاوہ 4 فوجی دوبدو لڑائی میں ہلاک ہوئے اور تازہ دم اہل کاروں کی دو گاڑیاں بم دھماکوں سے تباہ اور ان میں سوار اہل کار ہلاک اور زخمی ہوئے۔

☆صوبہ قندہار کے ضلع ڈنڈ میں عبدالرحمن قلعہ کے علاقے میں جارح فوجوں کا بکتر بند ٹینک بارودی سرنگ کا نشانہ بن کر تباہ ہوا اور اس میں سوار تمام وحشی واصل جہنم ہوئے۔

14 مئی:

☆صوبہ غزنی کے ضلع شلگر کے مربوطہ علاقے میں مجاہدین اور سپیشل فورس اہل کاروں کے درمیان چھڑنے والی لڑائی شام تک جاری رہی، جس کے نتیجے میں 4 اہل کار ہلاک جب کہ تین زخمی اور ایک بکتر بند ٹینک اور دو دیگر ٹینک بھی تباہ ہوئے۔

☆صوبہ پکتیکا کے ضلع وازیخوا میں مجاہدین نے ضلعی بازار کے قریب ڈسٹرکٹ چیف عبدالحئ کو حکمت عملی کے تحت کیے گئے حملے میں 3 محافظوں سمیت موت کے گھاٹ اتار دیا۔

☆صوبہ میدان کے ضلع سید آباد میں اوتڑیو کے علاقے میں واقع چوکی پر ہونے والے حملے میں چوکی فتح اور وہاں تعینات 6 اہل کار ہلاک ہوئے اور مجاہدین نے ایک ہیوی مشین گن، دو ایم 16 امریکی رائفلیں، ایک راکٹ اور دیگر فوجی سازوسامان غنیمت کرلیا۔

☆صوبہ بادغیس کے ضلع قادس میں حقائق کا ادراک کرتے ہوئے 15 اعلی کمانڈروں نے 500 مسلح افراد کے ہمراہ امارت اسلامیہ کے مجاہدین کے سامنے ہتھیار ڈال دیے۔ اس دوران انہوں نے ایک فوجی رینجر گاڑی، 22 ہیوی مشین گنیں، 10 راکٹ لانچر، سیکڑوں کلاشنکوفیں اور دیگر فوجی سازوسامان مجاہدین کے حوالے کردیا

☆صوبہ روزگان کے ضلع خاص روزگان میں سخی غونڈی اور گرم آب کے علاقوں میں واقع فوجی مراکز اور چوکیوں پر مجاہدین نے ہلکے اور بھاری ہتھیاروں سے وسیع حملہ کیا، جس کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ کی نصرت سے دو فوجی مراکز اور دو چوکیاں فتح ہونے کے علاوہ 20 سیکورٹی اہل کار ہلاک جب کہ 12 گرفتار ہوئے اور ساتھ ہی مجاہدین نے 22 عدد ایم 16 امریکی بندوقیں، پانچ ہیوی مشین گنیں، دو سنائپر گنیں، ایک اینٹی ایئر کرافٹ گن، ایک دوربین اور کافی مقدار میں مختلف النوع فوجی سازوسامان غنیمت کرلیا۔

15 مئی:

☆صوبہ ہلمند کے ضلع نادعلی میں قاری کلے اور شاول کے علاقے میں مجاہدین نے پولیس اور فوجیوں پر حملہ کیا، جس کے نتیجے میں 21 اہل کار ہلاک جب کہ یک ٹینک بھی تباہ ہوا۔

☆صوبہ ہلمند کے ضلع نادعلی میں ماتکی دشت کے علاقے میں واقع فوجی مرکز پر اسی نوعیت کا حملہ کیا گیا، جس کے نتیجے میں 13 اہل کار ہلاک ہوئے۔

☆صوبہ روزگان کے صدر مقام ترینکوٹ شہر میں پائے ناوہ کے علاقے گوگرک کے مقام پر واقع فوجی مرکز پر مجاہدین نے ہلکے اور بھاری ہتھیاروں سے وسیع حملہ کیا گیا، جس کے نتیجے میں مرکز فتح اور وہاں تعینات اہل کاروں میں سے 15 ہلاک جب کہ دیگر فرار ہوگئے، 2 ٹینک تباہ ہوئے اور مجاہدین نے مختلف النوع اسلحہ وغیرہ غنیمت کرلیا۔

☆صوبہ غزنی کے ضلع شلگر میں نظر خان، عالم وال اور بوڑ کے علاقوں میں مجاہدین نے فوجی کارروان پر ہلکے اور بھاری ہتھیاروں سے حملہ کیا، جس کے نتیجے میں 3 فوجی گاڑیاں تباہ اور 13 اہل کار ہلاک اور زخمی ہوئے۔

☆صوبہ فراہ کے صدر مقام فراہ شہر پر ہلکے اور بھاری ہتھیاروں سے وسیع حملہ کیا گیا، جس کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ کی نصرت سے صوبائی انٹیلی جنس ڈائریکٹوریٹ، چارپاس، حیدر غلی، سینٹرل جیل اور وسیع علاقوں کا کنٹرول مجاہدین نے حاصل کرلیا ہے۔ کارروائی کے دوران اعلیٰ پولیس افسر واحد خان، انٹیلی جنس چیف کمانڈر نبی سمیت 30 ہلاک جب کہ درجنوں زخمی ہوئے۔

☆صوبہ فراہ کے صدر مقام فراہ شہر میں فدائی مجاہد نے تازہ دم کمانڈوز پر شہیدی حملہ سرانجام دیا، جس کے نتیجے میں 32 اہل کار ہلاک ہوئے۔

16 مئی:

☆صوبہ غزنی کے ضلع جغتو کے مرکز اور آس پاس چوکیوں پر ہلکے اور بھاری ہتھیاروں سے وسیع حملہ کیا، جس کے نتیجے میں اللہ تعالی کی نصرت سے ضلعی مرکز، پولیس ہیڈکوارٹر اور تمام چوکیاں فتح ہونے کے علاوہ متعدد سیکورٹی اہل کار ہلاک اور زخمی اور مجاہدین نے فوجی ٹینک، گاڑیاں اور کافی مقدار میں اسلحہ وغیرہ غنیمت کرلیا۔

☆صوبہ غزنی کے صدر مقام غزنی شہر میں روضہ کے علاقے میں مجاہدین نے پانچ چوکیوں پر ہلکے اور بھاری ہتھیاروں سے وسیع حملہ کیا، جس کے نتیجے میں تمام چوکیاں فتح ہوئیں اور ساتھ ہی تازہ دم اہل کاروں کو نشانہ بنایا، جس کے نتیجے میں 4 ٹینک بھی مکمل طور پر تباہ ہوئے، اس کے علاوہ 16 اہل کار ہلاک جب کہ 11 زخمی ہوئے، مجاہدین نے کافی مقدار میں مختلف النوع ہلکے اور بھاری ہتھیار بھی غنیمت کرلیا۔

18 مئی:

☆صوبہ دائی کنڈی کے ضلع اجرستان میں مجاہدین نے ڈسٹرکٹ ہیڈکوارٹر، فوجی مراکز اور آس پاس چوکیوں پر ہلکے اور بھاری ہتھیاروں سے وسیع حملہ کیا، جس کے نتیجے میں میں مرکزی حصے میں 18 اہل کار، ازریان کے علاقے میں 11 فوجی اور سپین غونڈ گاؤں میں 5 فوجی ہلاک جب کہ متعدد زخمی ہوئے ہیں، اس کے علاوہ مجاہدین نے 9 کلاشنکوفیں، دو ہیوی مشین گن، دو آرپی جی راکٹ لانچر اور دیگر فوجی سازوسامان غنیمت کرلیا۔

19 مئی:

☆صوبہ زابل ضلع ارغند آب میں باغ کے علاقے میں واقع فوجی بیس اور آس پاس چوکیوں پر ہلکے اور بھاری ہتھیاروں سے وسیع حملہ کیا گیا، جو تقریبا دس روز تک جاری رہا، جس کے نتیجے میں اللہ تعالی کی نصرت سے اہم فوجی بیس اور 12 چوکیاں مکمل طور پر فتح ہوئیں۔ دس روزہ کارروائی کے دوران فوجی بیس کمانڈر سلطان سمیت 70 سیکورٹی اہل کار ہلاک جب کہ 27 شدید زخمی ہوئے، اس کے علاوہ مجاہدین نے کافی مقدار میں مختلف النوع ہلکے اور بھاری ہتھیار اور فوجی سازوسامان غنیمت کرلیا۔

☆صوبہ غزنی کے ضلع شلگر میں سردار قلعہ، خانے قلعہ اور بدوان کے علاقوں میں غزنی پکتیکا قومی شاہراہ پر سپیشل فورس اہل کاروں نے مجاہدین پر حملہ کیا، جنہیں شدید مزاحمت کا سامنا ہوا، جس کے نتیجے میں 2 بکتر بند ٹینک تباہ ہونے کے علاوہ 7 اہل کار ہلاک جب کہ 6 زخمی اور دیگر فرار ہوئے۔

20 مئی:

☆صوبہ غزنی کے ضلع شلگر میں مرکز کے قریب ڈسٹرکٹ پولیس چیف کمانڈر سید انور' حکمت عملی کے تحت ہونے والے دھماکہ میں شدید زخمی ہوا، جب کہ پانچ روز قبل اس کے خصوصی محافظ حشمت خان کو مجاہدین نے غزنی شہر میں گرفتار کرلیا تھا۔

☆صوبہ خوست کے ضلع باک میں انارکلی کے علاقے میں پولیس چوکی میں مجاہدین کی نصب شدہ بم سے ہونے والے دھماکہ سے انٹیلی جنس چیف، پولیس افسر اور ایک مخبر شدید زخمی ہوئے۔

21 مئی:

☆صوبہ دائی کنڈی کے ضلع اجرستان مجاہدین نے ضلعی مرکز، پولیس ہیڈکوارٹر اور آ پاس فوجی یونٹ و چوکیوں پر ہلکے اور بھاری ہتھیاروں سے وسیع حملہ کیا، جس کے نتیجے میں اللہ تعالی کی نصرت سے تمام مراکز فتح اور وہاں تعینات اہل کاروں میں سے 33 ہلاک جب کہ 21 گرفتار اور 12 نے مجاہدین کے سامنے ہتھیار ڈال دیے۔ اس کے علاوہ مجاہدین نے دو اینٹی ایئر کرافٹ گنیں، ایک 75 ایم ایم توپ، ایک مارٹر توپ، 13 موٹر سائیکلیں، 3 گاڑیاں اور کافی مقدار میں اسلحہ وغیرہ غنیمت کرلیا۔

☆صوبہ قندہار کے صدر مقام قندہار شہر میں حلقہ نمبر 14 کے مربوطہ سنگ حمام گلی میں انٹیلی جنس سروس افسر اور ضلع شوراوک کونسل کے چیف کمانڈر محمد داؤد کو مسلحانہ کارروائی کے نتیجے میں قتل کردیا۔

22 مئی:

☆صوبہ غزنی کے دہ یک اور جغتو اضلاع کے مراکز، پولیس ہیڈکوارٹر اور آس پاس چوکیوں پر ہلکے اور بھاری ہتھیاروں سے وسیع حملہ کیا، جس کے نتیجے میں اللہ تعالی کی نصرت سے دو مراکز، چوکیاں وغیرہ فتح ہونے کے علاوہ ضلع دہ یک پولیس چیف وحشی کمانڈر فیض اور ضلع جغتو پولیس چیف کمانڈر شجاعی کے ہمراہ درجنوں ہلاک اور زخمی ہوئے اور ساتھ ہی مجاہدین نے کافی مقدار میں اسلحہ وغیرہ بھی غنیمت کرلیا۔

☆صوبہ غزنی کے صدر مقام غزنی شہر میں سپندہ کے علاقے مں پولیس چوکی پر حملہ کیا، جس سے چوکی تباہ اور وہاں تعینات کمانڈر برکت سمیت 6 اہل کار ہلاک جب کہ متعدد زخمی ہوئے۔

23 مئی:

☆صوبہ غزنی کے ضلع گیلان میں شینکئے اور اغوجان کے علاقوں میں واقع چوکیوں پر ہلکے اور بھاری ہتھیاروں سے شدید حملہ کیا گیا، جس کے نتیجے میں اللہ تعالی کی نصرت سے تین چوکیاں فتح اور وہاں تعینات اہل کاروں میں سے 14 ہلاک جب کہ 7 زخمی ہوئے اور مجاہدین نے کافی مقدار میں مختلف النوع ہلکے اور بھاری ہتھیار غنیمت کرلیا۔

☆صوبہ میدان کے ضلع سید آباد میں ہفت آسیا کے علاقے زرک خیل کے مقام پر قائم چوکی پر مجاہدین نے حملہ کیا، جس کے نتیجے میں چوکی فتح اور وہاں تعینات اہل کاروں میں سے 9 ہلاک جب کہ دیگر فرار ہونے میں کامیاب ہوئے۔ مجاہدین نے تین ہیوی مشین گنیں، ایک راکٹ لانچر، دو کلاشنکوفیں اور دیگر فوجی ساز و سامان غنیمت کر لیا۔

☆صوبہ لوگر کے ضلع چرخ میں پستیچک کے علاقے میں واقع چوکی پر ہونے والے حملے میں 5 اہل کار ہلاک جب کہ متعدد زخمی ہوئے۔

24 مئی:

☆صوبہ فراہ کے صدر مقام فراہ شہر کے قریب واقع فراہ ایئرپورٹ پر میزائل داغے گئے، جو اپنے اہداف پر گرے، جس کے نتیجے میں جارح فوجوں کا ہیلی کاپٹر تباہ ہونے کے علاوہ غاصبوں کو ہلاکتوں کا سامنا بھی ہوا

25 مئی:

☆صوبہ روز گان کے ضلع چورہ میں تورہ چینہ کے علاقے میں واقع دشمن کے پانچ مراکز پر ہلکے اور بھاری ہتھیاروں سے وسیع حملہ کیا گیا، جس کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ کی نصرت سے تمام مراکز فتح اور وہاں تعینات کمانڈر زینک اور کمانڈر سمیت 29 کمانڈو، پولیس اہل کار اور فوجی ہلاک جب کہ 15 زخمی ہوئے، مجاہدین نے کافی مقدار میں اسلحہ وغیرہ بھی غنیمت کر لیا۔

27 مئی:

☆صوبہ پروان کے ضلع بگرام میں نصرو قلعہ کے علاقے میں امریکی بکتر بند فوجی ٹینک پر ہوا، جس سے ٹینک تباہ اور اس میں سوار 4 امریکی فوجی ہلاک اور زخمی ہوئے۔

☆صوبہ ہلمند کے ضلع نادعلی میں شیرین جان چاراہی کے علاقے میں واقع سیکورٹی فورسز کے مرکز کو امارت اسلامیہ کے فدائی مجاہد نے بارود بھری مزداٹرک کے ذریعے شہیدی حملے کا نشانہ بنایا، جس کے نتیجے میں مرکز مکمل طور پر منہدم ہوا اور وہاں تعینات 200 اہل کاروں میں سے 110 ہلاک اور زخمی ہوئے اس کے علاوہ درجنوں فوجی ٹینک اور رینجر گاڑیاں بھی تباہ ہوئیں۔

28 مئی:

☆صوبہ تخار کے ضلع خواجہ غار میں مجاہدین نے دشمن کے مراکز اور چوکیوں پر ہلکے و بھاری ہتھیاروں سے وسیع حملہ کیا، جس کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ کی نصرت سے پل مؤمن اور گورتپہ کے علاقوں سمیت 17 چوکیاں فتح ہوئیں اور دشمن نے جانی و مالی نقصانات اٹھاتے ہی فرار کی راہ اپنائی اور مجاہدین نے ایک ٹینک اور کافی مقدار میں اسلحہ وغیرہ غنیمت کر لی۔

29 مئی:

☆صوبہ اورزگان کے ضلع چورہ میں مجاہدین ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر، فوجی مراکز اور آس پاس چوکیوں کو کئی دنوں سے شدید محاصرے میں رکھے ہوئے تھے اور اس سلسلے میں مجاہدین نے رات کے وقت تمام مراکز پر ایک ہی وقت میں ہلکے و بھاری ہتھیاروں سے وسیع حملہ کیا، جس کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ کی نصرت سے ضلعی مرکز اور آس پاس 17 دفاعی چوکیاں مکمل طور پر فتح ہوئیں، مجاہدین نے 2 فوجی رینجر گاڑیاں اور کافی مقدار میں مختلف النوع ہلکے و بھاری ہتھیار غنیمت کر لی اور ساتھ ہی دشمن کی کئی گاڑیاں اور ٹینک بھی تباہ ہوئے۔

30 مئی:

☆صوبہ لوگر کے صدر مقام پل عالم شہر میں واقع سریع فورس اہل کاروں کے مرکز کو امارت اسلامیہ کے فدائی مجاہد نے بارود بھری گاڑی سے شہیدی حملے کا نشانہ بنایا، جس سے تمام رکاوٹیں عبور ہوئیں اور بعد میں ہلکے و بھاری ہتھیاروں سے لیس فدائین مرکز میں داخل ہو کر وہاں تعینات اہلکاروں پر حملہ کیا، جس میں اعلیٰ افسروں سمیت 30 اہل کار ہلاک اور درجنوں زخمی ہوئے۔

31 مئی:

☆صوبہ ہلمند کے ضلع گریشک میں ضلعی مرکز میں واقع پولیس ہیڈ کوارٹر، انٹیلی جنس سروس آفس سمیت متعدد اعلیٰ عہدیداروں کے مرکز کو امارت اسلامیہ کے فدائی مجاہد نے بارود بھری گاڑی کے ذریعے شہیدی حملے کا نشانہ بنایا، جس کے نتیجے میں مرکز میں منہدم اور وہاں تعینات تمام افسروں اور سیکورٹی اہل کار ہلاک اور زخمی ہوئے، جب کہ متعدد گاڑیاں وغیرہ بھی تباہ ہوئیں۔

☆صوبہ غزنی کے ضلع شلگر میں بدوان اور زاڑہ شار کے علاقوں میں مجاہدین نے کابل اور گردیز سے آنے والے کٹھ پتلی فوجوں پر ہلکے و بھاری ہتھیاروں سے شدید حملہ کیا، جس کے نتیجے میں 5 ٹینک تباہ ہونے کے علاوہ 20 اہلکار بھی ہلاک اور زخمی ہوئے۔

☆☆☆☆☆

اک نظر ادھر بھی!

زاہد مصطفیٰ

تیل و گیس شعبے کی آٹھ غیر ملکی کمپنیاں ٹیکس چوری کی مد میں دس ارب روپے کھا گئیں۔

رپورٹ کے مطابق ۸ سے زائد غیر ملکی کمپنیوں نے آلات درآمد بر آمد کرنے کے دوران کسٹم افسران کی ملی بھگت سے بڑے پیمانے پر فراڈ کیے۔ ان کمپنیوں نے تیل اور گیس کی تلاش اور ان کی سپلائی کے نام پر ٹینڈر حاصل کیے اور جدید مشینری و آلات پاکستان منگواتے رہے۔ یہ مشینری پاکستان میں بیچی جاتی رہی۔ جب کہ اصولاً یہ کمپنیاں تیل اور گیس کی تلاش کرنے والی کمپنیوں کو ہی یہ مشینری بوقت ضرورت فروخت کر سکتی تھیں۔ بینک گارنٹیاں بھی کلیئرنگ ایجنٹس نے جعلی رکھوائیں۔ کسٹم کے ایڈجیوری کیشن ڈیپارٹمنٹ کے مطابق ایک ارب روپے کی ریکوری کرلی گئی ہے لیکن یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ ملکی خزانے کو نقصان پہنچانے میں کسٹم کے وہ افسران (جو آرمی اور نیوی کے ریٹائرڈ افسران ہی ہیں) جو اس سکینڈل میں ملوث ہیں ان سے بھی کچھ پوچھ گچھ ہو سکتی ہے ان کی مثال تو ان منشیات فروشوں کی سی ہے جو منشیات کی کھیپ بیچنے کے بعد خود ہی افسران کو مطلع کرتے ہیں منشیات چھاپہ مار کر پکڑلی جاتی ہے جس کے بعد کاغذی کارروائی میں تلف ہو جاتی ہے اور حقیقتاً اپنے ایجنٹس کو دوبارہ فروخت کے لیے تھمادی جاتی ہے۔

نقیب اللہ کیس کی سماعت اور راؤانوار کا پروٹوکول

نقیب اللہ سمیت چار افراد کے قتل کے کیس کے ملزم ایس ایس پی راؤ انوار کو پیشی کے موقع پر پورے پروٹوکول کے ساتھ اس دفعہ بھی بغیر ہتھکڑی لایا گیا جبکہ مقدمے کے دوسرے ملزمان سابق ڈی ایس پی قمر احمد، سب انسپکٹر محمد یامین، اسسٹنٹ سب انسپکٹر اللہ یار، سپر دحسین، ہیڈ کانسٹیبلز محمد اقبال، خضر حیات، سپاہی غلام نازک عبد العلی، شفیق احمد و شکیل فیروز کو ہتھکڑی لگا کر اور نج جیکٹ میں عدالت میں لایا گیا۔ پچھلی پیشی پر راؤ انوار کو ہتھکڑی نہ لگانے پر نقیب اللہ کے اہل خانہ کی طرف سے اعتراض کیا گیا تھا لیکن اعتراض کو خاطر میں نہیں لایا گیا تفتیشی افسر کی جانب سے مقدمے کے مفرور ملزمان کی عدم گرفتاری کا اعتراف کیا گیا۔ سماعت کے دوران راؤ انوار کمرہ عدالت کے اے سی کے صحیح کام نہ کرنے پر نالاں رہا۔ محکمہ داخلہ نے ملتان لائینز کینٹ کو سب جیل قرار دیتے ہوئے آئی جی جیل خانہ جات کو مطلع کیا کہ سیکورٹی خدشات کے پیش نظر راؤ انوار کو ملیر کینٹ میں رکھا گیا ہے۔ یہ بھی اطلاعات ہیں کہ ملتان لائینز میں راؤ انوار کی رہائش گاہ ہے اور اسے ہی سب جیل قرار دیا گیا۔ پیشی کے دوران راؤ انوار نقیب اللہ کے ورثاء کو ایسے آنکھیں دکھاتا رہا جیسے بتانا چاہ رہا ہو کہ جس عدالت سے تم انصاف کی امید لگائے ہو وہ میرے آقاؤں کی مٹھی میں ہے۔ ایسا دکھائی دیتا ہے جیسے راؤ انوار نے نقیب اللہ کو نہیں بلکہ نقیب اللہ کے والد نے راؤ انوار کے بیٹے کو قتل کیا ہو۔ اب تک کی سماعت سے یہ تو واضح ہو ہی گیا کہ عدالتیں وقت گزار کر عوامی غصے کے ٹھنڈا ہونے کا انتظار کر رہی ہیں جس کے بعد تفتیش کاروں کے ٹھوس ثبوت پیش نہ کرنے کا بہانہ بنا کر کیس فارغ کر دیا جائے گا۔ راؤ انوار کے خلاف جعلی مقابلوں کے دوسرے کیسز کے متعلق بھی ابھی تک کوئی کاروائی عمل میں نہیں آئی ہے۔

"قومی سلامتی" کے نام پر زباں بندی:

اسلام آباد میں ہونے والے اس مذاکرے میں حامد میر کا کہنا تھا کہ "بلوچستان کے ۳۷ کروڑ کی بر آمدگی بڑی خبر بن جاتی ہے مگر میڈیا بریگیڈیئر سے تیرہ ارب روپے کی بر آمدگی پر بات نہیں کرتا"۔ ۳۷ کروڑ کی بر آمدگی کا ذکر بلوچستان کے فنانس سیکریٹری مشتاق رئیسانی کے متعلق تھا جب کہ ۱۳/ارب والا کرپٹ بریگیڈیئر اسد شہزاد ہے۔ لیفٹیننٹ کرنل حیدر سے بھی ایک ارب وصول کیے گئے۔ وصولی کی رقوم کہاں گئیں؟ یہ معلوم نہیں۔ صرف میجر جنرل اعجاز شاہد سے پانچ کروڑ وصول ہونے کے متعلق بتایا گیا ہے کہ جی ایچ کیو اکاؤنٹ میں جمع کروادی گئی ہے۔ یہ افسران بلوچستان میں تعیناتی کے دوران مال بنا رہے تھے اور نقصان تو قومی خزانے کو پہنچا تھا لیکن رقم جی ایچ کیو اکاؤنٹ میں گئی۔ دوسری بات یہ کہ کرپشن ثابت ہونے پر ان افسران میں سے کسی کو سزا نہیں ہوئی بلکہ قبل از وقت ریٹائرمنٹ سے نوازا گیا اور پلاٹس، میڈیکل اور پینشن کی سہولت بر قرار رہے گی۔ ناقدین اور قانونی ماہرین کا کہنا ہے کہ پاکستان آرمی ایکٹ میں بھی اس قسم کی نوازشات کے چور راستے نہیں ہیں البتہ سابق سپہ سالار منجھے ہوئے جنرل ہیں یقیناً کوئی راستہ ڈھونڈ ہی لیا ہو گا کہ انصاف بھی ہو گیا اور ملزم افسران کو بھی زیادہ زحمت نہ اٹھانا پڑی۔ ان افسران کی کرپشن کا پنڈورا بکس کھلنے کی وجہ بھی بڑی مزیدار رہے۔ میجر جنرل اعجاز شاہد نے اپنے بیٹے کے لیے پر تعیش سپورٹس کار فراری جس کی مالیت چار لاکھ ڈالر تھی پاکستان سمگل کروائی۔ ایک آرمی یونٹ میں ہی اس کار کی سروس ہوئی جس کے بعد میجر جنرل صاحب نے اس کی ٹیسٹ ڈرائیو لینے کے لیے دو افسران کو بھیجا۔ دوران ٹیسٹ ڈرائیو گاڑی حادثے کا شکار ہوئی اور دونوں افسران ہلاک ہوئے۔ ہلاک ہونے والے افسران کے اہل خانہ کی جانب سے آرمی چیف کو درخواست دی گئی کہ ان دونوں کو "شہید" کا درجہ دیا جائے کیونکہ دونوں افسران آن ڈیوٹی فرائض کی انجام دہی کے دوران جان کی بازی ہار گئے۔ تحقیقات میں جب چار لاکھ ڈالر مالیت کی سپورٹس کار کا قصہ سامنے آیا اور یہ جاننے کی کوشش کی گئی کہ موصوف کے پاس اتنی رقم کہاں سے آئی تو پتہ چلا کہ ان کی اصل آمدن اور پیشہ تو اسمگلنگ ہی ہے باقی جرنیلی تو پارٹ ٹائم جاب تھی۔ اب جب تفتیش کا رخ ان کی طرف مڑا تو کئی اور کے نام سامنے آئے۔ چونکہ فوج کے وقار کا تو بہر صورت دفاع

کرنا تھالہٰذا اس معاملے کو طول دینا تو کسی طور بھی عقلمندی نہیں تھی لہٰذا قبل از وقت ریٹائرمنٹ کے ذریعے معاملہ بخوبی نمٹادیا گیا۔

اسلام آباد بحریہ کالج کی ۸۰ طالبات کا دوران امتحان ممتحن کی جانب سے ہراساں کیے جانے کا انکشاف:

اخباری رپورٹس کے مطابق کالج کی خاتون استاد کی موجودگی میں بھی کئی طلبہ کو ہراساں کیا گیا لیکن ان کی استاد نظر انداز کرتی رہی اور جن طالبات نے بعد میں اپنی ٹیچر سے اس متعلق شکایت کی تو انہیں خاموش رہنے کا مشورہ دیا گیا کہ نمبر کم ہوسکتے ہیں۔ سوال یہ ہے کہ جب سکول کالج اور یونیورسٹی کی سطح پر خواتین اساتذہ کی ایک بڑی تعداد بآسانی میسر ہے تو ایک مرد کی تعیناتی کیوں ہوئی۔ اس پورے معاملے کو جس طرح میڈیا میں ہینڈل کیا جارہا ہے اور جس طرح اسی نوعیت کے مختلف واقعات کو کوریج دی جارہی ہے اس سے تو لگتا ہے کہ مقصود خواتین کے خلاف اس قسم کے جرائم کی روک تھام نہیں بلکہ معاشرے میں ایسے جرائم کو غیر محسوس طریقے سے ایسے جذب کرنا ہے کہ پھر یہ سب کچھ معمول کا حصہ ہی لگے۔

کم عمر لڑکے لڑکیوں کو نام نہاد تعلیم کے نام پر سکول کالجوں اور پھر کوچنگ سینٹرز میں جو ماحول میسر ہے اس میں کیسے ممکن ہے کہ اس طرح کے واقعات رونما نہ ہو۔ غیر سرکاری تنظیم ساحل کے جمع کردہ اعداد و شمار کے مطابق پاکستان میں روزانہ کی بنیادوں پر بچوں سے زیادتی کے ۱۱ واقعات رونما ہورہے ہیں ۲۰۱۷ء میں صرف چھ ماہ کے دوران پاکستان میں ۱۷۶۴ کیس رپورٹ ہوئے۔ اس کا کل ۶۲ فی صد پنجاب ہی میں رپورٹ ہوئے۔ سال کے آخر تک یہ تعداد ۳۴۴۵ تک جا پہنچی۔ ایک گھرانہ جس کو دو وقت کی روٹی بمشکل میسر ہوتی ہے اس کے لیے چوبیس گھنٹے دو سو چینل چند سو روپے ماہانہ میں دستیاب ہیں۔ کیسے ممکن ہے کہ کسی ہتھوڑے کی مانند نوجوان نسل کے ذہنوں پر برسنے والے ہیجان انگیز مناظر اثر نہ دکھائیں۔

احترام رمضان فیصلے کی معطلی:

اسلام آباد ہائی کورٹ کے ڈویژن بینچ کے جسٹس عامر فاروق اور جسٹس محسن اختر کیانی نے جسٹس شوکت عزیز کے احترام رمضان قوانین کے متعلق فیصلے کو منسوخ کرتے ہوئے پانچ وقت کی اذانوں کے نشر کرنے کا حکم، مغرب کی اذان سے پانچ منٹ قبل اشتہار نہ چلانے کا حکم، درود شریف نشر کرنے کے حکم اور رمضان کے تقدس پر سمجھوتہ نہ کرنے کے حکم کو آئین و قانون کے خلاف قرار دیتے ہوئے منسوخ کردیا۔ اس کے علاوہ بھارتی پروگرامات اور اشتہارات اور گانے نہ چلانے کا حکم دینا بھی آئین و قانون کے خلاف قرار پایا۔ اس فیصلے نے ریاستی نظام کے اس تعفن زدہ بدبودار وجود کی حقیقت کو عیاں کردیا ہے جس سے نہ صرف مذہبی سیاسی جماعتوں کی قیادت نظریں چراتی ہے بلکہ ریاست کو اسلامی ثابت کرنے کی کوشش میں اپنی جان ہلکان کرنے والے خودساختہ بڑے اور نام نہاد مفتیان کرام بھی اس بابت چپ کا روزہ رکھنے پر اکتفا کیے ہوئے ہیں، یہ وہی شخصیات ہیں جو دلائل کا انبار لگانے میں کبھی بھی نہیں تھکتے۔ سوچیے غور و فکر کیجیے کہ جس نظام کو چند منٹوں کا ظاہری اسلام قبول نہیں اس غلیظ نظام میں رہتے ہوئے آپ کیونکر اور کیسے اسلام کے مکمل غلبے کا خواب دیکھتے ہیں۔

بھارت کے بگلیہار ڈیم پر پانی روکنے سے دریائے چناب ۹۷ فی صد خشک:

بھارت کی طرف سے مقبوضہ کشمیر میں بگلیہار ڈیم پر پانی روک لینے کے باعث دریائے چناب میں ہیڈ مرالہ کے مقام پر پانی کی سطح تین ہزار دو سو سینتیس کیوسک رہ گئی دریائے چناب کا ۹۷ فی صد سے زیادہ حصہ خشک ہوچکا ہے اور پانی کی کمی کی وجہ سے ہیڈ مرالہ سے نکلنے والی نہر مرالہ راوی مکمل طور پر بند ہے۔ ہیڈ پنجند کے مقام پر بھی چناب میں پانی کا اخراج صفر ہوگیا ہے۔ واضح رہے کہ دریائے چناب پر بننے والے بگلیہار ڈیم کی تعمیر مشرف دور میں شروع ہوئی اور اب بھارتی وزیر اعظم نے مقبوضہ کشمیر میں کشن گنگا ڈیم کا افتتاح بھی کیا ہے یہ منصوبہ بھی مشرف دور میں شروع کیا گیا تھا۔ پاکستان اور بھارت کے مابین ۱۹۶۰ء میں طے پانے والے سندھ طاس معاہدے کے تحت بھارت روزانہ دریائے چناب میں کم از کم ۳۵ ہزار کیوسک پانی چھوڑنے کا پابند ہے۔ پانی کی کمی کی وجہ سے سیالکوٹ سمیت پنجاب کے مختلف اضلاع میں لاکھوں ایکڑ اراضی کو دریائے چناب اور نہروں کا پانی نہیں مل رہا بلکہ زمیندار اور کسان ٹیوب ویلوں پر انحصار کررہے ہیں۔ شہروں کی صورتحال بھی گھمبیر تر ہوتی جارہی ہے۔ پنجاب اریگیشن ریسرچ انسٹیٹیوٹ کے ڈائریکٹر نے ایک انٹرویو میں بتایا کہ خدشہ ہے کہ صوبہ پنجاب کے مرکز اور ایک کروڑ سے زائد آبادی والے شہر لاہور میں زیر زمین پینے کا صاف پانی محض اگلے دس برسوں میں ختم ہوجائے گا۔ لاہور میں زیر زمین پانی کی سطح سو فٹ تک نیچے جاچکی ہے مگر یہ پانی پینے کے قابل نہیں ہوتا، صاف پانی کے لیے پانچ سو سے سات سو فٹ تک بورنگ کی جارہی ہے۔ یہ حال تو پنجاب کا ہے جبکہ بلوچستان میں زیر زمین پانی کی سطح بعض علاقوں میں دو ہزار فٹ تک نیچے گرنے سے زراعت مکمل تباہ ہوچکی ہے۔

کچھ ادارے گن پوائنٹ پر پانی لیتے ہیں، ایم ڈی واٹر بورڈ:

واٹر کمیشن کے سربراہ کے سامنے ایم ڈی واٹر بورڈ نے اپنے بیان میں چوری کے کنکشنز کے متعلق بات کرتے ہوئے کہا کہ کچھ ادارے ہمارے عملے کو یرغمال بنا کر گن پوائنٹ پر پانی لیتے ہیں۔ کل ہی سادہ وردی میں لوگ آئے اور پمپنگ سٹیشن بند کرادیا اور گالیاں بکتے

رہے۔ بعد میں کمانڈر کی سربراہی میں مجھے اٹھا کر لے گئے اور تشدد کا نشانہ بنایا۔ ایم ڈی واٹر بورڈ نے بتایا کہ شاہ فیصل کالونی کی ہائڈرنٹ بند کر کے پی اے ایف بیس کو اضافی پانی دیا جاتا ہے اس کے علاوہ کارساز پمپنگ سٹیشن کو بھی گن پوائنٹ پر آپریٹ کرایا جاتا ہے۔ ان انکشافات پر حیران ہونے کی ضرورت نہیں ریاست کے وسائل اور بجٹ کا کثیر حصہ بھی گن پوائنٹ پر ہی ہڑپ کیا جارہا ہے اور ریاست بذات خود بھی گن پوائنٹ پر ہی آپریٹ ہو رہی ہے ہاں شو پیس کے طور پر چند کٹھ پتلیاں سامنے ضرور رکھی ہیں کہ عوام کا غصہ وقتاً فوقتاً ان پر ہی نکل کر آتش فشاں بننے سے محفوظ رہے۔

کمان دان الیاس کشمیری رحمہ اللہ کے متعلق ملٹری انٹیلی جنس کے ریٹائرڈ کرنل جواد خان کے انکشاف:

موصوف نے انکشاف کیا ہے کہ الیاس کشمیری پاکستانی فوج کا دشمن ہو گیا تھا اور پاکستانی فورسز کے لیے مشکلات کا سبب بن رہا تھا۔ ہم نے میڈیا کے ذریعے بہت بڑا دہشت گرد اور امریکہ کے لیے خطرہ بنا کر پیش کیا ہماری پالیسی کامیاب رہی۔ سی آئی اے نے اسے مطلوب ترین دہشت گردوں کی فہرست میں شامل کر لیا۔ ہم اپنا ایجنٹ الیاس کشمیری تک پہنچانے میں کامیاب ہوئے جس کے لیے ہم نے اس ایجنٹ کو بیس ہزار روپے دیئے اور امریکہ سے ہم نے تین ملین ڈالر وصول کیے۔

کرنل جواد خان آج کل شارجہ میں مقیم ہیں جہاں ان کے دو پٹرول پمپ اور ایک نائٹ کلب بھی ہے۔ یہ اپنی نوعیت کا صرف ایک کیس ہی نہیں بلکہ پاکستانی افواج کے اندر ایسے افسران کی بے شمار تعداد ہے جو امریکی انتظامیہ کی براہ راست معاونت کر کے راتوں رات ارب پتی ہو کر بیرون ممالک مقیم ہو رہے ہیں۔

شام میں روسی جدید اسلحے کے تجربات:

روس کے ڈپٹی وزیر دفاع کا کچھ عرصہ قبل بیان سامنے آیا تھا کہ انہوں نے شامی جنگ میں مداخلت کے بعد سے اب تک چھ سو نئے ہتھیار استعمال کیے ہیں ان میں سے دو سو ہتھیاروں کو next generation system کا نام دیا گیا ہے مزید یہ بھی بتایا کہ روسی حکومت کو ان ٹیسٹ شدہ اسلحوں کی خریداری کے لیے بڑی تیزی سے آرڈر ملنا شروع ہو گئے ہیں یہ آرڈرز صرف اتحادی نہیں بلکہ غیر اتحادی ممالک کی جانب سے بھی مل رہے ہیں۔ شامی جنگ میں استعمال ہونے والے Sukhio SU34 اور SU35 جنگی جہاز بارہ عدد الجیریا کو فروخت کیے گئے ہیں جب کہ انڈونیشیا، انڈیا اور نائجیریا نے بھی ان کی خریداری میں دلچسپی ظاہر کی ہے۔ زمین سے فضا تک مار کرنے والے میزائل ڈیفنس سسٹم کے لیے ایران ترکی اور سعودی عرب نے دلچسپی ظاہر کی ہے مجموعی طور پر مشرق وسطی کے ممالک مصر، قطر، بحرین، مراکش، تیونس کے آرڈر بک کیے گئے ہیں اسطرح روس ملٹری مصنوعات کی صنعت میں امریکی بالادستی کو ختم کرنے کا ارادہ رکھتا ہے۔ خود پاکستان کی جانب سے بھی روس سے دفاعی تعلقات بڑھانے کے دعوے کیے جا رہے ہیں اور وزیروں کے لمبے چوڑے وفود نے روس جا کر میزائل ڈیفنس سسٹم اور جنگی جہاز خریدنے میں دلچسپی ظاہر کی۔ روس چونکہ پہلے سے جنگی جہاز اور ڈیفنس سسٹم انڈیا کو فراہم کر رہا ہے اس لیے بھارت کی ناراضی کے پیش نظر پاکستانی وفد کو ٹرخا کر مذاکرات کو دہشت گردی کے خلاف جنگ میں تعاون تک محدود رکھا۔

اس سے بڑھ کر افسوس کا مقام اور کیا ہو سکتا ہے کہ مسلم ممالک کی قیادت بجائے اس کے کہ شام میں کیے جانے روسی مظالم کو رکوانے کی کوشش کرتی ان کی توجہ کا مرکز شامی جنگ میں استعمال ہونے والے وہ جنگی جہاز اور اسلحہ ہے جن کی ٹیسٹنگ ہو چکی ہے۔

سعودی ولی عہد محمد بن سلمان کے لیے پچاس ہزار ڈالرز مالیت کا صابن تیار کیا گیا ہے:

ایک عمر بن عبد العزیز تھے جن سے کہا گیا کہ آپ کعبہ کو ریشم کا غلاف نا پہنائیں گے؟ فرمایا مسلمانوں کے پیٹ اس کے زیادہ مستحق ہیں!!

آج عمر ابن عبد العزیز کے مقابلے میں کیسے کیسے طواغیت ہم پر مسلط ہیں، کوئی ملک سلمان کے فرزند کو جا بتائے کہ صابن جس قدر بھی مہنگا ہو تمہارے ہاتھوں پر لگا مسلمانوں کا خون اس سے صاف نہ ہو سکے گا!

متحدہ عرب امارات کا عسکری طاقت کا دائرہ یمن صومالیہ تک پھیلانے کا فیصلہ:

متحدہ عرب امارات کی طرف سے دعوی کیا گیا ہے کہ وہ ایرانی اثر و رسوخ اور داعش کے خلاف عسکری حکمت عملی کے تحت یمن میں فوجی اڈہ قائم کرنے اور اپنے فوجیوں کو تعینات کرنے کے لیے متحرک ہے۔ اور یمنی حکومت نے الزام عائد کیا ہے کہ متحدہ عرب امارات نے ان کے اس کورٹارا جزیرے اور اس کے ائیر پورٹ پر قبصہ کر لیا ہے۔ دوسری جانب صومالی فوج اور سیکورٹی فورسز کی ٹریننگ کے نام پر اثر و رسوخ بنانے کے بعد صومالیہ میں متحدہ عرب امارات کے فوجی اڈے کے قیام کو بھی صومالی حکومت نے سخت تنقید کا نشانہ بنایا ہے اور اس معاملے کو اقوام متحدہ کے اجلاس میں اٹھایا ہے۔ صومالیہ میں الشباب کے پے در پے حملوں میں صومالی، افریقی اور امریکی افواج کی اچھی خاصی درگت بنی ہے جن کو سنبھالا دینے کے لیے امریکہ نے ان ازلی غلاموں کو بھی آزمانے کا فیصلہ کیا تھا لیکن خلیجی ممالک کے قطر کے ساتھ تنازعات کا جھگڑا جو دوسرے کئی ممالک تک پہنچا ہے جن کو قطریا

مخالف اتحاد میں سے کسی ایک کا ساتھ دینے کا فیصلہ کرنا پڑ رہا ہے اس تنازعے کا شکار ہو کر صومالیہ اور متحدہ عرب امارات کے سفارتی اور فوجی تعلقات اس قدر خراب ہوئے کہ اب دونوں حکومتیں ایک دوسرے کے خلاف بیانات کا سلسلہ شروع کیے ہوئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان دشمنان اسلام کو اسی طرح مزید دست و گریباں ہونے کے مواقع مہیا فرمائیں۔

☆☆☆☆☆

بقیہ: کابل میں مذہبی علما کے نام سے منعقدہ تقریب کے رد عمل پر ترجمان کا وضاحتی بیان

اکثریت عوام الناس کو علماء کے نام سے کابل اجلاس میں براجمان کیا گیا تھا، جس میں صرف اجلاس کی کثرت کی کوشش کی گئی تھی۔

اجلاس کے شرکاء کی گفتگو کا محور یہ تھا کہ گویا رواں جنگ مسلمانوں کے درمیان نزاع ہے اور وہ ان کے درمیان صلح کی کوشش کرتی ہے، ایسی حالت میں کہ موجودہ جہاد امریکی جارحیت کے خلاف شروع ہوا اور استعماری افواج تاحال افغانستان میں پوری قوت کے ساتھ موجود ہیں اور افغانوں پر امریکی وزیر خارجہ جان کیری کی جانب سے نصب شدہ نظام مسلط ہے، وہ عمل جو ہر استعمار دیگر ممالک میں مداخلت کے نتیجے میں کرتا رہتا ہے۔ موجودہ جہاد امریکی محارب کافروں کے خلاف دفاعی جہاد ہے، امریکی صف میں کھڑے ہونے والے مسلمانوں کے ساتھ بھی متعدد شرعی نصوص کی رو سے جہاد فرض سمجھا گیا ہے۔

ہم مذہبی علما کو بتاتے ہیں کہ برحق جہاد کو ناجائز سمجھتے ہوئے اس حساس موضوع میں اپنے دنیوی اور اخروی عاقبت سے خوفزدہ ہو جائیں۔ تاریخ گواہ ہے کہ جن دینی علمانے اپنے علم کی توہین کی ہے اور شیطان کے پیروکاروں کے مددگار ہوئے ہیں، تو اللہ تعالیٰ نے انہیں دنیا اور آخرت میں شرمندہ کیے ہیں۔ قرآن کریم ہمیں موسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں ایک دینی عالم بلعم بن باعورا کی حکایت سنا رہا ہے۔ بلعم بن باعورا اپنے زمانے کا بڑا دینی عالم اور کرامات کا حامل تھا، جب موسیٰ علیہ السلام نے بیت المقدس اور شام میں اپنا دینی حاکمیت پھیلانا چاہی، تاکہ ان علاقوں کو باطل اور جابر حکمرانوں سے آزاد کروا دیں، تو ان علاقوں کے حکمرانوں نے موسیٰ علیہ السلام کے لشکر کو شکست دینے کی جدوجہد کی، اس دینی عالم کو پیغمبر وقت کے خلاف استعمال کیا گیا، انہوں نے بلعم بن باعورا کو مال اور شہوت کا لالچ دے کر اس پر آمادہ کر لیا کہ موسیٰ علیہ السلام کے لشکر کو بددعا دیں، مگر بعد میں اللہ تعالیٰ نے اس کی بدعا کو دعا سے بدل دیا اور اس باطل کے دام میں گرفتار 'عالم کو رسوا اور قیامت تک عبرت کا نشان بنایا گیا۔ کابل میں جمع ہونے والے نام نہاد مذہبی علما کو اس قرآنی حکایت سے عبرت حاصل کرنا چاہیے اور اپنے آپ پر رحم کریں، امریکہ موجودہ وقت کا عظیم فرعونی طاغوت ہے، جس نے دنیا کے کونے کونے میں مسلمانوں کے حقوق کو غصب کر رکھے ہیں اور مظالم انجام دے رہے ہیں۔ اس طاغوت کے ساتھ تعاون عظیم گناہ اور بڑا انحراف ہے، جس سے اللہ تعالیٰ ہمارے مذہبی علمائے کرام کو نجات دلا دیں۔ آخر میں ایک بار پھر مذہبی علمائے کرام سے احترامانہ اپیل کی جاتی ہے کہ دشمن کے انٹیلی جنس تقریبات اور تگ و دو میں شرکت کے بجائے اپنی عوام اور مجاہدین سے تعاون کریں، تاکہ اللہ تعالیٰ جارحیت کے فتنے کو ختم اور مسلمان عوام کی عزت اور استقلال کو اعادہ کریں۔

☆☆☆☆☆

مسلمان عوام کے ساتھ ہمارا طرزِ عمل اور ان سے متعلق ضوابط

6. تھانہ اور کچہری کے فسادی اور ظالمانہ نظام سے عوام کو کاٹنے اور انہیں مساجد اور دار الافتاء میں علمائے حق کے ساتھ جوڑنے کی کوشش کرتے ہیں۔

7. قبائل کو ظالمانہ کالے قوانین اور کفریہ جمہوری نظام سے نکال کر محمد صل اللہ علیہ وسلم کے لائے امن و انصاف والے نظام میں داخل کرنا چاہتے ہیں، اس مقصد کے حصول کی خاطر قبائلی علماء اور عمائدین کو بہت اہم سمجھتے ہیں اور انہی کے ذریعہ قبائل میں اسلام کی بہاریں لانے کے طریقۂ کار کو مناسب خیال کرتے ہیں۔

8. جہاں کہیں اللہ ہمیں استطاعت دیں، مسلمانوں کے دینی و دنیاوی فائدے کے کاموں میں أحب الناس الی اللہ انفعهم للناس (اللہ کے محبوب بندے وہ ہیں جو لوگوں کے لیے زیادہ نافع ہوں) کے اصول کے تحت بڑھ چڑھ کر حصہ لینے کی کوشش کرتے ہیں۔

9. دعوت الی اللہ، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے باب میں ہم حتی المقدور اسوۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا خاص خیال رکھتے ہیں تاکہ لوگوں کو دین کے ساتھ جوڑا جا سکے اور اس کے نتیجے میں معروف عام ہو اور منکر کا راستہ روکا جا سکے۔

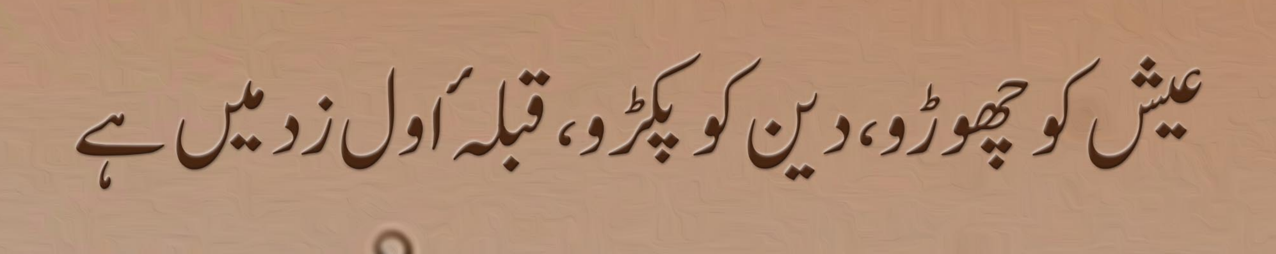
10. عوام میں سے کسی گروہ، قبیلہ یا جماعت کی طرف سے مجاہدین کے خلاف عملی جنگ میں شرکت کی صورت میں ہم خود کو درج ذیل اصولوں کا پابند کرتے ہیں:

i. دعوتی اور مصالحانہ ذرائع استعمال کرتے ہوئے انہیں جنگ سے باز رکھنے کی ہر ممکن کوشش کی جائے، کیونکہ جانبی لڑائیوں میں الجھنا کفریہ نظام کو فائدہ پہنچاتا ہے۔

ii. دعوتی اور مصالحانہ ذرائع کے استعمال کے باوجود بھی یہ گروہ اگر عملی جنگ سے باز نہ آئے تو ان کے خلاف صرف اتنی ہی قوت استعمال کی جائے کہ ان کے ظلم کو مجاہدین سے دور کیا جا سکے۔

iii. مذکورہ گروہ کے خلاف قوت کے اس استعمال میں بھی مقاتلین اور غیر مقاتلین کا بھرپور خیال رکھا جائے۔ نیز ان کے اموال و املاک کے بارے میں فیصلے کے لیے جماعت کی لجنۂ شرعیہ کی طرف رجوع کیا جائے۔

[جماعۃ قاعدۃ الجہاد برصغیر کے 'لائحہ عمل' سے اقتباس]



چشمِ حرم کی نیند اڑادی، صیہونی خوں خواروں نے
قدس کو مرکز ٹھہرایا ہے، فطرت کے بیماروں نے

یہ اقدام ہے اک سرچشمہ، اگلی خونیں جنگوں کا
آؤ! دیکھو! کھول دیں آنکھیں، یاجوجی دیواروں نے

سر بہ کفن ہو کلمہ والو! مسجدِ اقصیٰ روتی ہے
دیکھو کیسا جال بُنا ہے، دجالی کرداروں نے

عیش کو چھوڑو، دین کو پکڑو، قبلۂ اول زد میں ہے
جس کو دلائی تھی آزادی ایوبی تلواروں نے

تاریخی اوراق جو کھولیں، آنکھ لہو برساتی ہے
کفر کو مضبوطی بخشی ہے ملت کے غداروں نے

قہر تو یہ ہے وہ دین ہی آج غریب الغرباء ہے
جس کو دیا تھا خون نبیؐ نے اور نبیؐ کے یاروںؓ نے

خاکِ عرب کے شیخ پڑے ہیں جامِ تعیش پی پی کر
چھوڑ دیا اسلام کو تنہا، کعبہ کے معماروں نے

عصرِ رواں کے اکثر مومن عشقِ بُتاں میں کھو بیٹھے
پیش کیا جب حور بنا کر مغرب کے عیاروں نے

خونِ مسلماں موت سے ڈر کر جوش میں آنا بھول گیا
لاشوں کے انبار لگائے طاغوتی مکاروں نے

دشمنِ دیں تو دشمن ہی ہیں، ان کی شکایت کیا کرنا
دین پہ خود تلوار چلائی، دین کے خدمت گاروں نے

فضیل احمد ناصریؔ

بے شک ہم سب امریکہ اور اس کے خائن غلاموں کے خلاف ایک ہی جنگ لڑ رہے ہیں

ہم افغانستان، پاکستان، عراق، صومالیہ، جزیرۃ العرب اور مغربِ اسلامی کے تمام مجاہدین کو مکمل تائید کا پیغام دیتے ہیں اور ان کی حوصلہ افزائی کرتے ہیں کہ وہ صلیبیوں اور ان کے حلیفوں کے خلاف قتال کو اور بھی تیز کر دیں، ہم اپنے فلسطینی مجاہد بھائیوں کے ساتھ اظہارِ یکجہتی کرتے ہیں۔ ہم انہیں اور بیت المقدس کے اطراف میں بسنے والی امتِ صابرہ مرابطہ کو یقین دلاتے ہیں کہ ہم امریکہ کے امن کو تباہ کرنے کے لیے اپنا سب کچھ قربان کر دیں گے یہاں تک کہ فلسطین میں حقیقی امن قائم ہو جائے۔

ہم پاکستان کے عامۃ المسلمین کو کرائے کی قاتل فوج اور پیٹ کے پجاری حکمرانوں کے خلاف کھڑے ہونے پر ابھارتے ہیں جو ان کی قسمت کے مالک بنے بیٹھے ہیں اور جنہوں نے پاکستان کو ایک امریکی کالونی بنا دیا ہے۔ جس کو چاہتے ہیں قتل کر دیتے ہیں، جسے چاہتے ہیں گرفتار کر لیتے ہیں اور جس بستی کو چاہتے ہیں بمباری کر کے تباہ کر دیتے ہیں۔ یہ وہ فوج اور حکمران ہیں جنہوں نے چند ڈالروں کے عوض پاکستان کی عزت و حرمت کو فروخت کر دیا ہے۔ اے پاکستانی مسلم قوم! اپنے تیونس، مصر، لیبیا، یمن اور شام کے بھائیوں کی طرح کھڑے ہو جاؤ اور اپنے اوپر پڑے اس ذلت کے غبار کو دھو ڈالو۔

ہم ساری دنیا کے مجاہد بھائیوں کو نصیحت کرتے ہیں کہ وہ عامۃ المسلمین کے ساتھ ربط ضبط پیدا کریں اور ان میں گھل مل جائیں، ان کی خدمت کریں اور ان کی عزت، حرمت اور سلامتی کے محافظ بن جائیں۔ ہم مجاہدین کو تاکید کرتے ہیں کہ وہ مسجدوں، بازاروں اور رش والی جگہوں پر ہر ایسی کارروائی سے اجتناب کریں جس میں عام مسلمانوں کے نقصان کا خدشہ ہو۔ ہم نے تو اپنے ملکوں سے ہجرت ہی صرف اسی لیے کی ہے اور اپنے گھر بار چھوڑے ہیں کہ ہم امتِ مسلمہ کے دفاع کا فریضہ سرانجام دے سکیں اور اس کی عزت و حرمت کی حفاظت کریں۔

ہم امتِ مسلمہ کو یقین دلاتے ہیں کہ ہم ان کے لشکر ہیں اور ہم کشمیر، فلپائن، افغانستان، چیچنیا، عراق اور فلسطین سمیت تمام مقبوضات کی آزادی تک اپنی جدوجہد رکھیں گے اور ہم تیونس، مصر، لیبیا، یمن اور شام کی عوامی تحریکوں کی مکمل تائید کرتے ہیں، بے شک ہم سب امریکہ اور اس کے خائن غلاموں کے خلاف ایک ہی جنگ لڑ رہے ہیں۔ ہم شام کے مسلمانوں کو پیغام دیتے ہیں کہ وہ اپنے شہریوں کے خون بہانے والے ظالم، فاسد اور خون خوار نظام کے خلاف اپنی قربانیوں اور جدوجہد کو جاری رکھیں۔ اے دمشق کے باشندو! بزرگی والا رب تمہیں بہتر بدلہ عطا فرمائے اور اہلِ مشرق کی عزت دمشق کی عزت میں ہے۔

ہم پیارے یمن، سرزمینِ نصرت، سرزمینِ ایمان و حکمت کے اہلِ ایمان کو یقین دلاتے ہیں کہ ہم ظالم و فاسد حکمران علی عبد اللہ صالح اور اس کے غدار گروہ کے خلاف ان کی بابرکت تحریک میں ان کے ساتھ ہیں۔ ہم انہیں نصیحت کرتے ہیں کہ وہ امریکہ کے خلیجی غلاموں کی سیاسی چالوں سے دھوکہ نہ کھائیں جو ان کی بابرکت تحریک کو ناکام بنا کر ایک ظالم کی جگہ دوسرے ظالم اور امریکہ کے ایک غلام کی جگہ دوسرے کو لانا چاہتے ہیں۔ ان کے لیے ضروری ہے کہ وہ اپنی قربانیاں جاری رکھیں اور حوصلے بلند رکھیں یہاں تک کہ یہ فاسد نظام جڑ سے ختم ہو جائے اور اس کی جگہ وہ صالح نظام قائم ہو جس میں شریعت کی حاکمیت ہو، عدل کا بول بالا ہو، فیصلے شورائیت کے تحت ہوں، مال انصاف کے ساتھ تقسیم کیا جائے اور ضعیف و قوی کو مساوی حقوق میسّر ہوں۔ فساد کا خاتمہ ہو جائے اور امریکہ اور اس کے غلاموں کو معزز و محترم یمن سے نکال باہر کیا جائے۔

ہم لیبیا کے اہلِ عزم و استقلال سے کہتے ہیں کہ اے مجاہدین و مرابطین کی اولاد! تمہارے آبا نے اعلائے کلمۃ اللہ کے لیے قتال کیا اس لیے تم امانت میں خیانت نہ کرو اور حفتر زندیق یا صلیبی نیٹو اتحاد کی غلامی کی ذلت قبول نہ کرو۔ تیاری کرو، اسلحہ و سامان اکٹھا کرو اور مقابلے کے لیے تیار رہو تاکہ کوئی تمہارے اوپر کسی قسم کی پابندیاں یا ظالمانہ شروط عائد کرنے کی جرأت نہ کر سکے۔

ساری دنیا میں غلبۂ اسلام کے لیے سرگرم اہلِ اسلام! ہم تمہارے پشتی بان ہیں اور ہمارے سینے تمہارے لیے کھلے ہیں تاکہ ہم اعلائے کلمۃ اللہ اور کسی انسانی آئین کی آمیزش سے پاک شریعت کی غیر محکوم حاکمیت جیسے عظیم مقاصد کے لیے باہم تعاون کر سکیں، تمام دیارِ اسلام کو غاصب حکمرانوں سے پاک کر دیں اور ہر مظلوم کی نصرت کریں۔ اسلامی جماعتوں کے بھائیو! بے شک تیونس و مصر سے طواغیت کے زوال کی بنیاد پڑی ہے۔ ساری امت کو بیدار کرو اور اٹھ کھڑے ہونے کی دعوت دو یہاں تک کے تمام دیارِ اسلام میں شریعتِ مطہرہ کی حاکمیت قائم ہو جائے اور وہ غاصب و فاسد حکمرانوں سے پاک ہو جائیں، مظلوم قیدیوں کی آزمائش ختم ہو، دولت کی منصفانہ تقسیم ہو اور ہر قسم کا سیاسی و اجتماعی ظلم مٹ جائے اور یہ دونوں ممالک اسلام کے قلعے اور فلسطین سمیت ساری دنیا کے مظلومین کے مددگار بن جائیں۔

شیخ ایمن الظواہری حفظہ اللہ